بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

دفتر چہارم

داستان امیر حمزہ

بار نہم

مطبع منشی تیجکمار لکھنؤ میں طبع ہوکر مطبوع جہان ہوا

آغاز دفتر چہارم از داستان صاحبقران گیتی ستان زلازل قاف

کوچک سلیمان امیر حمزہ عالیشان بن خواجہ عبد المطلب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

راویان صدق مقال کہتے ہیں کہ جب نوشیرواں اور بختک وغیرہ امرائے نوشیرواں پر آنا صاحبقران کا پردہ قاف سے ظاہر ہوا اور ہر شخص اُن کے تشریف لانیکے حال سے ماہر ہوا بختک نے نوشیرواں سے کہا کہ حمزہ اٹھارہ برس کے بعد قاف سے آیا اور حضور سے شرف ملازمت نہ پایا پس بادشاہ ہفت کشور کی بیٹی زبردستی لیا چاہتا ہے یعنی زور و قوت کے غرور سے یہ کام کیا چاہتا ہے ایسے میں طبل جنگ بجوائیے اُس سے برسر مقابلہ آئیے کہ وہ تھکا ماندہ ہے اور حضور کی رکاب میں فوج قہار ہے آپ کا تمام لشکر دلیر اور جنگ پر تیار ہے بہت آسانی سے اُسکو مار لیتے ہیں اُسکو شکست فاش دیتے ہیں نوشیرواں بھی اُسکے فقرے میں آگیا اُسکے دلمیں بھی خیال سماگیا طبل جنگ بجنے کا حکم دیا نفیر و سرنا و گج نفیر و شتر و بوق و قرنا و جھانجھ و ترئی بجنے کا اذن دیا صاحبقران گیتی ستان نے بھی یہ خبر سنکر طبل جنگ بجوایا جھانجھ افراسیاب و بوق ترکی و نفیر جمشیدی نے صدائے صور کو یاد دلایا کیا یہ صینی و قلابہ چینی نے اٹھارہ من تبریزی کی چوب اُٹھاکر اس زور سے طبل سکندری پر ماری کہ چونسٹھ کوس تک آواز اسکی گئی اور لشکریان نوشیرواں میں سے اکثروں کے کان کے پردے پھٹ گئے اس آوازہ کے صدمے سے مارے خوف کے خون بہادروں کے گھٹ گئے اور بہت آدمی بہرے ہوگئے دونوں لشکروں میں رات بھر تیاری رہی نوشیرواں کو اس دن ایسی حرارت تھی کہ ہنوز صبح نہ ہونے پائی تھی پچھلی رات کو چاندنی میں شاہان و

شہر یاران ساسانی و کیانی و لہراسپی و کیخسروی کو مع فوج غدار لیکر معرکۂ کارزار میں آیا امیر نے بھی یہ خبر سنکر مقبل سے صندوق سلاح طلب کر کے سلاح کارزار اپنے بدن پر لگایا اور اپنے کو خوب اوچی بنایا اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوے فوج نوشیرواں کے ساتھ مقابلہ کو تیار ہوے خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمیری کسوت عیاری لگائے نیم تاج مرصع سر پر دھرے اُسپر سیمرغ کے پر کی کلغی لگائے چار سو عیاران ذیل کے مقام کا زمزمہ کرتا ہوا امیر کے گھوڑے کا شکار بند پکڑے ہمراہ رکاب چلا القصہ صاحبقران اس صورت سے بکمال طاقت و تاب چلا سرداران و شاہان شہریار اسطرح صاحبقران کو گھیرے ہوے چلے جاتے تھے صاحبقران نوشاہ معلوم ہوتے تھے اور اہل لشکر براتی نظر آتے تھے ہرگاہ دونوں طرف کے لشکروں نے میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ اگلا ہراول پچھلا چنڈول وغیرہ چودہ صفیں آراستہ کیں آفتاب نکلا تو تبرداروں نے جھاڑ بوٹا میدان کا صاف کیا زمین کو مثل چادر چاندنی کے شفاف کیا بیلداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سطح زمین کو مانند اطلس چرخ کے زیبا نگار کیا سقوں نے ہزارے مشکوں کے منھ میں باندھ کر آبپاشی کی خیمہ ملک الموت کا ناف میدان میں استادہ ہوا قابض ارواح جان نکالنے پر آمادہ ہوا مریخ ہر ایک کی پیشانی پر چمکنے لگا نقیب باواز بلند پکارنے لگا کہ کہاں ہیں علاقہ اور کہاں ہے الامان کہاں ہے سام و نریمان اور کہاں ہے سہراب یل و رستم پہلوان آج میدان میں آکر اپنا جوہر دکھا دیں بڑے بہادر ہیں تو اس فوج جرار کے سامنے آویں لشکروں میں ایک حشر برپا ہوگیا میدان کارزار گویا میدان رستخیز سب کی آنکھوں میں نظر آنے لگا بازار موت کا گرم دیکھ کر زہرے گلوں میں دم ہوگئیں نوشیرواں کی طرف سے ایک جوان ساسانی کوہ پیکر نام گھوڑا اچھکا کر اپنی صف سے نکلا اور بادشاہ کے تخت کو بوسہ دیکر رخصت طلب ہوا نوشیرواں نے جام شراب کا اپنے ہاتھ سے دیکر میدان کی اجازت دی اُسکی اس جرأت پر بہت تعریف کی اسکا تو جام عمر معمور ہی ہو چکا تھا اُسنے اُس جام کو پی لیا اور میدان میں آکر للکارا کہ جسکو آرزوے مرگ ہو وہ میرے سامنے آوے صاحبقران نے فاتحہ خیر پڑھکر اشقر دیوزاد کو اُسکے گھوڑے کے برابر لاکر ایک دھڑ سپر کی اُسکے گھوڑے کی پیشانی پر ایسی دی کہ گھوڑا اُسکا پسپا ہوگیا صاحبقران سے کہنے لگا حمزہ ازبسکہ تو زورآور و جوان جمیل ہے انصاف یہ ہے کہ تو چستی و چالاکی و قوت و دلیری میں شہرۂ آفاق و بےعدیل ہے بادشاہ سے باغی نہ ہو قصور اپنا معاف کروا کے رکاب سعادت انتساب شاہنشاہ ہفت کشور میں حاضر رہ ایسے سلطان والا تبار جہاں دار میں حاضر رہ صاحبقران نے فرمایا کہ تو لڑنے آیا ہے یا پند و وعظ کرنے اگر لڑنا ہے تو سیدھی طرح سے لڑ نہیں تو اپنے لشکر کی راہ لے یہ کسی اور احمق کو فریب دے اُسنے اپنے عیار سے نیزہ لیکر گھوڑے کو دونوں باگوں پر لگایا خوب گھوڑے کو پھرایا صاحبقران نے بھی شاہ عیاران عیار کے ہاتھ سے نیزہ لے کر اشقر دیوزاد کو چمکارا اس نے برابر آکر صاحبقران پر نیزے کا وار کیا صاحبقران نے اپنے نیزے سے اُسکو رد کیا دو دو طعن نیزے کے چلے تھے امیر نے اُسکے داہنے پہلو کو خالی دیکھ کر گھوڑے کو کاوا دیا اور اُسکے خالی پہلو کیطرف جاکے نیزہ مارنیکا ارادہ کیا وہ بھی نیزہ بازی میں مشاق تھا سب طرح سے ہوشیار و چالاک تھا امیر کی یہ حرکت دیکھ کر امیر کے بائیں پہلو میں کہ اُسوقت

مرکب گردش سے خالی ہوگیا تھا نیزہ مارا امیر کاٹھی کو خالی کر کے گھوڑے کے پیچھے پر جا رہے نیزے کی انی پہلو کے برابر ہاتھ بھر چھاتی کے آگے سے نکل گئی ادھر سے اُدھر چل گئی امیر نے فوراً زین پر قائم ہو کے اُسکے نیزے کو بغل میں دبا کر گھوڑے کو جو پھیرا اُسکا نیزہ بیچ سے ٹوٹ کر نصف زمین پر گر پڑا اور نصف اُس کے ہاتھ میں رہا امیر کی اس پھرتی کو دوست کیا دشمن نے بھی شاباش و مرحبا کہا عمرو نے دیکھا کہ نیزے میں جواہرات جڑا ہے گرے ہوئے ٹکڑے کو دوڑ کر اُٹھا لیا اور چوم کر زنبیل کے حوالے کیا اور کوہ پیکر سے کہنے لگا کہ لا وہ بھی ٹکڑا امیر کے حوالے کر تیرے کس کام کا ہے میرے کام آئیگا مجھ کو تو فائدہ دکھائیگا اُسنے جواہر کی طمع سے کہا کہ او ساربان کے تجھ کو کیا سودا ہوا ہے ایک تو میرے نیزے کا ٹکڑا اُٹھا کر زنبیل میں رکھ لیا اپنے قبضہ میں کیا دوسرا ٹکڑا ابھی مانگتا ہے عمرو نے کہا کہ تو جانتا نہیں میں گرے پڑے کا مالک اور رزمگاہ کا کوتوال ہوں تو خوشی سے دیگا تو بہتر ہے نہیں تو میں زبردستی لونگا اور تجھکو خوب ذلیل کرونگا وہ خفا ہو کر بولا کہ تو کیونکر لیگا میں بھی دیکھتا ہوں یہ کہکر وہ ٹکڑا جو اُسکے پاس تھا اُسکی بوڑی کو عمرو کیطرف کر کے چلایا کہ ہو لا دے اسکو زیر کرے عمرو نے فلاخن کے ڈورے کو نیم تاج سے کھولکر ایک پتھر اُسمیں رکھ کے اُسکے ہاتھ پر اس زور سے مارا کہ ہاتھ اسکا سُن ہو گیا اور وہ ٹکڑا نیزے کا زمین پر گر پڑا عمرو نے دوڑ کر اسکو اُٹھا لیا چٹ اپنے قبضے میں کیا اور کہا دیکھا یوں لیتے ہیں احمقوں کو اس طرح سے زک دیتے ہیں یہ کہکر اپنی صف میں جا کھڑا ہوا اُسنے کھسیانا ہو کر امیر سے کہا کہ او عرب ہرچند کہ نیزہ بازی خلال بازی اور گرز بازی حمال بازی ہے مگر معلوم ہوا کہ نیزہ بازی میں تو یگانۂ روزگار ہے تو اس فن میں مشتہر ہر شہر و دیار ہے ہرگز میں تجھ سے نیزہ بازی و گرز بازی نہ کرونگا اس امر میں تجھ سے ہرگز سر بر نہ ہونگا میرے تیرے تلوار چلے کہ تیغ بازی راستبازی ہے اس ترکیب میں امتحان یکتا تازی ہے امیر نے فرمایا کہ اس سے کیا بہتر ہے یہ تو میری عین آرزو ہے اس بات کی مجھے بھی جستجو ہے دیکھوں تو کہ تیری تلوار میں کیسا جوہر ہے اور تو اس صنعت میں کیسا دلاور ہے اُس نے تلوار آبدار مانند تختۂ دکان عطار میان سے لیکر امیر کے سر پر وار کیا امیر نے اُسکو سپر پر روک کے رد کیا اور اپنی تیغ صمصام کو کھینچکر نعرہ کیا کہ او گبر خبردار ہو جا اپنے ہتھیار سنبھال کر ہوشیار ہو جا یہ نہ کہنا کہ مجھ کو غفلت میں مارا دیکھ تلوار اور وار اس کو کہتے ہیں شمشیر آبدار

لشکر نوشیرواں سے کوہ پیکر پہلوان کا مقابلہ صاحبقران آنا اور ایک ہاتھ میں مارا جانا اُسکا

اور قاتل کفار اسکو کہتے ہیں یہ کہکر ایک ہاتھ اُسکے سر پر لگایا کمال قوت سے ضرب کو جمایا ہر چند اُس نے سپر کو بنیاد سر کیا لیکن وہ تلوار کیا تھی کہ برق تھی سپر و خود و کاسۂ سر کو کاٹ کر زین کی کاٹھی میں جا بیٹھی اُسکا زمین پر گرنا تھا کہ نوشیرواں نے ایک بارگی فوج سے کہا کہ ہاں یہ عرب جانے نہ پائے کسی صورت سے بچ نہ جائے اُسکو ہاتھوں ہاتھ مار لو اسکو جیسے ہو سکے قتل کرو فوج حکم پاتے ہی امیر پر آگری گویا ٹیڑی ایک کھیت پر جا گری فوج اسلام بھی سپر و شمشیر و گرز و خنجر و نیزہ و تیر و دوش پر لیکر اللہ اکبر کہہ کر ٹوٹ پڑی اور شپاشپ تلوار چلنے لگی ایک ساعت کے عرصہ میں چالیس ہزار سوار نوشیرواں کے لشکر کا مارا گیا اور فوج کے پاؤں اُٹھ گئے اہل اسلام کی تلوار کی تاب کوئی نہ لا سکا اُنکی شمشیر خونخوار کی ضرب کوئی نہ اُٹھا سکا امیر نے خلاف معمول اُسدن فوج متفرور کا تعاقب کیا اُنکو بھاگ جانے پر بھی بچنے نہ دیا چار کوس تک کشتوں کے پشتے باندھتے چلے گئے اور وہاں سے فتحیاب شادیانے بجاتے ہوئے پھرے اسقدر غنیمت لشکر اسلام کے اُس دن ہاتھ آئی اور اتنی دولت پائی کہ امیران لشکر نوشیرواں فقیر اور فقیران فوج اسلام امیر ہو گئے امیر بارگاہ جمشیدی میں آکر دنگل رستم پر جلوہ افروز ہوئے اور جہانتک سرداران لشکر اسلام تھے دو رویہ امیر کے پہلو میں کرسیوں پر بیٹھے اپنے اپنے موقع پر سب دلیر و دلاور بیٹھے اور جشن کی تیاری ہونے لگی راوی لکھتا ہے کہ امیر نے بعد انفراغ جشن عمرو سے پوچھا کہ ہمارے پیچھے تم پر کیا گذری اُسنے مفصل سرگذشت بیان کی اپنے حال کی ابتدا سے انتہا تک اُنکو اطلاع دی اسمیں خواجہ آشوب و بہلول کو امیر نے بلا کر فرمایا کہ تمہارا کیا ارادہ ہے تمہاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ ہم چاہتے ہیں کہ تجارت کریں سوداگری کے مال سے نفع لیں امیر نے کئی ہزار اشرفیاں اُنکو دیکر رخصت کیا اور پروانہ راہداری کا لکھدیا کہ ان سے کبھی کوئی شخص مزاحم نہ ہووے بعد ازاں امیر نے عمرو سے پوچھا کہ ہمارے پیچھے کبھی لندھور و بہرام بھی تمہاری مدد کرنے کو آئے تھے کبھی کچھ تحفہ تمہارے لیے لائے تھے عمرو نے کہا کہ میں نے بارہا اُن کو اپنا حال خستہ مآل لکھ کر بلایا مگر کسی نے جواب تک نہ لکھا نہ کوئی آدمی اُنکا میرے پاس آیا جب مجھ پر حریف کی چڑھائی ہوتی تھی ایک نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار سے آکر میری مدد کرتا تھا جسکے ہاتھ سے ہزاروں آدمی مخالفین کا مرتا تھا ہر چند میں نے چاہا کہ دریافت کروں کہ یہ کون شخص ہے اُسنے یہی جوابدیا کہ مجھ سے آج تک کوئی کار نمایاں نہیں ہوا کہ میں اپنے کو ظاہر کروں اپنے حال سے تم کو ماہر کروں جب زیادہ میں نے اصرار کیا تو بولا کہ جب خدا امیر کو لاویگا اُسوقت تجھ کو میرا حال معلوم ہو جاویگا امیر نے برہم ہو کر فرمایا کہ اگر آج سے کسی نے ہمارے لشکر میں لندھور و بہرام کا نام لیا یا اُنکا کچھ مذکور کیا تو زبان اُسکی گدی کے پیچھے سے نکلوا ڈالونگا اُسکو نہایت ذلیل کرونگا چونکہ امیر کے آنے کی خبر جا بجا ملکوں میں پہونچ گئی تھی بڑے بڑے بادشاہ گردنکش مبارکباد دینے کے واسطے امیر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو حاضر نہ ہو سکے اُنھوں نے زر و جواہر بطریق نثار تہنیت ناموں کے ساتھ بھیجا انواع و اقسام کا اسباب نفیس معتمدوں کے ہاتھ بھیجا لندھور و بہرام سنکر بہت خوش ہوئے لندھور نے بہرام سے کہا کہ ہم کو بیس بائیس برس کا عرصہ اس ملک میں آئے ہوئے ہوا اور حیف ہے کہ ابتک یہ خس و خاشاک سے پاک نہ ہوا ہم سے کوئی کام خاک نہ ہوا اور اس عرصہ میں کیا کیا نہ کفاروں نے عمرو پر چڑھائی کی اور

اسکو کیسی کیسی اذیت دی اور ہم میں تم میں سے ایک بھی اُسکی مدد کو نہ پہونچا صاحبقراں نے جو یہ حال سنا ہوگا بلا شبہہ رنجیدہ ہوئے ہونگے
ہم سے اپنے دلمیں بہت کشیدہ خاطر ہونگے پھر حال جو ہوئی ہو سو ہو صاحبقراں کی قدمبوسی کے لیے جانا ضرور ہے اُن سے
اپنی تقصیر معاف کروانا ضرور ہے نہیں تو لوگ نمک حرام کہینگے ہم ہمیشہ سب کی نظروں میں ذلیل رہینگے بہرام نے کہا بہتر ہے تم آگے
چلو میں بھی پیچھے سے آتا ہوں امیر کی دولت قدمبوسی سے افتخار پاتا ہوں یہ کہکر بہرام تو چین کیطرف گیا اور لندھور فوج جرار
غنیم پر تعین کرکے امیر کے پاس روانہ ہوا چند روز میں امیر کے در دولت پر پہونچا امیر نے اپنے روبرو بلا کر بکمال غیظ شکوہ کیا
سب کے سامنے اُسکو زیر عتاب کیا لندھور نے سرگذشت اپنی بیان کرکے بہت سا عذر کیا اور بہرام کا بھی حال عرض کیا بارے
امیر نے قصور اُسکا معاف فرما کر اپنے پاس بٹھلایا اُسکو مرتبہ مصاحبت دیا اور عمرو سے پوچھا کہ کچھ معلوم ہوا کہ نوشیرواں
کہاں گیا عمرو نے دست ادب باندھ کر عرض کی کہ مغرب کیطرف گیا ہے وہاں کے بادشاہ نے ایک پہلوان کو پانچ لاکھ کا
افسر کرکے نوشیرواں کی مدد کو بھیجا ہے بڑے زور و شور کا لشکر تمھاری سرحد کو بھیجا ہے سو کچھ لوگ تو لشکر نوشیرواں اور
شاہ مغرب کی فوج کے دریا کے اسطرف پڑے ہوئے ہیں اور کچھ اسطرف ہیں فرمایا کہ ہماری بارگاہ بھی زیر کوہ عین سبزہ زار
میں لب دریا استادہ ہو اور سامان جشن وہاں سب طرح کا آمادہ ہو اور ہمارے لشکر کو حکم دو کہ نوشیرواں کے لشکر پر متصرف
رہو وہیں فوراً بارگاہ کیخسروی جس جگہ امیر نے فرمایا تھا نصب کی گئی اور سامان جشن کا مہیا کیا گیا ہر شخص کو حکم اہتمام دیا گیا
صاحبقراں مع سرداران نامدار و گردان باوقار دربار میں داخل ہوئے سب دوست با اخلاص اُس محفل نشاط میں شامل
ہوئے اور ساقیان گلعذار و مطربان ناہید رخسار شیشہ ہاے زرنگار و جامہاے مرصع کار لیکر با سازہاے رنگا رنگ مجلس
میں حاضر ہوئے صاحبقراں سرگرم صحبت بزم تھے کہ عیاروں نے آکر خبر دی جلد پہونچکر اطلاع دی کہ مقبل وفادار ہرمز
تاجدار و بختک نابکار کو اسیر کیے لیے آتا ہے اُن دونوں کو مقید کرکے حضور میں لاتا ہے امیر یہ خبر سنکر نہایت خوش ہوئے
واضح ہو کہ جس دن جنگ مغلوبہ ہوئی تھی عین جنگ میں ہرمز تاجدار و بختک سیہ کار اپنی دانست میں قلعہ کو خالی
جانکر پانچہزار سوار ہمراہ لیکر مہر نگار کے لانیکے واسطے قلعہ میں گئے تھے وہاں مقبل وفادار چالیس ہزار سوار سے موجود و مستعد
تھا اُس نے سواروں کو مار کر ہرمز و بختک کی مشکیں باندھ لیں اور امیر کے پاس لے آیا امیر کو یہ کام اُسکا دل سے بھایا کہ
صاحبقراں نے ہرمز سے کہا کہ آپ مسلمان ہو ویں تو یہ تخت آپ ہی کیواسطے ہے سلطنت لیجیے اور خوشی سے حکومت کیجیے
بختک نے دیکھا کہ ہرمز تو جیسا آیسا مگر تو آج جانبر ہوتا نظر نہیں آتا ہرمز کو قبول کرنے کے لیے اشارہ کیا ہرگاہ ہرمز و بختک
خوف جان سے کینہ دلمیں رکھ کر مسلمان ہوئے ظاہر میں داخل فرقۂ اسلام و اہل ایمان ہوئے صاحبقراں نے ہرمز کو
تخت کیخسروی پر بٹھلا کر اپنے لشکر کا بادشاہ کیا سب کارخانہ اُسکے قبضہ میں دیا اور آپ نذر دیکر سب شاہان و شہریاران
و سرداران لشکر سے نذر دلوائی اور بختک کو اُسکا وزیر کیا سب کام میں اُسکا مشیر کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا الغرض
صاحبقراں کو ایسی خوشی ہوئی کہ برنگ گل پیراہن میں نہ سماتے تھے پھولونکی طرح پھولے جاتے تھے تیسرے دن

چار گھڑی دن آیا ہوگا کہ امیر خوش وخرم بیٹھے ہوئے سبزہ زار کی سیر دیکھ رہے تھے لطف و تماشا وہاں کا بچشم حسرت عبرت دیکھ رہے تھے کہ فلک پر سے تین طاؤس خوشرنگ اُس سبزہ زار میں اُترے امیر نے مقبل وفادار و عمرو عیار کو اُنکے دیکھنے کے لیے بھیجا وہ اُنکو دیکھکر غائب ہوگئے ناظرین یہ حال دیکھکر متحیر ہوئے راوی لکھتا ہے کہ وہ طاؤس نہ تھے آسمان پری مع لشکر جرار وہاں سے دو کوس کے فاصلے پر ایک کوہ کے دامن میں وارد ہوئی تھی اور اس جگہ واسطے سیر کے آئی تھی کہ وہ زمین بسبب سبزی کے اُسکو بہت بھائی تھی اُسنے عبدالرحمٰن جنی وسلاسل پریزاد و اکوانہ کو امیر کی خبر لانے کیواسطے بھیجا تھا وہ طاؤس بن کر امیر کے دیکھنے کو آئے تھے اپنی صورت اس بھیس میں چھپائے تھے چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد بصورت اصلی بارگاہ میں حاضر ہوکر امیر کو مجرا کیا قاعدہ تعظیم واکرام کا ادا کیا اور آسمان پری کے آنیکی خبر دی امیر نہایت خوش ہوئے اور بغلگیر ہوکر اُنھیں اپنے پہلو میں کرسیوں پر بٹھلایا اُنکے حال پر بہت التفات فرمایا اور ہرمز تاجدار اور اپنے لشکر کے سرداروں کو آسمان پری کے آنیکا مژدہ سنایا اور عمرو سے فرمایا کہ مبارک ہو آسمان پری تمھارے واسطے قاف کی سوغات لائی ہے بڑی دھوم سے آئی ہے عمرو بھی یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا تمام رات صحبت عیش ونشاط کی گرم رہی صبح ہوتے ہی امیر سوار ہوئے آسمان پری کے پاس جانیکو تیار ہوئے جہانتک کہ شاہ و شہریار و سردار و سپہ سالار تھے سوائے ہرمز تاجدار مسلح پوش ہوکر صاحبقران کے جلو میں چلے خواجہ عبدالرحمٰن جنی وسلاسل پریزاد و اکوانہ پری نے پہلے سے جاکر آسمان پری کو خبر دی کہ صاحبقران تشریف لاتے ہیں بڑے احتشام وتزک سے آتے ہیں آسمان پری بہت خوش ہوئی اور اپنی بارگاہ سے امیر کے لشکر تک مخمل وقاقم و زربفت وکمخواب کا پا انداز بچھوایا تمام راہ کو نمونہ باغ ارم بنایا جسوقت امیر بارگاہ سلیمانی پر پہونچے سب کو دروازے پر چھوڑ کے آپ خیمہ کے اندر گئے آسمان پری قریشہ کو لیکر بارگاہ کے دروازے تک امیر کے استقبال کو آئی سب خواصوں اور مصاحبوں کو ساتھ لائی اور ہنسکر امیر سے کہا کہ آپ تو ہمکو چھوڑ آئے تھے لیکن آخر ہم آپ ہی آئے ہیں اور ملکہ مہر نگار کی عروسی کا سامان بھی اپنے ساتھ لائے ہیں امیر نے پوچھا کہ کیا کیا لائی ہو مجھ کو پہلے سب کی تفصیل بتاؤ بعد ازاں ہر ایک چیز مجھے دکھاؤ آسمان پری نے کہا کہ بارگاہ سلیمانی نقارخانہ سلیمانی چار بازار بلقیس اور ہر قسم کا جواہر و تحائف قاف و قاقم و سنجاف و مخمل و اطلس زرنگار امیر بہت محظوظ ہوئے قریشہ کی پیشانی پر بوسہ دیکر گلے سے لگایا اور آسمان پری کو بھی سینہ سے لگاکر بہت پیار کیا آسمان پری نے کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیں امیر نے قبول نہ کیا آصف برخیا کی کرسی پر بیٹھے جہانتک دیو جن پری آسمان پری کے ساتھ آئے تھے سبھوں کے سرداروں نے امیر کو آکر مجرا کیا امیر نے سب کو بنگاہ سرفرازی دیکھا اور ہر ایک سے خیر و عافیت پوچھی سب کی جدا جدا خیریت پوچھی اور آسمان پری سے کہا کہ جو ہم اکثر عمرو عیار کی تعریف تم سے کیا کرتے تھے وہ بھی تمھاری ملاقات کا مشتاق ہوکر آیا ہے اُسکو قبول کرنا چاہیے جو کچھ تمھارے لیے پیشکش لایا ہے آسمان پری نے کہا کہ اُسکو بلوا اندر آنیکی اجازت دو عمرو جو بارگاہ کے اندر آیا بارگاہ کو دیکھکر اُسکے ہوش اُڑ گئے ایسا خیمہ بنظیر پایا دیکھے تو سوائے امیر کے کوئی نظر نہیں آتا ہے

جس طرف اپنی آنکھ اٹھاتا ہے امیر سے پوچھنے لگا کہ ملکۂ آفاق کہاں رونق افروز ہیں جنکی آپ ہمیشہ تعریف کیا کرتے ہیں آخر میں بھی تو دیکھوں کہ وہ کیسی ہیں جنھوں نے اٹھارہ برس تک قاف میں آپکو لبھا رکھا تھا اپنے دام محبت میں پھنسا رکھا تھا امیر نے فرمایا کہ اے عمرو ملکہ آسمان پری تخت پر جلوہ فرما ہیں تو سلام کیوں نہیں کرتا عمرو نے کہا کہ مجھکو تو دکھائی دیتی نہیں کسکو سلام کروں میں خود اس مقدمہ میں حیران ہوں ایسا کیا میرا اسلام مفت کا ہے کہ میں تخت و کرسیوں کو سلام کیا کروں میری عادت یہ نہیں ہے کہ میں ایسے عبث کام کیا کروں ملکہ نے حکم کیا اپنے کارگزاروں کو اذن دیا سرمہ سلیمانی عمرو کی داہنی آنکھ میں لگادو اس سرمہ کا تماشا ذرا اسکو دکھادو واضح ہو کہ سرمہ سلیمانی داہنی آنکھ میں لگانے سے دیو نظر آتے ہیں اور بائیں آنکھ میں دینے سے پریزاد و پریاں نظر آتی ہیں عمرو کی داہنی آنکھ میں جو سرمہ لگایا عمرو کو دیووں کی صورت دکھائی دینے لگی سب مجمع دیووں کا عمرو کی نظر میں آیا بہت سی توبہ استغفار کرکے امیر سے پوچھنے لگا کہ انمیں آپ کی حرم خاص ملکہ صاحب کون سی ہیں برائے خدا مجھے جلد بتلایئے انکی صورت مجھے دکھلایئے امیر عمرو کے اس کلام پر بہت ہنسے اور ملکہ بھی ہنستے ہنستے تخت پر لوٹ لوٹ گئیں حکم کیا کہ اسکی بائیں آنکھ میں بھی سرمہ لگادو اب اسکو ہماری صورت دیکھنے کا بینا کرو ہرگاہ بائیں آنکھ میں سرمہ لگایا گیا عمرو کو پریوں اور پریزادوں کا جماؤ نگاہ میں نظر آیا دیکھا کہ تخت پر ایک ملکہ صاحب جمال خورشید تمثال بیٹھی ہوئی ہے باکمال جاہ و جلال بیٹھی ہوئی ہے اور ایک لڑکی رشک ماہ چہاردہ بالکل امیر کی شباہت ملکہ کے پہلو میں جلوہ افگن ہے جسکا حسن دل افروز دیکھنے والوں کو حیرت افزا ہے دلمیں کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے یہ لڑکی امیر کی ہے تخت کے نزدیک جاکے ملکہ کو سلام کیا اور صاحبقران سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری یہی ہیں اے صاحبقران اس صورت کیواسطے تو نے اٹھارہ برس قاف میں اوقات ضائع کی لاحول ولا قوۃ میں تو ایسی صورت کیواسطے ایک دن بھی نہ رہتا ہرگز تمھاری طرح مصیبتیں نہ سہتا میں تو ایسی عورت سے جاے ضرور کا لوٹا بھی نہ اٹھواؤں ان کے ہاتھ کے چھوئے ہوے بیر بھی نہ کھاؤں ملکہ کھسیانی ہوکر آبدیدہ ہوگئی امیر نے زبان جنی میں آسمان پری سے کہا کہ تم آزردہ کیوں ہوتی ہو یہ ایک مسخرا ہے یہ اسکی ایک ادنی خوش طبعی ہے ابھی ہوا کیا ہے تم دیکھوگی کہ کیا کیا سوانگ لاتا ہے کیسے کیسے شعبدے تم کو دکھاتا ہے اور میں نے تم سے قاف میں جب اسکا ذکر کیا تھا کہا نہیں تھا ایسا قبیلہ ہے کہ جس کی حرکات سے لوگ حیران ہوتے ہیں اپنے ہوش و حواس کھوتے ہیں ایک کام کرو تم اسوقت کچھ اسکو دو پھر کیفیت دیکھو آسمان پری نے آنسو پونچھ کر ایک خلعت مرصع باچند جواہر عمرو کو عنایت کیا اُسکے ساتھ زر نقد بھی دیا عمرو نے خلعت پہنکر تسلیم کی اور چٹکی بجا بجا کر اس شعر کو مکرر سہ کرر گانے لگا اور مسخراپن کرکے تالیاں بجانے لگا شعر کیا ترے حسن کی تصویر ہے اللہ اللہ + سورۂ نور کی تصویر ہے اللہ + اور امیر کیطرف دیکھ کر کہنے لگا اے صاحبقران میں پہلے ہی سمجھا تھا کہ صاحبقران کے ہاتھ کوئی ماہ پیکر ایسی لگی ہے کہ جسکو چھوڑکر آنیکو جی نہیں چاہتا نفس الامر میں جسکو ایسی معشوقہ جمیلہ میسر آوے وہ دنیا و مافیہا سے کیوں نہ بیخبر ہوجائے پہلے میں جانتا تھا کہ مہر نگار ہی دنیا میں صاحب جمال ہے یہی خوبصورتی میں بے مثال ہے مگر اس ملکہ خورشید تمثال کے روبرو تو ذرہ کے موافق بھی وہ چمک دمک نہیں رکھتی مہر نگار ایسی صورت بے ثبات

کہ جسکی روشنی اور نزاکت کے آگے خورشید شرمائے ماہ تاباں کی کیا حقیقت جو مقابلے میں آئے بیشک نہیں رکھتی آخر کیوں نہ ہو کہاں آدم زاد کہاں پریزاد آسمان پری عمرو کی اس گفتگو سے بہت خوش ہوئی اور بے اختیار یہ کہکر ہنسی کہ پھر بے گھوڑے ہیں بھیجے تو اسقدر جواہر اور رقاف کا تحفہ عمرو کو دیا کہ عمرو نہال ہوگیا بعد ازاں آسمان پری نے امیر کے لشکر کے امیروں اور سرداروں پہلوانوں کو بلا کر ہر ایک کے مرتبہ کے موافق مخلع کیا ہر ایک کو بقدر مرتبہ اُسکے زر نقد و انعام دیا کہ چشم و ہم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا اور امیر کو تاکید کی کہ مہر نگار سے عقد کرنے کے لیے جلدی کرو سامان کے جمع کرنیکا اپنے کارگزاروں پر حکم جاری کرو اگرچہ میں اسباب عروسی قاف سے اپنے ساتھ لائی ہوں اور اس کام کے انجام کرنے کیلیے مستعد ہوکر آئی ہوں لیکن اس اقلیم کی رسم سے تو آگاہ نہیں ہوں یہاں کے دستور کے مطابق بھی تیاری ضرور ہے مجکو اس تقریب کی رونق اور آرائش بخوبی منظور ہے امیر تین دن آسمان پری کے پاس رہکر چوتھے دن اپنے لشکر میں آئے چار دن تک آسمان پری کے پاس سے چھٹنے نہ پائے اور مہر نگار سے جاکر فرمایا نہایت خوش بیانی سے یہ مضمون اُسکو سنایا کہ آسمان پری تمہارے واسطے سامان عروسی قاف سے لیکر آئی ہے اور بہت سا اسباب نفیس و نایاب اپنے ساتھ لائی ہے اور تاکید پر تاکید کرتی ہے کہ جلد شادی کرو ہرگز اب اسمیں توقف نہ ہو مہر نگار تو سر نیچے کرکے چپکی ہو رہی امیر نے باہر آکر یہی تقریر ہرمز تاجدار سے کی اور اس کیفیت سے مفصل اطلاع دی اور طبل عروسی بجنے کا حکم دیا جمع ہونے سامان شادی کا حکم کیا اور ایک عرضی اس مضمون کی نوشیرواں کو لکھی کہ نفس الامر میں مہر نگار کو آپ مجھکو دے چکے تھے مگر گردش فلک سے اکثر حوادثات مکروہ واقع ہوئے کہ میں عقد کرنے سے مجبور رہا ایسے امور نامناسب پیش آئے کہ اس کام کے انجام میں فتور رہا بہر حال گذشتہ را صلوات اب عرض یہ ہے کہ بالفعل فدوی مہر نگار سے عقد کرتا ہے امیدوار ہوں کہ حسب دستور روزگار مکرر اجازت دیجیے میرے حال پر عنایت کیجیے کہ خوشی خوشی اس کار خیر کو انجام دوں بڑی شان و شوکت سے اُسکے ساتھ عقد کروں اور مجلس بہشت آئین و بزم بہجت قرین میں حضور کا بھی قدم رنجہ فرمانا ضرور ہے اگر فدوی کو قدم رنجہ فرماکر سرفراز کریں تو آپ کی عنایت سے کیا دور ہے عمرو نے بادشاہ ہفت کشور کی خدمت میں جاکر عرضی گذرانی بادشاہ نے اُسکو پڑھکر عمرو سے پوچھا کہ میں نے سنا ہے کہ آسمان پری سامان عروسی و تحائف قاف مہر نگار کیواسطے لائی ہے وہ بڑے سامان سے آئی ہے یہ خبر سچ ہے یا جھوٹ عمرو نے عرض کی کہ راست ہے اسمیں ایک سر مو فرق نہیں اس عرصے میں ایک عرضی ہرمز و بختک کی بھی پہونچی اسمیں لکھا تھا کہ آپ امیر کو شادی کی اجازت دیجیے گا کہ بات میں فرق نہ آوے اور وہ بھی خجستہ دل نہ ہووے کیونکہ اگر حکم بھی نہ دیجیے گا تو بھی حمزہ مہر نگار سے شادی کریگا اُسوقت موجب سبکی کا ہوگا بادشاہ نے رفیقوں اور سرداروں کو بلا کر ہرمز کی عرضی دکھلائی اُسکی سب عبارت پڑھکر سنائی سبھوں نے بالاتفاق شاہزادے کی رائے کو پسند کیا نوشیرواں نے قلمدان منگا کر امیر کی عرضی کا جواب لکھا اور شادی کی اجازت نامہ دی مگر محفل میں جانے سے انکار کیا اکثر رفقا نے کہا کہ ہم نے تو ایسی شادی فقیر کی بھی نہیں دیکھی نہ کہ امیر کی شادی ہوتی ہے معلوم ہوا کہ امرا شادی آپ ہی آپ کر لیا کرتے ہیں ایسے امر عظیم کو یوں سراسری انجام دیتے ہیں بزرجمہر نے کہا کہ اگر آپ لوگ جاوینگے تو امیر بعزت و توقیر بٹھلاویں گے اور

تماشا دکھلا دینگے دو چار دن کیفیت دیکھکر چلے آئیے گا بہت دنوں قیام نہ فرمائیے گا اور نوشیرواں سے کہا کہ اگر حضور علانیہ اپنا جانا مناسب نہیں جانتے تو عمرو کو کچھ انعام دیجیے کچھ اُسکے ساتھ سلوک کیجیے کہ وہ اپنے مکان میں بٹھلا کر تماشا دکھلا دیگا بہت ادب سے پیش آویگا بادشاہ نے کہا کہ اسکا مضائقہ نہیں ہے عمرو سے فرمایا کہ ہم آزاد کی صورت بنکر آوینگے عمرو نے قبول کیا بادشاہ نے عمرو کو خلعت دے کر رخصت کیا اور بزرجمہر عمرو کیساتھ ہوے راوی لکھتا ہے کہ جب امیر نے اپنے خط کا جواب بالصواب پایا بہت خوش ہوے اور ہر شخص کو دکھلایا اور بزرجمہر سے بغلگیر ہوکر اُن دونوں پتوں کا عرق جو حضرت خضر نے دیے تھے اپنے ہاتھ سے بزرجمہر کی آنکھوں میں ٹپکایا آنکھیں اسی روشن ہوگئیں دم بھر میں اُنکو بینا بنایا بزرجمہر نے امیر کو مبارکباد دی لگی نوبت عروسی جھڑ جھڑ بجنے دیو و پریزادوں نے ملکہ آسمان پری کے حکم سے بارگاہ سلیمانی کو ایک بلند ٹیکرے پر استادہ کیا سامان جلوس اور آرایش کا حد سے زیادہ کیا اور چار طاق بازار بلقیس اُسکے متصل قائم ہوا چار سو دیو اُس بارگاہ میں فرش بچھانے اور جاروب کشی کے لیے متعین ہوے نقار خانۂ سلیمانی میں نوبت شادیانہ عروسی بجنے لگی چپے چپے پر رنگا رنگ جواہر کے انبار لگ گئے اپنے اپنے موقع پر گوہر شاہوار لگ گئے ملکہ آسمان پری مہر نگار کو خلوت خانۂ سلیمانی میں لیگئی اور بزم جشن عروسی ترتیب دی جو جو بات کہ محفل عروسی کیواسطے لازم ہے وہ سب ہوئی برات کے دن امیر خلعت شاہانہ پہنکر اشقر دیوزاد پر سوار ہوے اور شاہ اور شہریاران روزگار امیر پر سے زر و جواہر نثار کرتے ہوے گرد گھوڑے کے چلے بارہ ہزار جن بچہ حسین و جمیل جھاڑ ہاے بلورین اور رنگا رنگ جواہر کی لالٹینوں میں مومی کافوری بتیاں روشن کیے ہوے امیر کے گھوڑے کے آگے جاتے تھے سب اہلکار جس جس کام پر مستعد اور متعین تھے وہ کل انتظام و اہتمام سے سب امور کا انجام بخوبی فرماتے تھے اور چالیس ہزار جن قاف کی آتشبازی ہوا پر چھوڑتے بایکدیگر کلقاریاں بھرتے چلے جاتے تھے اور بیس ہزار تخت رواں پریزاد سواری کے دو رویہ اپنا گانا بجانا ناچنا مناتے دکھاتے تھے اور شتر ہاے پر بہیر نوبت خانۂ سلیمانی سر ہوا بجا جاتا تھا وہ سامان کہ کسی نے نہ دیکھا نہ سنا سب کو نظر آتا تھا اور شاہ عیاران عیار دشمن شکار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری چار ہزار چار سو چوالیس عیار بلباس مرصع کار ہمراہ لیے امیر کی سواری کا اہتمام کرتا جاتا تھا کمال خوشی و مسرت سے ہر چیز کا انصرام کرتا جاتا تھا اور اشقر دیوزاد اسطرح سے قدم بقدم شاہ گام کلائیاں مارتا طاؤس رقاص کی صورت اپنے کو بناتا خوش رفتار تھا کہ ہر قدم پر اسکے کبک دری وجد کرتا تھا اور ہزار جان سے نثار تھا

نظم

خوشی سے وہ گھوڑے کا چلنا سنبھل + ہما کے وہ دونوں طرف مورچھل + طرق کے طرق اور پرے کے پرے + ادھر اور اُدھر کچھ ورے کچھ پرے + غرض اس طرح سے سواری چلی + کہے تو کہ باد بہاری چلی +

القصہ جب اس شان و شوکت سے امیر کی سواری بارگاہ سلیمانی میں داخل ہوئی اور اعزاز و اکرام سے ایوان سلیمانی میں داخل ہوئی امیر مرکب سے اُترے ہرمز تاجدار کے پہلو میں تخت پر جا بیٹھے اُسکے زانو سے زانو ملا بیٹھے اور پریوں کا ناچ ہونے لگا ملکہ آسمان پری نے قریشہ اور اپنی مصاحبوں سمیت چار طاق بلقیس میں مہر نگار کے پاس جاکر مہر نگار کو زر و جواہر قاف کہ سوائے شاہنشاہ قاف کے حرم کے چشم فلک نے نہ دیکھا تھا پہنا کر ہر ہفت کیا

کہ اس آرائش کو دیکھ کر آسمان نے آسمان پری کا ہاتھ چوم لیا اور مہرنگار کو بنی بنا طبق طبق خوانچے جواہر کے مہرنگار پر سے نثار کیے تصدق و خیرات کیے زر و جواہر کے انبار کیے اور اُسوقت کا عالم مہرنگار کا دیکھ کر آسمان پری خود شیفتہ ہو گئی بیخود اور فریفتہ ہو گئی اور خوش خوش محفل شادی کی ترتیب میں مصروف ہوئی اب نوشیرواں کا حال سنیے کہ سات آدمیوں سے الف آزادی کا ماتھے پر کھینچ منکا ٹھنکا سمرن سیلی پہن رومال چھڑی اُداسی کی ہاتھ میں لے کلاہ سوزنی سر پر رکھ مجلس شادی کا تماشا دیکھنے کیواسطے گیا عمرو نے نوشیرواں کو پہچانکر کہا کہ آپ چلکر مجلس میں بیٹھیے اور تماشا دیکھیے نوشیرواں نے قبول نہ کیا تب عمرو نے کہا کہ آئیے میں آپ کو ایسی جگہ بٹھلا دوں کہ آپ سب کو دیکھیں و آپ کو کوئی نہ دیکھے یہ بات نوشیرواں کو قبول و پسند ہوئی اسکے سننے سے طبیعت اُسکی خرسند ہوئی عمرو نوشیرواں کو بارگاہ سلیمانی میں لے آیا او کرسی ہائے جواہر نگار بچھا کر بصد تعظیم و تکریم بٹھلایا اور ساقیان گلعذار سیمیں اندام کو حکم دیا کہ جام ہے رنگا رنگ کو گردش میں لاویں بادہ گلگوں ان سب کو بکمال تکلف پلاویں نوشیرواں چار گھڑی بیٹھ کے اُٹھ کھڑا ہوا اور امیر کو دعا دیکر کہا کہ بابا ہم فقیر ہیں سیر کیواسطے آئے تھے اب رخصت ہوتے ہیں معاف کیجیے اور بخوشی اجازت دیجیے امیر نے زبان عیاری میں عمرو سے کہا کہ انکو چار طاق کے بالاخانہ پر لیجا کر بٹھلا دو اور انکی بہت سی خاطر داری کرو کہ یہ چین سے الگ تھلگ رکھیں اور اسباب عیش و طرب اُنکے روبرو مہیا کردو کہ انکی طبیعت اُداس نہ ہووے کسیطرح کا ہراس نہ ہووے عمرو نے نوشیرواں کو چار طاق کے بالاخانہ پر بٹھا کر جو سامان کہ چاہیے تھا وہ بروا اُنکے موجود کر دیا اُن کو ہر صورت سے مطمئن کیا چار گھڑی پچھلی رات باقی رہے خواجہ بزرجمہر نے حسب شرع شریف امیر کا عقد مہرنگار سے باندھا صبح ہوتے ہوتے محل میں نوشہ کی پکار ہوئی امیر محل کے دروازہ اول پر جو پہونچے ملکہ آسمان پری نے دروازہ بند کیا اور کہا دروازہ اُسوقت کھلے گا جب دم مہرنگار کا مہر دے لو گے یہ قرض شرعی ادا کرو گے امیر نے مقبل وفادار کو چالیس ہزار سوار غلام زرین کمر ہمیت مہرنگار کے مہر میں دیا ملکہ آسمان پری نے دروازہ کھولدیا پھر دوسرے دروازے کو بند کر کے مہرنگار کی رونمائی چاہی امیر نے شمشیر عقرب سلیمانی کو مع مرکب سیاہ قرطاس دیا جو آسمان پری نے کہا وہ کیا الغرض اسیطرح سات دروازے پر سات چیزیں مہرنگار کیواسطے آسمان پری نے لیں اُنھوں نے بے تکرار دیں تب حجلہ تخانہ میں قدم رکھنے دیا امیر مہرنگار کو لباس عروسی حلقہ ہائے پریان میں پری تمثال مسند پر بیٹھے دیکھ کر بہ رنگ گل پیرہن میں نہ سمائے اُس حور فریب کے حاصل ہونے پر شکر خدا بجا لائے بعد رسم نبات و آرسی مصحف امیر عروس کو گودی میں اُٹھا کر چھپر کھٹ پر لیگئے اور مجنون وار اس لیلی وش پر نثار ہو کے چھاتی سے چھاتی ملا کر عناب لب کو چوسنے لگے ایک گھڑی کے بعد حسب دستور عروس و نوشاہ میں ہاتھا پائی ہونے لگی امیر نے دم لاسا دیکر اس دریائے خوبی سے گوہر مقصود حاصل کیا کمال اطمینان و فراغت سے کام دل لیا اور خدا کی قدرت سے اُسی شب کو صدف دریائے محبوبی حامل دُر نایاب ہوئی صبح کو امیر نے حمام کیا اور پوشاک بدلکر شگفتہ و خنداں بارگاہ سلیمانی میں آئے سب حواشی نے حاضر ہو کر شرف و افتخار پائے دن بھر جشن میں رہے رات کو ملکہ آسمان پری کی سیج پر گئے اور اُسکے دوسرے دن ملکہ ریحان پری کو لیکر بغل گرم کی اُس سے بھی لذت لی اور تیسرے دن سمن سیما پریزاد سے ہمبستر ہوئے اُسکی صحبت سے

بھی بہرہ مند ہوئے اسیطرح امیر ہر روز ایک حرم کیساتھ داد عیش کی دیتے رہے غرضکہ حظ زندگانی لیتے رہے چالیس دن تک
شاہان قاف و شہریاران دنیا امیر کے ساتھ جشن میں مصروف رہے سوائے سامان عیش و نشاط کے اور سب کام
موقوف رہے ایک دن بعد انفراغ جشن امیر چار طاق کی سیر کو سوار ہوئے اردلی میں سب نقیب و چوبدار ہو کے
نقارخانے سے باہر گئے تھے کہ دفعۃً آسمان پر سے ایک پیر مرد شاطر کا بھائی کہ جسکو امیر نے مار ڈالا تھا زمین پر اُترا اور امیر کو
تنہا دیکھ کر ایک چوبدست امیر کے سر پر ماری امیر نے گھوڑے پر سے الگ ہو کر اُسکے حربے کو خالی دیا اور اُسکی کمر پر ہاتھ
دیکے تین چرخ سر پر دیکر اس زور سے زمین پر پٹکا کہ لب اُسکے پھٹکے دودھ سے تر ہو گئے سارے ہوش و حواس ابتر ہو گئے
چاہتا تھا کہ اُٹھ کر بھاگے امیر نے اُسکا ایک پاؤں اپنے پاؤں کے نیچے دبا کر دوسرے پاؤنکو ہاتھ میں لیکر پارچہ بوسیدہ
کیطرح سے بسہولت چیر کر پھینکدیا یا خدا کا غضب کے دو ٹکڑے کیا دیکھنے والونکا سکتا ہو گیا سب حیران رہے بڑے بڑے بہادر
اور دلاور سر در گریبان رہے نوشیرواں بھی اس زور و قوت کو دیکھ کر بیہوش ہو گیا بعد ازاں پھر کر بارگاہ میں داخل
ہوئے سب کو اس فتحیابی سے بہت سے سرور حاصل ہوئے عمرو گلاب و بید مشک چھڑک کر نوشیرواں کو ہوش
میں لایا دیوانہ ہو گیا تھا عاقل بنایا اور امیر کے پاس رخصت کیواسطے آیا اور خوش تقریری سے یہ سخن زبان پر
لایا اور سنایا امیر نے نوشیرواں کو جامۂ آزادی پہنے دیکھ کر نصیحتاً کہا کہ اے شاہ شہریاران ہفت کشور بت پرستی سے توبہ کر
خدا کو واحد جان میں تیرے بکمترین نوکرونکی اطاعت کرونگا ہمیشہ تیری تابعداری کرونگا مگر نوشیرواں نے قبول نکیا اور
صاف جواب دیا کہ مجھکو تبدیل مذہب منظور نہیں ہے ہمارے خاندان کا یہ دستور نہیں ہے آخر الامر عمرو نے مجبور ہو کر بہت سے
جواہر و تحائف قاف نوشیرواں کے روبرو پیشکش کیا اور اُسکے رفیقونکو خلعت سلیمانی دیا نوشیرواں رخصت ہو کر
اپنے لشکر میں آیا اور تمام لشکر کو جمع کرنیکا حکم فرمایا اور اُسکے دوسرے دن مدائن کیطرف کوچ کیا ملکہ آسمان پری خاص
امیر کے لیے جو تحفہ لائی تھی پیشکش کر کے رخصت طلب ہوئی امیر نے اُسکو گلے سے لگا کر کہا کہ جیسا میں تم سے ملول ہوا
تھا ویسا ہی خوش و ممنون ہوا تیرے احسان کا مرہون ہوا جسوقت تم مجھکو یاد کروگی اگر کسی جنگ میں پھنسا نہ ہونگا
تو میں اُسیدم تمہارے پاس روانہ ہونگا ہرگز آنے میں توقف نہ کرونگا اور تمہارا تو گھر ہی ہے جسوقت چاہو بیتکلف آؤ
ہو میری ملاقات سے مسرت اندوز ہو اور قریشیہ کو گلے سے لگا کر اُسکی پیشانی کے بوسے لیے اور رخصت کیا اور جو اسباب
اُسکے دینے کے قابل تھا وہ دیا ریحان پری و سمن سیما پری بھی امیر سے رخصت ہو کر ملکہ کے ہمراہ ہوئیں صاحبقران
نے تمام ملک مغرب شاہ تیغ مغرب کو دیا اُس مملکت کا اُسکو مالک کیا مگر وہ اپنا نائب چھوڑ کر امیر کے ہمراہ رکاب
ہوا امیر نے دوسرے دن پیش خیمہ مکہ معظمہ کیطرف روانہ کیا اور عمرو بن حمزہ نامی اپنے بیٹے کو کہ ملکہ ناہید مریم دختر
فریدون شاہ والی یونان کے بطن سے تھا اپنے قائم مقام کر کے مہرنگار کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف ہو کے
خود سب امور سلطنت کو ترک کیا اپنے بیٹے کو اختیار کل دیا ایک دن عمرو بن حمزہ محفل میں بیٹھا ہوا شراب پی رہا تھا

ناگاہ معدیکرب نے تیوری چڑھاکر لندھور سے کہا کہ اے دراز قد تو نے بھی یہ حوصلہ پایا اور تیرے سر میں یہ سودا سمایا کہ میری کرسی پر متمکن ہوا لندھور بولا تو چار ہی پیالو نمیں بدمست ہو کر قیل لایا یہ تیرا دعوے باطل ہے ارے او شکم بزرگ تو نے بھی یہ چٹ چانا پایا کہ مجھ سے ترش رو ہو کر گفتگو کرتا ہے میرے جلال و جبروت سے نہیں ڈرتا ہے میں جو اس کرسی پر بیٹھا ہوں باجازت امیر کے بیٹھا ہوں معدی نے پھر آواز بلند کہا کہ ہرگز امیر نے تجھ کو میری جا گرم کرنے کو نہیں کہا ہے یہ تیرا دعویٰ باطل و بیجا ہے لندھور بولا کہ اے معدی تو دو چار ہی پیالو نمیں بدمست ہو کر قیل لایا آخر کو تو نے اپنا جوہر دکھلایا معدی نے اٹھ کر لندھور کو ایک گھونسا مارا لندھور نے ہنس کر کہا کہ معدی کیوں دیوانہ ہوا ہے ذرا ہوش میں آ اپنے تئیں بھول نہ جا عمرو بن حمزہ نے یہ کیفیت دیکھ کر معدی کو للکارا کہ کیوں بدمستی کرتا ہے کسلئے اتنی خود پرستی کرتا ہے معدی نشہ کے عالم میں تو تھا ہی بے تحاشا بولا کہ تم کو ان باتوں سے کیا کام ہے میں جانوں و لندھور جانے آپ خاموش رہیے اس مقدمہ میں کچھ نہ کہیے امیرزادہ نے اٹھ کر ایک گھونسا معدی کے مارا کہ معدی زمین پر گر پڑا معدی سر اپنا پیٹنے لگا اور کہنے لگا کہ جب امیرزادہ اس طرح سے ہماری بیحرمتی چاہیگا تو ہم اس دربار میں رہ چکے ایسے ظلم بیجا سہہ چکے چونکہ یہ حرکت امیرزادہ کی تمام سرداران اور پہلوانان کو بری معلوم ہوئی تھی عجب طرح کا شور و غل مجلس میں برپا ہوا امیر گھبرا کر باہر نکل آئے یہ حال دیکھ کر بہت گھبرائے اور کم و کیف سے مطلع ہو کر بیٹے سے فرمانے لگے کہ خبردار اگر پھر کسی سے ایسی حرکت کی لندھور و معدی بایکدیگر سمجھ لیتے تم کو انکے بیچ میں دخل دینے سے کیا علاقہ تھا امیرزادہ طیش میں آکر بولا کہ اگر پھر کبھی معدی نے ایسی بے ادبی مجھ سے کی تو میں معدی کے کان کاٹ ڈالونگا اس شہر سے اسکو نکال دونگا امیر نے ناخوش ہو کر فرمایا کہ ایسی زبان درازی خوب نہیں ہے یہ گفتگو ہمکو مرغوب نہیں ہے بار دیگر ایسی گفتگو کرو گے تو اٹھا کر زمین پر دے مارونگا کہ کان سے مغز نکل آویگا سب شیخی بھول جاویگا امیرزادہ کا شباب تھا باپ کا یہ نصیحت کرنا اسکو برا معلوم ہوا بے تحاشا بولا کہ مجھ کو کون مار سکتا ہے یہ کسکی تاب و طاقت ہے ایسی کسکی قدرت ہے امیر غیظ میں آکر عمرو کے ہاتھ پکڑ کے میدان میں لے آئے دونوں باپ بیٹے گھوڑوں پر سوار ہوئے لڑنے پر تیار ہوئے حاضرین باپ بیٹے کی لڑائی دیکھنے لگے دونو کے ہاتھوں کی صفائی دیکھنے لگے امیر نے عمرو کو آگے بلایا اس نے ہرچند گھوڑے کو تازیانہ کیا لیکن گھوڑے نے آگے قدم نہ بڑھایا امیر نے فرمایا اے نادان سفید حیوان سے ادب سیکھ عمرو گھوڑے سے کود پڑا امیر بھی پیادہ ہوئے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے عمرو نے امیر کا کمربند پکڑ کے جہاں تک زور کرنیکا حق تھا کیا مگر امیر کا لنگر نہ اٹھ سکا ناچار ہو کر چھوڑ دیا اپنے تئیں اسنے علیحدہ کیا مگر امیر نے عمرو کی کمر میں ہاتھ ڈالکر سر پر اٹھا کے آہستہ سے زمین پر رکھ دیا اور اسکی پیشانی کا بوسہ لیا امیرزادے نے بھی باپ کے قدم پر سر جھکا دیا اپنی گستاخی کا بہت عذر کیا امیر نے اسکو چھاتی سے لگا کر فرمایا کہ جان بابا پہلوانوں ہی سے سرداری ہے انھیں لوگوں کی ذات سے ہر طرح کی کاربرآری ہے ہر عالم میں انکی خاطر اور لحاظ حرمت ضرور ہے ہر صورت سے انکی دلجوئی اور عزت ضرور ہے امیرزادہ منفعل ہو کر پھر مجلس میں آکے ناچ دیکھنے لگا اس کیفیت کے واقع ہونے سے اپنے دل میں بہت شرمندہ ہوا مخبران اخبار لکھتے ہیں کہ نویں مہینے زوجہ امیرزادہ و مہرنگار کے بطن سے بیٹے پیدا ہوئے امیر اس مژدے کو سنکر

بہت خوش ہوئے پوتے کا نام تو سعد رکھا مگر اپنے بیٹے کا نام آپ نہ رکھا عمرو عیار سے فرمایا کہ تم نوشیرواں کو خبر دو اور اُس سے جاکر کہو کہ نام نبی اسکا آپ ہی رکھیں عمرو چند روز میں مدائن پہونچا اور نوشیرواں سے بعد تسلیم کے عرض کی کہ نواسا مبارک ہوا اور امیر نے التماس کیا ہے کہ نام اسکا حضور رکھیں میری خاطر سے ضرور رکھیں نوشیرواں اس تہنیت سے بہت خوش ہوا اور عمرو کو خلعت فاخرہ عطا کر کے چالیس دن کے بعد جشن کا حکم دیا اور سامان محفل نشاط مہیا کیا اور نام اسکا قباد رکھا مہر انگیز بانو نے یہ خبر فرحت اثر سنکر عمرو کو اپنے روبرو بلا کے مہر نگار اور امیر کی خیریت اور نواسے کی صورت و شکل پوچھکر عمرو کو خلعت و جواہر گرانمایہ دیا نقد و جنس دیکے اُسکو بہت خوش کیا عمرو رخصت ہو کر جلد جلد امیر کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ نوشیرواں و مہر انگیز بانو نے کہا تھا بیان کیا کل حال وہاں کا مفصل عرض کیا جب قباد و سعد چار چار برس کے ہوئے امیر نے دونوں لڑکوں کو ادب سکھانے کیواسطے عمرو کو تفویض کیا ہر گاہ پانچ برس کا سن ہوا دیکھنے والے انکو دیکھ کر کہتے تھے کہ ایسے حسین و صاحب جمال و اہل تمیز لڑکے کبھی دیکھنے سننے میں نہ آئے چشم فلک نے بھی دیکھے ہونگے ابھی سے آثار شجاعت اُنکے چہروں سے آشکار ہیں علامات دلاوری اُنکی صورتوں سے نمودار ہیں امیر صبح و شام آئینہ ان بچوں کا انپر دم کیا کرتے تھے ہر دم پیار سے اُنکی بلائیں لیا کرتے تھے راوی لکھتا ہے کہ ژوپین نے قباد کے پیدا ہونیکی خبر سنکے نوشیرواں کو عرضی لکھ کر بھیجی کہ حمزہ نے ابتک جو آپکو تخت پر بیٹھنے دیا اور کچھ تعرض نہ کیا سبب اسکا یہ تھا کہ کوئی فرزند اُسکے نہ تھا اب اُسکے آپکی بیٹی سے بیٹا پیدا ہوا اخلاف قیاس ہے کہ آپ کو سلطنت کرنے دیوے اور وہ مملکت تم سے نہ لیوے بلا شک و لاریب آپکو مار کر اپنے بیٹے کو تخت پر بٹھلا دیگا تم کو اس سلطنت سے اُٹھا دیگا لہذا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ فی الفور بہمن جاسپ کے پاس جا کے اعانت چاہیں اطلاع شرط تھی کیگئی آئندہ آپکو اختیار ہے بندہ مجبور ہے آقا مختار ہے نوشیرواں نے ژوپین کی عرضی پڑھ کر کہا کہ حمزہ مجھ سے کبھی بدی نہ کریگا مجھکو اُس سے اطمینان ہے اُسپر میرا بڑا احسان ہے بزرجمہر نے کہا کہ راست و درست ہے مگر بختک و دیگر دوسرے سرداران ساسانی نے بادشاہ کو بہکا کر مدائن سے نکالا باتیں مکر و فریب کی کر کے اُسکو وسوسہ میں ڈالا جب نوشیرواں بہمن کے شہر میں داخل ہوا اور بہمن نے سنا کہ نوشیرواں متصل پہونچا بہمن بڑی دھوم دھام سے سوار ہوا اُسکی پیشوائی کر نیکو تیار ہوا بادشاہ ہفت کشور کو استقبال کر کے قلعہ میں لایا اور تخت پر بٹھلایا کہا آپ مطمئن رہیں حمزہ اگر یہاں آویگا تو مارا جاویگا یہ میرا ذمہ ہے اور اُسیدم حمزہ کو ایک خط لکھا کہ تیرے ظلم و ستم سے نوشیرواں و ژوپین نے میرے پاس آکر پناہ لی ہے اور تیرے جور و تعدی کی بہت شکایت کی ہے اسواسطے مجھکو لازم ہے کہ تجھکو باندھ کر نوشیرواں کے حوالے کروں اب تجھے مقید کر کے اُسے دوں اگر نشہ مردی رکھتا ہے تو جلد یہاں آکر مجھ سے مقابلہ کر دیں امیر خط کو پڑھ کر بہت ہنسے اور فرمایا افسوس خدا جانتا ہے کہ میں کبھی اس امر کا خواہاں نہ تھا کہ نوشیرواں کو تخت پر سے اُتار کے قباد کو بٹھلاؤں اُسکے ساتھ اسطرح پیش آؤں مگر ہرگاہ اُسنے بہمن کے پاس جا کر پناہ لی اور میری شکایت اُس سے کی مجھپر واجب ہوا کہ میں قباد کو تخت پر بٹھلا کے اُسکا استیصال کروں اس ملک سے اُسکو نکالدوں حالی و موالی و ارکان دولت نے کہا کہ صاحبقران اس سے بہتر کوئی صلاح نہیں ہے پہلے آپ قباد شہزادے کو تخت پر بٹھلا دیں اپنا ولیعہد بنا کر سب سے نذریں دلوا دیں بعد اسکے کوئی اور کام کریں جس امر کا

چاہیں اہتمام کریں امیر نے ساعت سعید دیکھ کر شاہزادہ قباد کو تخت پر بٹھلایا ہر شخص نذر دینے کو آیا اور لاانتہا زر و جواہر اُسکے اوپر سے نثار کیا بہت محتاجوں اور مساکین کو دیا چالیس دن تک جشن کر کے بہمن کے شہر کیطرف روانہ ہوئے جب کوہستان کے متصل پہونچے خیمہ زن ہوئے بہمن جاسپ نے ہومان نامے اپنے بیٹے کو مع فوج جرار کہا کہ تم جا کے پہاڑ پر اپنا بندوبست کرو حمزہ کا لشکر پہاڑ کے اوپر چڑھنے نہ پاوے پہاڑ اُسکے ہاتھ نہ آوے اور معدیکرب نے چاہا کہ کوہ کے اوپر جاوے ہومان نے پہونچکر اوپر سے پتھر مارنے شروع کیے معدیکرب کا قدم آگے نہ بڑھ سکا پہاڑ پر چڑھ نہ سکا آمیں عمرو بن حمزہ و ملک لندھور مع فوج پہونچے دیکھا کہ پہاڑ پر سے پتھر پڑ رہے ہیں معدیکرب پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہے اپنی جرأت سے اڑ لب عمرو بن حمزہ و ملک لندھور و استفتانوش پہاڑ کیطرف چلے ہر چند ہومان نے پتھر مارے لیکن یہ تینوں شخص سپر فنکی پناہ کر کے پہاڑ پر چڑھ گئے اور تلواریں کھینچ کھینچ کر کفار پر گرے مثل برق خاطف فرقہ اشرار پر گرے اور ہزاروں گبر دلوں کو جہنم واصل کیا سرنگوں طبقہ دوزخ میں داخل کیا آخر ہومان بیتاب ہو کر بھاگا اور بہمن سے جا کر تمام ماجرا بیان کیا بہمن نے خفا ہو کر ہومان سے کہا کہ معلوم ہوا تو میرا نطفہ نہیں ہے ورنہ تلوار سے منھ نہ موڑتا میدان کو کبھی نہ چھوڑتا اور تکلف یہ ہے کہ خوشی خوشی اپنی بزدلی اور ہزیمت بیان کرتا ہے آمیں سامنے سے ایک گرد غلیظ اٹھی اور گرد کے گریبان سے ہزاروں علم نکلے معلوم ہوا کہ صاحبقران آتے ہیں بڑے جاہ و حشم سے تشریف لاتے ہیں بہمن نے بختک سے کہا کسیطرح سے صاحبقران کو میں بھی دیکھوں نام تو بہت جرأ سنتا ہوں دیکھا چاہیے کہ صورت کیسی ہے شکل و شباہت کیسی ہے بختک نے کہا کہ سوار ہو کر سر راہ کھڑے ہو جیے میں آپکو دکھلا دونگا بخوبی روشناس کرا دونگا بہمن سوار ہو کر بختک کے ہمراہ ہوا پہلے علم اژدہا پیکر کے سائے کے نیچے معدیکرب نکلا بہمن نے پوچھا کہ یہی صاحبقران ہے جنکی تمام زمانے میں دھوم ہے وہ یہی جوان ہے بختک نے کہا کہ یہ پہلوان اُسکی فوج کا ہراول اُسکے لشکر جرار کا یہی سردار ہے مختصر جو پہلوان نکلتا تھا بختک اُسکا نام و نشان بہمن کو بتاتا تھا اُسکی حقیقت سناتا تھا پہلوانوں کے پیچھے خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمری کی سواری نکلی بہمن نے پوچھا کہ یہ عجیب الہیئت کون ہے بختک بولا کہ عمرو عیار یہی ہے جسکی عیاری کا شہرہ تمام زمانے میں ہے وہ نامدار باوقار یہی ہے اسی سے شاہان ہفت اقلیم ڈرتے ہیں اسی کی چالاکی اور کارسازی سے خوف کرتے ہیں بعد ازاں شاہزادہ قباد کا تخت نمودار ہوا گویا آفتاب درخشاں زمین پر آشکار ہوا بختک نے بہمن سے کہا کہ شاہزادہ قباد فرزند ارجمند حمزہ و نبیرۂ نوشیرواں یہی ہے صاحب جاہ و جلال محبوب پیر و جواں یہی ہے اسکے بعد امیر اشقر دیوزاد پر سوار بکمال شان و شوکت نکلے بختک نے کہا کہ حمزہ یہی ہے جو تم نے سنا تھا اچھی طرح سے انکو دیکھ لو بہمن امیر کو دیکھ کر ششدر رہ گیا اُنکی ہیبت جبروت دیکھ کر متحیر ہو گیا اور کہنے لگا کہ اسی قد و قامت پر دیوان قاف کو مارا ہے اور ایسے ایسے پہلوانوں کو زیر کیا ہے تمام سرکشان قاف کو اپنی شہرت دلاوری سے کیونکر صدمہ عظیم دیا ہے بختک بولا کہ جب مقابلہ ہوگا تب معلوم ہوگا کہ یہ کیسا کوتاہ قامت و ضعیف الجثہ ہے اے بہمن اس کی تلوار کی پناہ نہیں ہے جسوقت یہ تلوار پکڑ لیتا ہے ہزاروں کا منھ پھیر دیتا ہے اور بازو میں اسکے وہ قوت ہے

اگر رستم بھی ہوتا تو اس سے امان مانگتا دوسرے کی کیا حقیقت ہے اسمیں نہ وہ جرأت نہ شجاعت ہے بہمن بولا کہ خیر آج تو کچھ بولنا مناسب نہیں ہے کہ تھکا ماندا آیا ہے سفر کا رنج اٹھایا ہے مگر کل صبح کو کھڑا رہے اور میں ہوں وہ بھی جانے ایسا ذلیل ہو امیر نے دوسرے دن بہمن کو خط لکھا پہلے اسمیں فتوحات قاف ثبت کیے بعد ازاں مسخر کرنا پہلوانان پردۂ دنیا کا تحریر کیا اسکے بعد لکھا کہ میں حسب الطلب تیرے آیا ہوں تجھ کو مناسب ہے کہ نوشیرواں و بختک و زوبین کو باندھ کر میرے پاس بھیجدے اور خود مع خزانہ کے حضور میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہو نہیں تو روز بد دیکھیگا یاد رکھ کہ ذلت بیحد دیکھیگا امیر نے یہ خط اسواسطے عمرو کے ہاتھ نہ بھیجا کہ عمرو اسکو حیران و پریشان و ذلیل کریگا یہ بھلا اس سے کب ڈریگا امیرزادہ کے ہاتھ بھیجا اور ایک شخص دانشمند بھی اسکے ساتھ بھیجا ہر گاہ عمرو بن حمزہ سوار ہوا اثنائے راہ میں دیکھا کہ امیر کے لشکر کا گھوڑونکا گلہ بان امیر کا نام لیکر دہائی دے رہا ہے عمرو بن حمزہ نے پوچھا کہ کیوں دہائی دیتا ہے اسنے کہا کہ حضور کا گلہ بان ہوں گھوڑے سبزہ زار میں چرا رہا تھا کہ بہمن کے لوگ کئی گر کے گھوڑوں کو ہنکالے گئے امیرزادے نے پوچھا کہ وہ کتنی دور گئے ہونگے بولا کہ وہ سامنے لیے جاتے ہیں گرد و غبار جو معلوم ہوتا ہے انھیں کے ٹاپونکا ہے غور سے دیکھیے وہ کیا نظر آتے ہیں امیرزادے نے تعاقب کیا جب قریب پہونچے اس زور سے ڈانٹا کہ ان لوگونکا زہرہ آب ہوگیا خوف سے ہر شخص بیتاب ہوگیا ہومان عمرو بن حمزہ کو تنہا دیکھ کر کھڑا ہوگیا جب قریب پہونچے تو پوچھنے لگا کہ تو کون ہے امیرزادے نے فرمایا کہ پسر حمزہ اور تیری جان کا ملک الموت ہومان یہ سخن سنکر امیرزادے پر تلوار کھینچکر دوڑا امیرزادے نے بھی گھوڑا ملا کر قاش زین سے اسکو معلق اٹھالیا اور بلا گردان سر کرکے زمین سے پشت آشنا کیا اور خنجر اسکی ذبح گاہ پر رکھکے فرمایا کہ خدائے وحدہ لاشریک کو واحد جان اور دین ابراہیم کو برحق پہچان نہیں تو ابھی ذبح کرتا ہوں تیرے خون ناپاک سے خنجر آبدار کو بھرتا ہوں ہومان جگی جگی کرنے اور کہنے لگا کہ اے امیرزادے اسوقت تو میری جان بخشی کر میرے قتل سے درگذر ہر گاہ باپ میرا مسلمان ہوگا مجھ کو کیا عذر ہے میں بھی بے حجت ایمان لاؤنگا تمھارے دائرۂ اطاعت سے ہرگز باہر نہ جاؤنگا عمرو بن حمزہ اسکی چھاتی پر سے اٹھے کھڑا ہوا اسنے قدمبوس ہو کر پوچھا کہ آپ کہاں جاتے ہیں کہاں سے تشریف لاتے ہیں امیرزادے نے کہا کہ تیرے باپ کے پاس جاتا ہوں صاحبقراں کا ایک پیغام اسکو جاکر سناتا ہوں ہومان نے کہا کہ التدعا میری یہ ہے کہ اسوقت کی سرگذشت کسی سے گوش زد نہ کیجیے گا امیرزادے نے منظور کیا وہ اپنے باپ کے پاس گیا اور امیرزادہ گھوڑے کا گلہ رکھوالے کے حوالے کرکے بہمن کیطرف گیا بہمن دربار میں بیٹھا ہوا تھا اور نوشیرواں و زوبین و بختک و بزرجمہر بھی موجود تھے اپسمیں گفتگو کر رہے تھے اور صحبت سے خوشنود تھے عمرو بن حمزہ نے بزرجمہر سے سلام علیک کرکے امیر کا نامہ بہمن کے آگے پھینکدیا اور اسمیں کچھ کلام نہ کیا بہمن نے پڑھکر نامہ کو چاک کر ڈالا اپنے دل کا بخار اس نامے کے پھاڑنے سے نکالا امیرزادے نے کہا کہ افسوس صد افسوس دست درازی کو میرے باپ نے منع کیا ہے نہیں تو نامہ کیطرح سے تجھکو بھی چیر ڈالتا تیرا مغز بے مغز تیرے سر سے نکالتا بہمن نے ہومان کو اشارہ کیا وہ تلوار کھینچکر امیرزادے پر دوڑا اور ایک ہاتھ کمال چستی و چالاکی سے چھوڑا امیرزادے نے تلوار تو ہاتھ مڑوڑ کر چھین لی اور یہ پھرتی کی کہ اسکو اٹھا کر چرخے کیطرح چرخ دیکر زمین پر دے مارا

چھوٹا بھائی اُسکا تلوار میان سے لیکر دوڑا اُسکا بھی یہی حال ہوا وہ جرأت کرنا اُسپر وبال ہوا بہمن عمرو بن حمزہ کی شجاعت و طاقت دیکھکر عشعش کر گیا اور بیساختہ بولا کہ کیوں نہ ہو شیر کے بچے شیر ہی ہوتے ہیں دلیرزادے دلیر ہی ہوتے ہیں یہ کہکر اپنے ہاتھ سے امیرزادیکو خلعت پہناکر رخصت کیا چلتے وقت ہاتھ پر بوسہ دیا امیرزادے نے تمام سرگذشت امیر سے آکر بیان کی بالکل وہاں کے ماجرے سے اطلاع دی امیر نے اپنے جگربند کو سینے سے لگاکر بہت زر و جواہر نثار کیا بہت پیار کیا دوسرے دن بہمن لشکر لیکر میدان میں نکلا امیر بھی اپنی فوج لیکر صف آرا ہوئے امیرزادے نے پایۂ تخت کو بوسہ دیکر گھوڑے کو میدان کیطرف جھپکارا میدان قتال میں للکارا بہمن نے ہومان کو اشارہ کیا وہ گرز اٹھاکر امیرزادے کے سر پر آیا گرز کے مارنے کو ہاتھ اٹھایا امیرزادے نے گرز کی ضرب کو رد کرکے اسکا کمربند پکڑکے معلق قاش زین سے اٹھالیا اور سات چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور مشکیں باندھ کر امیر کے پاس لیگیا امیر نے اُسکو عمرو کے حوالے کیا بہمن نے اپنے دوسرے بیٹے کو میدان میں بھیجا اُسکا بھی یہی حال ہوا بہمن طبل بازگشت بجواکر مغموم اپنے گھر کو گیا اور امیر مظفر و منصور شادیانے بجاتے ہوئے اپنے لشکر میں آئے سب لوگ فتح کی نذریں لائے اور شب کو محفل میں بہمن کے بیٹوں کو طلب کرکے فرمایا اُنکو یہ کلام سنایا کہ دین اسلام قبول کرو آتش پرستی چھوڑ دو وہ بولے کہ یا امیر جب ہمارا باپ مسلمان ہوگا ہم بھی مسلمان ہونگے اسوقت ہم کو معاف رکھو اتنی مہربانی کرو امیر نے اسیوقت اُنکو مخلع کرکے رخصت کیا وہ دونوں اپنے باپ کے پاس آکر قدمبوس ہوئے اور جو گذرا تھا بیان کیا بہمن نے امیر پر آفرین کی دوسرے دن پھر طبل جنگ بجواکر میدان میں نکلا امیر بھی بدستور صف آرا ہوئے امیرزادے نے گھوڑا رزمگاہ میں نکالا ضرب کیواسطے نیزہ سنبھالا اُسدن بہمن خود مقابل ہوا اور حربہ طلب کیا امیرزادے نے کہا کہ یہ ہمارا دستور نہیں ہے ہم کو ہرگز منظور نہیں ہے کہ پیشدستی کریں اول تو حربہ کر پھر ہماری دلاوری دیکھنا آنکھ کھول کے جنگ آوری دیکھنا بہمن نے بقوت تمام امیرزادے کے سر پر گرز مارا امیرزادے نے خالی دیکر بہمن سے کہا کہ اور دو حربے کرلے پھر ہماری باری ہوگی بہمن نے متواتر دو حملے اور کیے امیرزادے نے بہزار محنت و دقت اُسکے حملوں کو رد کیا اور خنگ سحاق کو کاوا دیکر کہا کہ اے بہمن خبردار ہوجا جلد ہوشیار ہوجا اب باری میری ہے وہ ضرب لگاؤں کہ تجھ کو کنویں جھکاؤں یہ کہکر اس زور سے گرز بہمن کے سر پر مارا کہ بہمن کے ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا بارے تا شام ایسی دونوں کی گرزبازی ہوئی کہ گرز ٹوٹ گئے لڑتے لڑتے چھکے چھوٹ گئے مگر کوئی کسی پر مظفر و منصور نہ ہوا ایک کو دوسرے پر قابو پانیکا مقدور نہ ہوا دونوں پھر کر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے بیٹے کو گلے سے لگاکر بہت کچھ اُسکے اوپر سے تصدق کیا غریبوں فقیروں کو بہت کچھ دیا اور پوچھا کہ بہمن کیسا پہلوان ہے اسمیں کیسی طاقت و تواں ہے امیرزادے نے کہا کہ بعد آپکے اگر پہلوان ہے تو بہمن ہے حقیقت میں وہ بڑا شمشیرزن ہے صبحکو پھر دونوں لشکروں میں نقارہ جنگ کا بجا اور بہمن جنگگاہ میں آکر مبارز طلب ہوا پھر میدان جنگ میں وہی شور و شغب ہوا لندھور رخصت ہوکر اُسکے سامنے گیا بہمن نے پوچھا کہ اے پہلوان اپنا نام و نشان بتا لندھور بولا کہ خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان گرد

میرا نام ہے بڑے بڑے بہادروں اور دلاوروں کا زیر کرنا میرا کام ہے بہمن نے کہا کہ میں نے تعریف گو تیری بہت سی سنی ہے مگر آج راویوں کا راست و دروغ معلوم ہو جائیگا جسوقت تو میرے مقابلہ میں آئیگا یہ کہکر اس زور سے لندھور پر گرز مارا کہ گرز سے شعلہ بلند ہوا دیکھنے والوں کا دم بند ہوا اور دونوں لشکروں کے کانوں تک آواز گئی لندھور نے بھی اُسکو رد کر کے ایسا جواب اُسکا دیا کہ شعلے آگ کے گردوں تک پہونچے اور اُنہوں نے بھی عشعش کیا بہمن نے کہا کہ فی الحقیقت جیسا میں نے سنا تھا ویسا ہی دیکھا واقعی تو بڑا مرد ہے تیرے سامنے بڑا دلاوروں کا سر جھکا ہے بارے شام و شام تک ہر حربے سے دونوں پہلوان لڑا کیے مگر ایک دوسرے سے بازی نہ لیجا سکا کچھ ضرر نہ پہونچا سکا جب طبل بازگشت بجوا کر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ کہو بہمن کیسا پہلوان ہے بیان کرو کہ کیسا جوان ہے لندھور نے عرض کی کہ قول امیر زادیکا سچ ہے صبح کو پھر دونوں لشکروں نے صف جنگ آراستہ کی بہمن میدان میں نکلا مبارز طلب ہوا معدیکرب نے گھوڑے کی باگ لیکر اُسکا مقابلہ کیا بہمن نے پوچھا کہ تو کون ہے معدیکرب بولا کہ میں سر لشکر صاحبقراں ہوں اُنکا تابع فرمان ہوں اور نام میرا عمرو معدیکرب ہے بہمن نے کہا کہ اے شکم بزرگ تجھ کو کھانا کھانا چاہیے نہ کہ پہلوانوں سے مقابلہ کرنا آ میرے باورچیخانہ میں تو آج مہمان ہو میرے ساتھ شریک آب و نان ہو معدیکرب نے کہا کہ یہ تیرا خیال خام ہے بیہودہ دماغ کیوں پکاتا ہے گفتگو لاطائل سے کیوں میرا سر کھپاتا ہے مثل مشہور ہے کہ جو دیگ میں ہوگا وہ ڈوئی میں نکل آویگا ذرا ذائقہ تو میری تلوار کا چکھ دیکھ تو کیسا زندگی سے سیر ہوتا ہے اور اگر جیتا بچا تو میری مہمانی کر لینا اور اپنی زندگی پر شادمانی کر لینا کیا حربہ رکھتا ہے پہلے دونوں میں گرزبازی ہوئی آخر بہمن نے کمربند پکڑ کے معدیکرب کو بزور تمام زمین سے زانو تک اُٹھایا لیکن معدیکرب اُسکے سر پر اس دبے سے گھونسے مارنے لگا کہ بہمن نے عاجز ہو کر چھوڑ دیا اور طبل بازگشت بجا کر اپنے مکان میں آیا پھر اُسکی تاب مقابلہ نہ لایا الغرض دوسرے دن چھ بھائی معدیکرب کے بہمن نے باندھے امیر کو اپنے پہلوانوں کے لیے کمال ملال ہوا انکی گرفتاری کا قلق کمال ہوا عمرو بن امیہ ضمری نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں پہلوانوں کو چھڑا لاؤں آپکو اپنی عیاری دکھاؤں امیر نے کہا کہ اس سے کیا بہتر ہے عمرو کوہستانی لباس پہنکر بہمن کی محفل میں درآمد ہوا اُس شب کو بہمن کمال مسرور تھا حکم کیا کہ حمزہ کے پہلوانوں کو لاؤ سب کو اکٹھا بلاؤ اول نوشیرواں سے پوچھا اُنکے مقدمے میں آپ کیا فرماتے ہیں نوشیرواں بولا کہ مار ڈالنا اصلاح ہے جسقدر حمزہ کے لشکر سے پہلوان کم ہوویں غنیمت ہے ان سب کا قتل کرنا عین مصلحت ہے بختک نے کہا کہ ان کو سولی دیجاوے تو بہتر ہے زوبین بولا کہ انکا پوست نکالا جاوے ہر ایک انہیں سے یہی سزا پائے اور گوشت ان سبھوں کا بہت چربی دار ہے دیکھو تو ہر ایک کیسا فربہ اور تیار ہے شکاری کتوں کو کھلایا جائے یہ گوشت مزہ دار انھیں کو چکھایا جائے بزرجمہر نے کہا کہ حکم حاکم مرگ مفاجات جو مردانگی سے مناسب ہو وہ کیجیے جو انصاف و معدلت ہو ایسا حکم دیجیے بہمن نے اپنے بیٹوں اور بھائیوں سے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو تمہاری صلاح اس مقدمہ میں کیا ہے قتل کرنا بجا ہے یا بیجا ہے وہ بولے کہ ان کے سر کاٹکر قلعہ کے کنگروں پر چڑھا دیے جاویں تا لشکریان حریف کو دیکھ کر

عبرت ہو اُن کے دونیں ہماری غالب ہشت ہو بہمن نے اپنے ہیبتوں سے کہا کہ جتنے سپہ تھے دو شخص پر حمزہ و عمرو کو چھوڑ دیا تمپر کتنا بڑا احسان کیا اور تم اُسکے پہلوانوں کو مارنے کو کہتے ہو کچھ بھی تمکو شرم نہ آئی ابھی تمھارے دونوں کی بکریاں ہی چھپائی بہمن نے ان سب پہلوانوں کو مخلع کرکے رخصت کیا سب کو بکفلم چھوڑ دیا اُسوقت عمرو نے اپنے کو ظاہر کرکے بہمن سے کہا کہ آفرین صد آفرین تیری عقل و کیاست پر آخر بہادر ہے کیوں نہ ہو مگر میں بھی ابھی پہونچا تھا اگر تو آپ سے انکو نہ چھوڑتا تو میں زور اُن کو چھڑا کر لیجاتا تو اُنکے قتل کرنے پر ہرگز قدرت نہ پاتا یہ کہکر بختک سے مخاطب ہو کر کہا کہ تو صاحبقران کے پہلوانوں کو سولی دینے کی صلاح دیتا تھا دوسرے شخصوں سے اپنی رائے کے موافق مشورہ دیتا تھا بھلا مردک اگر کسی دن سولی ہی کی آئی تیرے پیٹ میں نہ کی تو کچھ کام نہ کیا وہ کانپ گیا اور لگا جھک جھک کر سلام کرنے اور کہنے لگا کہ میں نے اس سبب سے یہ کلمہ کہا کہ بہمن ناخوش نہ ہووے نہیں تو یہی صلاح یہی تھی جو بہمن نے کیا بہت مناسب کیا جو انکو چھوڑ دیا عمرو نے چلتے وقت بختک کے سر کا تاج اُتار لیا اور دھول مار کے کہا کہ ڈاڑھی کا خراج ابھی تک نہیں پہونچا ہے جلد بھیجیے کہ مجھکو تیرے خیمے میں آنا نہ پڑے جہاں پھر دوبارہ تکلیف مشقت اُٹھانا پڑے پہلوانوں نے امیر کے پاس حاضر ہوکر تمام کیفیت بیان کی امیر بہمن کی تعریف کرکے فرمانے لگے کہ خدا کرے یہ مسلمان ہو جائے پہلوان اچھا ہے توفیق الٰہی سے دولت ایمان پاوے الغرض صبح کو پھر دونوں دریائے لشکر جوش میں آئے اور نہنگان شجاعت نے مستعد شناوری دریائے جنگ ہو کر پرے جمائے بہمن نے میدان میں آکر کہا کہ حمزہ تو آپ میدان میں کیوں نہیں آتا معرکہ میں آکر اپنا جوہر شجاعت کیوں نہیں دکھاتا پہلوانوں کو بھیجتا ہے امیر یہ کلمہ سنتے ہی اشقر دیوزاد کی باگ لی خود اُس سے مقابلہ کی نیت کی بہمن نے حربہ طلب کیا امیر نے فرمایا کہ خدا پرستوں کا ایسا دستور نہیں ہے کہ پیشدستی کریں مگر جس حربہ میں تو مشاق ہو وہ کر بہمن امیر کے اس کلام سے بہت خوش ہوا اور کہا کہ حمزہ میں جانتا ہوں تو بڑا سپاہی ہے اور حربے کا مشاق ہے شجاعت و دلاوری میں شہرۂ آفاق ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تو میرا لنگر اُٹھا اور میں تیرا لنگر اُٹھاؤں جو زیر دست ہووے وہ زبردست کی اطاعت کرے اُسکے سامنے اپنے ہتھیار رکھ کر دھرے امیر نے خوش ہو کر قبول کیا اور کہا کہ پہلے تو میرا لنگر اُٹھا اپنی قوت آزما بہمن نے امیر کا کمربند پکڑ کے جتنا زور تھا کیا مگر امیر کو جنبش تک نہ ہوئی امیر نے عمرو عیار سے زبان عیاری میں فرمایا کہ ہمارے لشکریوں سے کہدو کہ اپنے کانوں میں روئی دے لیویں عمرو نے فی الفور تعمیل حکم کی کی امیر نے ایک نعرہ اللہ اکبر کا کیا کہ اکثر لشکریان بہمن میں سے لوگوں کے کان کے پردے پھٹ گئے اُس جنگل کے جانور بھی مارے خوف کے ہٹ گئے اور اگر بہمن اپنے کانوں میں انگلیاں نہ دے لیتا تو اُسکے کان کے بھی پردے پھٹ کر لہو نکل آتا اور بہرا ہو جاتا امیر نے نعرہ کرکے بہمن کی کمر میں ہاتھ ڈالکے اُٹھا لیا اور سات مرتبہ بالا گردان سر کیا بعد ازاں مشکیں باندھ کے عمرو کے حوالے کیا اُسکو مقید کرکے عیار کو دیا بہمن کی فوج نے چاہا کہ امیر پر آگریں بہمن نے اشارہ سے منع کیا فوج کو امیر پر گرنے نہ دیا امیر طبل بازگشت بجوا کر شادیانے

بجاتے ہوئے اپنے خیمے میں آئے بخیر و خوبی تشریف لائے اور بہمن کو طلب کر کے کرسی مرصع نگار پہلوانی پر بٹھایا اور بہت سا التفات فرمایا اور کہا کہ اے بہمن مشہور ہے کہ مرد باش یا پاے مرد باش ہاں کہہ کہ خدا وحدہ لاشریک ہے اور دین ابراہیم برحق ہے بہمن نے کہا کہ یا امیر ظاہر ہے کہ نوشیرواں و زوبین نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے اور میں نے بمقتضاے مروت انکی حمایت کی ہے پس اب آپ انکا بھی قصور معاف کریں تو مجھ پر بڑا احسان ہوگا بندہ بدل و جان مرہون احسان ہوگا امیر نے فرمایا اگر بشرطیکہ وہ مسلمان ہو ویں نہیں تو اپنے ہاتھ سے انکو قتل کرونگا ہر گز انکو اپنی شمشیر قاتل کفار سے نجات نہ دونگا بہمن نے کہا کہ اگر مجھ کو حکم ہو تو میں انکو سمجھا کر لے آؤں انکو بر سر راہ راست لاؤں ایک ہی جلسہ میں سب مسلمان ہوں سب اسلام کے تابع فرمان ہوں امیر نے بہمن کو خلعت جمشیدی پہنا کر رخصت کیا اُس سے اس کام پر عہد لیا بہمن نے نوشیرواں و زوبین سے تمام حقیقت کہی اور کہا کہ جب میں حمزہ سے سر بر نہ ہو سکا تو میں جانتا ہوں کہ دنیا میں کوئی اُسپر مظفر و منصور نہ ہوگا اور نہ اُسپر غالب آئے گا لہذا تم بھی میرے ساتھ مسلمان ہو نوشیرواں و زوبین نے قبول کیا اور بہمن کے ساتھ امیر کے پاس آئے اور اپنے ساتھ اور بھی آدمی انکو لائے امیر نے نوشیرواں کو استقبال کر کے تخت پر لا کے بٹھلایا اور بہت عجز و نیاز سے پیش آیا بہمن کو کرسی جہاں پہلوانی بیٹھنے کو دی اُسکی بھی بہت عزت اور توقیر کی اور بختک و زوبین کو بھی بیٹھنے کا اشارہ کیا ہر شخص کو اسکے مرتبے کے موافق مقام نشستگاہ دیا بہمن نے امیر سے کہا کہ فرمایئے کیا حکم ہوتا ہے امیر نے نوشیرواں و بہمن و زوبین و بختک کو کلمہ تلقین کیا اور شادیانے بجنے کا حکم دیا اور ہفتے کامل نوشیرواں اور بہمن کیواسطے محفل جشن برپا رکھی۔

روانہ ہونا امیر کا مکہ کیطرف اور گرفتار کرنا شداد بو عمرو حبشی کو اور اسلام قبول کرنا اُسکا

راوی لکھتا ہے کہ بعد جشن کے عمرو معدیکرب نے امیر سے عرض کی کہ اس نواح میں چارہ بہت کم ہے جانور بھی بھوکے رہتے ہیں بھوکے رہنے سے سب چھوٹے بڑے تکلیف سہتے ہیں یہاں سے اور کسی طرف ڈیرہ کیجیے امیر نے فرمایا کہ بہتر کاؤس حصار کیطرف پیش خیمہ روانہ ہو نوشیرواں نے امیر سے کہا کہ یا ابوالعلا اب میں ضعیف ہوا چاہتا ہوں کہ گوشہ میں بیٹھ کر یاد الٰہی میں بقیہ حیات مستعار بسر کروں اور تخت قباد کو دوں اُسکو اس سلطنت کا مالک کروں امیر نے التماس کیا کہ جیسی آپکی مرضی تابعدار آپکی رضا کا ہوں نوشیرواں نے قباد کو تخت پر بٹھایا اپنا قائم مقام بنایا اور خود رخصت ہو کر مع بزرجمہر مدائن کیطرف روانہ ہوا امیر نے کاؤس حصار کیجانب کوچ کیا اپنے تمام لشکر کو حکم کوچ کا دیا چند مدت تک امیر کاؤس حصار میں رہکر دن کو شکار کھیلا کیے اور شب کو جشن کرتے رہے ایک دن خبر ہوئی کہ مکے سے قاصد آیا ہے کسی کا کچھ پیغام لایا ہے امیر نے طلب کیا اور خواجہ عبدالمطلب کا خط لیکر پڑھا لکھا تھا کہ اے فرزند سعادتمند جسدن سے تم نے ہوش سنبھالا ہے کبھی کسی کافر نے تمہارے خوف سے اسطرف رخ نہیں کیا مگر بالفعل شداد بو عمرو حبشی نے ہمارے شہر کو بھی لوٹ لیا ہے اور مکے کے بھی خراب کرنیکا قصد رکھتا ہے اگر جلد پہنچو تو بہتر ہے نہیں تو کوئی مسلمان نہ بچے گا اُس کافر ظالم کے ظلم سے کوئی اہل ایمان نہ بچیگا اطلاع شرط تھی کیگئی امیر نے وہ خط تمام سرداروں

اور پہلوانوں کو دکھا کر بہمن سے فرمایا کہ جب تک میں آؤں تم میری نیابت پر بیٹھ کے حکمرانی کرو یہاں کے امورات کو نہایت خوبی سے انتظام دیو اور میرے یاروں کو اپنا رفیق اور فرزند و کمو اپنا فرزند سمجھ کر انکی برداشت کرو میں بالفعل مکہ کی مہم پر جاتا ہوں اللہ کی مدد سے کفار پر فتح پاتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آؤنگا تم خاطر جمع رکھو میں وہاں بہت دن نہ لگاؤنگا بہمن نے دست بستہ ہو کر عذر کیا نہایت ادب سے انکو جوابدیا کہ خادم کا کیا مقدور ہے کہ مخدوم کی جگہ کو گرم کرے آقا کے تخت پر گستاخ ہو کر قدم دھرے امیر نے اُسکو سمجھا کر فوج و فرزند سب اُسکے پاس چھوڑے سب نشیب و فراز انتظام کا سمجھا دیا ہر ایک بات سے آگاہ کیا اور آپ عمرو کو ہمراہ لیکر مکہ کیطرف روانہ ہوئے جب منازل و مراحل طے کر کے مکہ کے متصل پہونچے عمرو سے فرمایا کہ اب کیا کیا چاہیے کیا سامان دفع کفار کا مہیا کیا چاہیے عمرو نے کہا کہ اشقر دیوزاد کو اسی جنگل میں لیجیے اُسکو اسی بیابان میں چھوڑ دیجیے اور آپ پیدل چلیے امیر نے اشقر دیوزاد سے زبان جنی میں فرمایا اُسکو یہ سمجھایا کہ تو یہاں پر کسی طرح کا اندیشہ نہ کر جب میرے نعرے کی آواز سننا میرے پاس حاضر ہونا اور آپ عمرو کو ساتھ لیکر پیدل روانہ ہوئے بارگاہ لشکر حبش میں پہونچے ناگہاں عمرو سے ایک بازیگر سے ملاقات ہوئی بایکدیگر بات ہوئی عمرو نے چرب زبانی کر کے اُس سے آشتی پیدا کی محبت دلی پیدا کی امیر سے کہا کہ میں بارگاہ شاہ حبش میں جاتا ہوں وہاں پہونچکر ایک نیا سوانگ لاتا ہوں جب فولاد پہلوان کہکر بلاؤں تب تم جلدی سے میرے نزدیک آنا آنے میں ہرگز توقف نہ لگانا امیر کو سمجھا کے آپ بازیگروں کے گروہ کا افسر بنا اور اُس قافلہ کو لیکر آستانہ شاہ حبش پر آیا در دولت پر اپنے تئیں پہونچایا دربانوں سے کہا کہ میری خبر کرو کہ میرے حاضر ہونیکی اطلاع کرو میں بھی بھلا شاہ سے کامیاب ہوں دور سے نام سنکر آیا ہوں نئے نئے تماشے بادشاہ کے دکھلانیکو لایا ہوں عرض بیگی نے اطلاع کی اُسنے حاضر ہونیکا حکم دیا عمرو نے بادشاہ حبش کے دربار میں جا کر تماشا بازیگری کا شروع کیا شداد نے محظوظ ہو کر عمرو کو انعام دلوایا عمرو نے نہ لیا اور شداد کے روبرو کھڑا ہوا شداد بولا کہ انعام تجھ کو دلوایا تھا سو تو لیتا نہیں آخر مانگتا کیا ہے عرض کر تیرا مدعا کیا ہے عمرو نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میرے چچا کا ایک غلام ہے فن مدروتی کو چھوڑ کر پہلوان بنا ہے اور رات دن مجھ کو ستاتا ہے مجھ سے کمال بدسلوکی سے پیش آتا ہے ذرا اُسکو آپ تنبیہ کر دیویں تو درست ہو جاوے راہ راست پر آوے شداد بولا کہ پھر وہ کہاں ہے اُسکو بلا میرے پاس لا عمرو نے پکارا کہ فولاد پہلوان ادھر آؤ امیر موجود ہوئے شداد کو سلام جو نہ کیا تو شداد نے ترشرو ہو کے کہا کہ اے غلام بازیگر تو کیوں اپنے مالک کو ستاتا ہے اپنے تئیں نمک حرام بناتا ہے امیر نے فرمایا کہ میں تو غلام نہیں ہوں مگر تو غلام ہو گا کور نمکی تیرا ہی کام ہوگا عمرو بولا کہ دیکھو صاحب آپ تک سے بے ادبی کرتا ہے ایسا شوخ چشم ہے کہ آپ سے بھی ذرا نہیں ڈرتا ہے شداد نے ایک زنگی غلام سے کہا کہ اسکا سر کاٹ ڈال شداد کے حکم کے سنتے ہی شمشیر زن نامے ایک پہلوان تھا تلوار کھینچ کر امیر کے سر پر آیا ان کے قتل پر اُسنے ہاتھ اُٹھایا امیر نے ایک ہاتھ سے اُسکو اُٹھا کر تصدق کرنا شروع کیا یہانتک چکر دیے کہ وہ سست و نرم ہو گیا بعد ازاں دوسرے ہاتھ سے اُسی سرگردانی کے عالم میں ایک گھونسا مارا کہ وہ زمین پر گر کے دوزانو بیٹھ گیا اور دم اُسکا نتھنوں کی راہ سے نکل گیا شداد نے دوسرے زنگی کو بھیجا امیر نے اُسکو بھی اُسی راہ سے جہنم کو روانہ کیا

اسی طرح سے اُس نے چالیس حبشی بھیجے اور امیر نے سب کو ایک ہی جام کا شربت پلایا سب کو جہنم میں پہونچایا اب ہر چند شداد اپنے پہلوانوں سے کہتا ہے کہ جاکر اس غلام کا سر کاٹ لاؤ کوئی قدم آگے کو نہیں بڑھاتا خوف کے مارے کوئی سامنے نہیں آتا تب تو شداد خود تلوار کھینچکر امیر پر دوڑا امیر نے نعرہ کرکے اُسکے کمربند کو پکڑا اور سرگردان کرکے زمین پر دے مارا اور خنجر نکالکر اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور فرمایا کہ تو نہیں جانتا کہ میں حمزہ ہوں تیری تو کیا حقیقت ہے اگر رستم بھی میرے سامنے آوے تو اُسکو بھی عاجز کروں شداد نے کہا کہ یا امیر میں نوشیرواں کے لکھنے سے یہاں آیا تھا اُسکے بہکانے سے میں اپنی فوج یہاں لایا تھا اگر میری جان بخشی کرو تو پھر کبھی نہیں آؤنگا کبھی ارادہ جنگ کا اپنے دل میں نہیں لاؤنگا امیر نے فرمایا کہ جب تک تو مسلمان نہیں ہوگا میں کبھی تجھ کو جیتا نہیں چھوڑونگا تیرا سر گرز کی ضرب سے توڑ دونگا شداد مجبوراً مسلمان ہوا زیر فرمان ہوا امیر نے اُسکی چھاتی پر سے اُتر کر اُسکو سینے سے لگایا اُسکے قتل سے ہاتھ اُٹھایا مکے کے لوگوں نے جو امیر کے نعرے کی آواز سنی سب خواجہ عبدالمطلب کو لیکر موجود ہوئے امیر دوڑکر اپنے باپ کے قدموں پر گرے تصدق ہونے کیلیے آس پاس پھرے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو گلے لگایا اور سر و چشم پر بوسے دیے اور امیر کو لیکر مکے میں آئے سب لوگ صدقہ اور نچھاور لائے امیر نے شاہ حبش کو خلعت فاخرہ سے مخلع کرکے مکہ کی مرمت کیواسطے حکم کیا اور مکہ کے چھوٹے بزرگ کو اسقدر انعام دیا کہ فقیر غنی ہوگئے دولت سے دھنی ہوگئے عمرو بھی اپنے والد کی خدمت میں آکر مشرف ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب شاہ حبش مکہ کے قلعہ کی مرمت کر چکا امیر سے عرض کی کہ یا امیر اگر مجھ کو حکم ہو تو میں اپنے گھر جاکر مع اہل و عیال و مال و اثقال حاضر ہوں سب کو آپ کی قدمبوسی سے مشرف کروں امیر نے خلعت رخصتانہ دے کے فرمایا کہ کہیں رہو مسلمان رہو دین اسلام کے تابع فرمان رہو شداد رخصت ہوکے اپنے ملک کیطرف روانہ ہوا جب مدائن کے قریب پہونچا دل میں سوچا کہ اگر نوشیرواں بختک مجھ کو مکہ پر نہ بھیجتا تو کاہیکو ایسا ذلیل و خوار ہوتا سب کی نظروں میں بے اعتبار ہوتا اُن سے بدلہ لینا ضرور ہے اُنکو بھی زک دینا ضرور ہے نوشیرواں کے آستانہ پر جاکے دربانوں سے کہا کہ بادشاہ کو خبر دو کہ شداد بن عمرو حبشی اپنے ملک کو جاتا ہے رخصت ہونے آیا ہے نوشیرواں نے سنکر اُسے بلالیا اُسکے حاضر ہونیکا حکم دیا شداد نے پایہ تخت کو بوسہ دیکر کہا کہ حضور نے مجھ کو حمزہ کے ہاتھوں بے عزت کروایا اُسکے ہاتھ سے میں نے بڑا صدمہ اُٹھایا یہ کہکر بادشاہ کا کمربند پکڑکے بارگاہ سے باہر کیا غلامان شاہی دست بقبضہ ہوئے شداد نے کہا کہ اگر کسی نے مجھ پر ہاتھ ڈالا تو میں نے بادشاہ کو زمین پر دے ٹپکا کہ بیدم ہو جائیگا سارا کارخانہ سلطنت کا برہم ہو جائیگا کوئی اس خوف سے مزاحم نہ ہوا شداد نوشیرواں کو لے کر اپنے ملک کو چلا گیا اور پنجرہ آہنی بنواکر اسمیں نوشیرواں کو پابزنجیر رکھ کے سر دربار لٹکا دیا اُسکا یہ حال کیا اور شام و صبح ایک روٹی جو کی اور ایک پیالہ پانی کا بادشاہ کے کھانے پینے کو مقرر کیا شداد نے ایسا رنج شدید نوشیرواں کو دیا نوشیرواں نے پوچھا کہ اے شداد میں نے تیرے ساتھ کیا بدی کی ہے کہ جس کے عوض میں تو مجھ سے ایسا سلوک کرتا ہے غضب الٰہی سے نہیں ڈرتا ہے شداد بولا کہ اگر تو مجھ کو نہ بلاتا اور مکہ کے خراب کرنے کو نہ بھیجتا تو میں ایسا فضیحت کاہیکو ہوتا اپنی آبرو

شداد کا دربار نوشیرواں میں آکر اسکو گرفتار کرکے لیجانا اور قفس آہنی میں بند کرنا

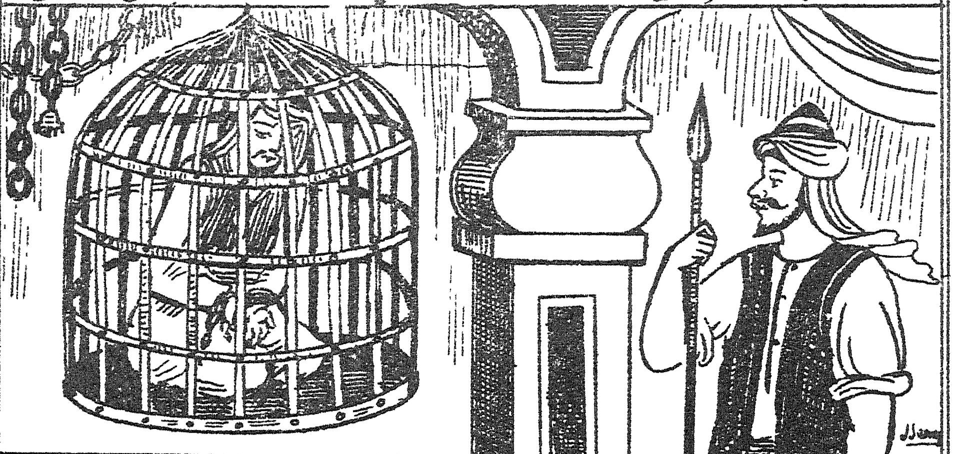

سفت میں کیوں کھوتا نوشیرواں نے کہا کہ حاشا مجھ کو خبر بھی نہیں ہے اگر بلایا ہوگا تو بختک نے بلایا ہوگا اُسی کے سبب سے تجھ پر یہ تہلکہ آیا ہوگا شداد بولا کہ ہرگاہ ایسا ہے تو بختک کو بلا کر میرے حوالے کر میں تجھ کو چھوڑ دوں اور اُسکو اسی پنجرے میں قید کروں نوشیرواں قہر درویش برجان درویش سمجھ کر خاموش ہو رہا اس بات کو سنکر پنبہ درگوش ہو رہا امیر کا حال سنیے چند روز رہکر اپنے والد سے رخصت مانگی خواجہ عبد المطلب نے کہا کہ اے فرزند دلبند مدت کے بعد جو دیکھا ہے اس سے ہنوز دل کو سیری نہیں ہوئی ایک برس اور رہتے تو اچھا تھا امیر نے قبول کیا یہ خبر بختک کو پہونچی کہ خواجہ عبد المطلب نے امیر کو رخصت نہیں کیا اُنکو اپنے پاس سے جانے نہیں دیا ایک برس اور باپ کی خدمت میں رہینگے سوچا کہ میدان خالی ہے کچھ کام کیا چاہیے امیر کو کچھ فریب دیا چاہیے نوشیرواں کیطرف سے ایک خط جعلی ثروبین وہرمز کے نام لکھ کر ایک قاصد کے حوالے کیا اور اُسے سمجھا دیا کہ تو کہنا میں مدائن سے آتا ہوں نوشیرواں کیطرف سے پیغام لاتا ہوں اور خط میں لکھا کہ معلوم ہووے تم کو میں نے شداد بوعمرو حبشی کو بھیجکر مکہ کو خراب اور تمام مسلمانوں کو قتل اور برباد کروایا سب اہل مکہ کو روز بد دکھلایا اور شداد نے حمزہ اور عمرو کو گرفتار کرکے اپنے ملک میں لیجا کر سولی پر چڑھایا اُسکے ساتھ اسطرح سے پیش آیا پس تم حمزہ کے مسلمانوں کو بے وسواس قتل کرو اُنکو ہرگز نجات نہ دو اور مہر نگار کو بہمن کو دیدو اتفاقاً اثنائے راہ میں قاصد اور ثروبین سے کہ سیر کے واسطے سوار ہوا تھا ملاقات ہوئی قاصد نے وہ خط ثروبین کے حوالے کیا وہیں راہ میں دیا وہ پڑھ کر سیدھا بہمن کے پاس چلا گیا بہمن نے خط پڑھ کر ثروبین سے کہا کہ یہ تیرا فریب ہے میں تجھ کو خوب جانتا ہوں تیری بات کب مانتا ہوں ثروبین قسمیں کھانے لگا کہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ خط قاصد کے ہاتھ سے میں نے پایا ہے اُسکے ہاتھ سے میرے ہاتھ آیا ہے آیندہ سچ ہو یا جھوٹ ہرگاہ بہمن پر امیر کا مرنا ثابت ہوا اُنکا دنیا سے گذرنا ثابت ہوا بولا کہ افسوس ہزار افسوس حمزہ اپنے ساتھ مجھ کو نہ لیگیا میرے دلکو بڑا داغ دیگیا بعد ازاں کہنے لگا کہ خیر جو مرضی اللہ کی تھی سو ہوا

حکم الٰہی سے کیا چارہ ہے اُسکی مشیت میں دم مارنیکا کسکو یارا ہے اب امیر کی جا پر میں اُسکے دونوں بیٹوں اور تیسرے پوتے کو سمجھونگا اُنھیں کی اطاعت کرونگا یہ کہکر قاصد سے پوچھا کہ سچ کہہ ماجرا کیا ہے واقع میں یہ معاملہ کیا ہے قاصد تو بختک کا سکھایا پڑھایا تھا اُس سے فریب کی باتیں سیکھ آیا تھا اُسنے بسوگند کہا کہ میرے روبرو حمزہ کو سولی دی گئی اُسکے ساتھ یہ حرکت ضرور کیگئی بختک نے بہمن سے کہا کہ حمزہ کی تابعداری اگر آپ نے اختیار کی تو زیبا بھی تھا مگر ان لڑکوں کی اطاعت آپ سے پہلوان اور زور آور کیواسطے مزیب نہیں ہے ان کے زیر حکم رہنا تم سے شخص نامور کو ہرگز مناسب نہیں ہے سوائے اسکے نوشیرواں نے آپ کو اپنی دامادی میں قبول کیا ہے تم کو کتنا بڑا رتبہ دیا ہے پس نوشیرواں کا داماد کہلانا بہتر ہے کہ لڑکوں کی اطاعت کرنا بارے نوشیرواں کی دامادی کے نام سے بہمن کا دل کچھ ڈانواں ڈول ہوا بختک سے بولا کہ اگر تمھاری یہی صلاح ہے تو تدبیر اُسکی کیا ہے بختک نے کہا ابھی اس بات کو مخفی رکھو ہرگز کسی سے نہ کہو تاکہ مہر نگار آسانی سے ہاتھ آوے اس امر عظیم سے ہماری طبیعت اطمینان پاوے ثروبین نے کہا کہ آج دربار میں جاکر ہرمز اور قباد شہریار سے کہونگا کہ کل میرے باپ کا عرس ہے اگر امیر زادے سمیت پہلوانوں کو میرے مکان تک لے آویں تو میری سرفرازی ہوتی ہے بہمن بولا کہ صلاح تو نیک ہے ثروبین جورات کو محفل میں گیا ہرمز و قباد شہریار و عمرو بن حمزہ سے مستدعی دعوت کا ہوا سبھوں نے قبول کیا چنانچہ دوسرے دن ہرمز تاجدار و قباد شہریار و عمرو بن حمزہ مع پہلوانان گردن کش ثروبین کے مکان پر گئے ثروبین نے سب کو کھانا کھلایا سب سے اچھی طرح پیش آیا پھر شراب طلب کی جب سب کو سرور ہوا ثروبین نے اُٹھکر امیر زادے اور قباد شہریار سے عرض کی کہ جس طرح حضور نے مجھکو سرفراز کیا ہے اگر ملکہ مہر نگار بھی قدم رنجہ فرمائیں از راہ عنایت تشریف لاویں تو میری عزت بڑھتی ہے سب کے نزدیک میری حرمت بڑھتی ہے دونوں امیر زادوں نے ملکہ مہر نگار سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ تشریف لائیے تو آپ کے لیے موجب ہتکی کا نہیں ہے ثروبین کی عزت افزائی ہے مہر نگار سوار ہوکر ثروبین کے گھر میں آئی حسب استدعا اُسکے تشریف لائی ناگاہ کسی کے منھ سے نکل گیا کہ اسوقت تو ملکہ خوش خوش تخت پر بیٹھی ہیں دو گھڑی کے بعد معلوم ہوگا کیا ہوا کیسا فتنہ برپا ہوا مہر نگار کے کانوں میں جو اس بات کی بھنک پڑی فی الفور محلی کی معرفت قباد شہریار سے بلاکر کہا کہ جلد سواری منگواؤ و محافہ وغیرہ حاضر کرو میں یہاں کا رنگ اچھا نہیں دیکھتی ہوں فساد برپا ہونے والا دیکھتی ہوں قباد شہریار نے سواری طلب کی اسی میں کچھ خیریت تھی ملکہ سوار ہوکر قلعہ میں پہونچی یہ خبر ثروبین و بہمن کو معلوم ہوئی کہ مہر نگار آئی تھی اور چلی گئی دونوں دست تاسف ملنے لگے اُنکے دل پر آسیب افسوس و حسرت کے چلنے لگے کہ آئی ہوئی دولت ہاتھ سے نکل گئی بختک نے سنکر بہمن کی تشفی کی کہ بے پروا رہو کہاں جائیگی آخر کو ایک دن ہاتھ آئیگی بہمن نے حسب مشورہ بختک ہاتھ ملکر کہا کہ افسوس ہے ہرمز تاجدار کہ مستحق سلطنت ہے وہ تخت پر تو نہ بیٹھے اور قباد نواسا ہوکر فرمانروائی کرے غیر مستحق بادشاہی کرے عمرو بن حمزہ نے کہا اے بہمن تیرا کیا نقصان ہے اسمیں تیرا کیا زیان ہے بہمن نے کہا کہ سچ

کہتا ہوں یہ عرب زادہ تخت پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہے اُسکو ایسی سلطنت ملنے کا استحقاق حاصل نہیں ہے ملک لندھور نے جو یہ تقریر سنی جھنجلا کر بہمن سے کہنے لگا کہ او کوہستانی حیف ہے تجھ کو امیر نے اپنی کرسی پر بٹھلایا تجھ کو ایسا صاحب مرتبہ بنایا کیوں تجھ کو اپنے رتبے پر نہ رکھا نہیں تو آج ایسا بیہودہ کلمہ زبان پر لاتا ایسے کلمے لاف و گزاف کے لوگوں کو سناتا بہمن نے طیش میں آکر ایک وار تلوار کا لندھور پر مارا لندھور نے اس زور سے گرز اُٹھا کر بہمن پر لگایا کہ ہاتھ بہمن کا بیکار ہوگیا اور اُسنے بڑا صدمہ اُٹھایا مجلس میں تلوار چلنے لگی بہت سے عرب و بہمنی زخمی ہوے اور بہمن کے لوگ بہمن کو اُٹھا لیگئے اُسکی جان بچا کر لے گئے اتفاقاً یہ خبر نور بانو بہمن کی بہن کو کہ عمرو حمزہ پر عاشق تھی پہونچی کہ کفار نے مسلمانوں کو فریب و دغا سے قید و زخمی کیا ہے اُنکو اپنی مکاری اور بدذاتی سے بڑا رنج دیا ہے گھر سے نکلکر اسقدر شمشیر زنی کی کہ کفاروں کے کشتوں کے پشتے باندھ دیے ہزاروں آدمی اس مرد افگن نے اپنی شمشیر آبدار سے جرأت کر کے کشتے کیے ہومان نے اُسکے پاس جا کر کہا تو کیا دیوانی ہوئی ہے جا گھر میں بیٹھ اُسنے ایک تلوار ایسی ہومان کے لگائی کہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑا اُسمیں سانس نہ آئی اُسکے چھوٹے بھائی نے جو ہومان کو دو ٹکڑے دیکھا تلوار کھینچ کر نور بانو پر دوڑا نور بانو نے اُسکے وار کو

لڑنا بہمن کا عمرو بن حمزہ اور لندھور سے اور آنا نور بانو کا بلباس مردانہ بہ بہانہ حمزہ کے اور مارنا ہومان کا اور بھاگنا بہمن کا مع فوج کے

خالی دیکر ایک تلوار اُسکو بھی ایسی ماری کہ اپنے بڑے بھائی کے پاس وہ بھی پہونچا ہرگاہ نور بانو اُن دونوں کو مار چکی پہلوانان عرب کو ہمراہ لیکر قلعہ میں آئی اور خندق کو پانی سے لبریز کر کے پانی سے لبالب بھروایا فوج کفار نے قلعہ کو محاصرہ کیا ہرگاہ پہلوانان عرب کے زخم اچھے ہوئے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کے کفار کو مارنے لگے کمال شجاعت و دلاوری سے اُس فرقہ اشرار و فجار کو مارنے لگے کفار قلعہ کی زد سے ہٹکر اُتر پڑے ایک دن کفاروں نے قلعہ پر حملہ کیا قباد شہریار نے اپنی ماں سے کہا کہ کفار کا غلبہ ہے اگر فرمائیے تو میں جاکر اُنکو ماروں مہر نگار نے کہا کہ صدقہ گئی تو ابھی بچہ ہے کیونکر تجھے اجازت دوں اس سن میں تجھے کیونکر جنگ کیواسطے رخصت کروں قباد بولا کہ ہمارے باپ نے کمسنی میں کیسے کیسے پہلوان زیر کیے ہیں آخر ہم بھی تو اُسی کے بیٹے ہیں اور اگر آپ نہ جانے دینگی تو میں اپنا خون کرونگا تمھارے سامنے مرونگا نور بانو نے مہر نگار سے کہا کیا مضائقہ ہے آپ قباد کو جانے دیجیے انکو بخوشی رخصت کیجیے میں اسکے ساتھ ہوں اُنکی مدد کے لیے مستعد اور تیار ہونگی بہر صورت مددگار و خبردار ہونگی مہر نگار نے قباد کو لڑنیکی اجازت دی قباد ہتھیار لگا کر کفار کے روبرو گیا اور للکارا کہ اے کافرو تم میں سے کون مرگ خواہ ہے میرے سامنے آوے مجھ کو اپنی بہادری دکھاوے بہمن نے قباد کو دیکھ کر اپنے دلمیں کہا کہ خوب ہے قباد لڑنیکو آیا اپنی ماں سے اُسنے میدانمیں آنیکا حکم پایا میں اُسکو گرفتار کر کے اپنے پاس رکھونگا تو ضرور مہر نگار در فرزندی سے میرے پاس آویگی ہرگز اُنکی مفارقت کی تاب نہ لائیگی یہ سوچکر قباد کے روبرو گیا اور کہنے لگا کہ او عرب بچے لا کیا حربہ رکھتا ہے قباد بولا کہ میرا باپ کبھی پیشدستی نہیں کرتا ہے پس میں بھی پیشدستی نہیں کرونگا باپ کے طریقے سے قدم باہر نہ دھرونگا تو حربہ کر اگر اسمیں جیتا بچونگا تو تجھ کو مارونگا تیرے سر کا بوجھ تیری گردن سے اُتارونگا بہمن نے گرز قباد کے سر پر مارا قباد نے اُسکو ڈھال پر روک کے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا لگایا کہ وہ ضربہ اُسکے جسم پر کمال زور سے آیا بہمن زخم کاری کھا کر بھاگا اپنی جان بچا کر بھاگا امیرزادہ چار کوس تک اُسکے لشکر کو مارتا چلا گیا جب دیکھا کہ کفار اُسکو ہوا کیطرح سے اُڑے مجبور پھر کر اپنی ماں کے پاس آیا اس معرکہ کا تمام حال سنایا مہر نگار نے بہت زر و جواہر اپنے بیٹے پر سے نثار کیا بہت سا زر و جواہر و اسباب محتاجوں کو دیا چند روز کے بعد عمرو بن حمزہ ولندھور مہر نگار کی خدمت میں گئے اور عرض کی کہ اسمیں کچھ قصور بہمن کا نہیں ہے یہ بختک و زوبین کی بدذاتی ہے ایسی شرارت اُسکے دلمیں آئی ہے امیرزادے نے کہا آخر اب کیا کیا جاوے کونسی تدبیر عمل میں آئے قلعہ کو کفار گھیرے ہوئے پڑے ہیں اور ہم لوگ زخمی ہیں اس حالت میں ہم سے کچھ بن نہیں آتا ہے اس سبب سے ہمارا دل خوف کھاتا ہے قباد نے کہا کہ دروازہ قلعہ کا کھولدو اور میدانمیں نکلکر صف آرائی کرو سردار مع فوج حاضر ہوئے اور طبل جنگ بجنے لگا کوس جنگ مثل رعد گرجنے لگا بہمن نے سر میدان پکار کر کہا کہ اے عربو کسواسطے جان دیتے ہو حمزہ تو مدت کا مارا گیا خیر اسمیں ہے کہ مہر نگار کو میرے حوالے کر کے اپنی راہ لو اب ہم سے مقابلہ کا ارادہ نہ کرو نہیں تو ایک ایک کا مغز سر سے نکالونگا تم سب کو مار ڈالونگا لندھور نے بہمن کی بیہودہ گوئی سنکر عمرو بن حمزہ سے رخصت طلب کی امیرزادے نے کہا خدا حافظ ہے میدان میں جائیے اور کفار کو زیر شمشیر لائیے لندھور میدانمیں جا کر

بہمن سے بیانخلک گرز بگرز لڑا کہ زخم اسکے بدن کے آبلے ہوگئے حیران و ششدر دیکھنے والے ہوگئے یہیں آفتاب نے نقاب شب کو منہ پر ڈالا دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا فوجوں نے لشکرگاہ میں آکر استراحت کی اپنی اپنی طبیعت کو تسکین دی صبح کو پھر صف آرائی ہوئی ہنوز کوئی میدان سے نہ نکلا تھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اٹھی دونوں طرف کے عیار خبر لانیکو دوڑے معلوم ہوا فرہد عکہ زوبین کی مدد کو آیا ہے بڑا لشکر جرار ساتھ لایا ہے سات سو من کا گرز باندھتا ہے امیرزادے نے فرمایا کہ ہماری مدد کو خدا ہے ہمکو کیا پرواہ ہے زوبین فرہد عکہ کو پیشوائی کر کے لشکر میں لایا سب ماجرائے گذشتہ سنایا فرہاد بن لندھور امیرزادے سے رخصت لیکر فرہد عکہ سے رزم طلب ہوا فرہد عکہ نے نام پوچھا اُسنے کہا کہ میرا نام فرہاد بن خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان شاہ ہے تمام زمانہ جانتا ہے جیسا کہ وہ صاحب حشمت و جاہ ہے فرہد عکہ بولا کہ تیرا باپ کہاں ہے فرہاد نے کہا کہ لشکر میں ہے فرہد عکہ نے کہا کہ تیرے باپ نے تجھ سے خرد سال کو مرنے کو بھیجا اور آپ نہ آیا معلوم ہوا کہ مرنے سے اپنا جی چرایا فرہاد بولا کہ او مردک بیہودہ کیوں بکتا ہے میرے باپ کے سامنے کوئی ٹھہر سکتا ہے حربہ کر فرہد نے جھنجھلا کر سات سو منی گرز اپنا اُسکے سر پر مارا فرہاد نے اُسکی ضرب کو رد کر کے کہا کہ اور دو حربے کرنے وار کرکے خوب اپنا جی بھر لے پھر میری باری ہے دیکھنا کہ میری تلوار میں کیسی آبداری ہے فرہد نے دو حربے اُسی گرز سے کیے مگر فرہاد نے جہاں کھڑا تھا وہاں سے جنبش نہ کی اپنے پاؤں کو حرکت نہ دی اور اُسکے حربوں کو رد کر کے کہا کہ دیکھ سنبھل جانا اب میں گرز مارتا ہوں یہ کہکر اس زور سے گرز مارا کہ گرز سے شرارے اُٹھنے لگے فرہد نے خالی دیکر کہا کہ حقیقت میں تو بڑے باپ کا بیٹا ہے تجھ کو ہزار مرحبا ہے اور دونوں کے گرز بازی ہونے لگی جب وزیر روشن نے نقاب سیاہ شب چہرہ پر ڈالا ماہ تاباں نے سیر کے لیے اپنا پاؤں باہر نکالا دونوں طرف طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے صبح کو شیروانی نامے پہلوان فرہد عکہ سے مبارز طلب ہوا تا شام دونوں نے داد جنگ کی دی خوب باہم جنگ کی بعد ازاں اپنے اپنے خیموں میں گئے اب ان فوجوں کو لڑنے دو تھوڑا احال صاحبقران کا سنو اتفاقاً ایک شب کو عالم رویا میں امیر نے دیکھا کہ کافروں نے اہل اسلام پر شبخون مارا ہے اور اکثر پہلوان میرے زخمی ہوئے ہیں چونک کر عمرو سے خواب بیان کیا عمرو نے کہا کہ یا امیر آپکا خواب کبھی غلط نہیں ہوتا ہے اگر حکم ہو تو خبر لاؤں میں حال دریافت کرنے کیواسطے جاؤں امیر نے عمرو کو رخصت کیا وہاں کے حالات سے بخوبی آگاہ کر کے سب حسن و قبح سمجھا دیا جنگگاہ کا حال سنیے کہ فرہد عکہ اور استفتانوش سے مقابلہ ہوا عین جنگ میں عمرو پہونچا عمرو کو دیکھ کر فوج اسلام میں شادیانے بجنے لگے سب کو جو اپنی قلت جمعیت سے ہراس تھا تقویت ہوئی دلونکو قوت ہوئی بہمن نے بختک سے کہا کہ او بد ذات تو نے نہ کہا تھا کہ عمرو اور حمزہ مارے گئے بختک بولا کہ میں کیا جانوں نوشیرواں کے لکھنے سے میں نے بھی جانا تھا اُسنے مجھ کو تحقیق لکھا تھا بہمن نے بختک کو اُٹھا کر زوبین کے سر پر دے مارا چونکہ حیات دو دن کی باقی تھی بختک زمین پر گرا بہمن اپنی اس حرکت سے پچھتانے لگا اپنے اس فعل نامناسب سے افسوس کھانے لگا عمرو کیفیت دریافت کر کے قباد شہریار اور عمرو بن حمزہ کو تشفی دیکے اور زخموں پر پہلوانوں کے نوشدارو کی پٹی رکھ کر امیر کے پاس روانہ ہوا

شبانہ روز چلا ہی گیا کہیں اثنا راہ میں نہ ٹھہرا ہر گاہ امیر کے پاس پہونچا امیر نے کم وکیف دریافت کر کے والد سے رخصت لی اور اہل اسلام کی مدد کے لیے وہاں کے جانے کی تیاری کی اور اشقر دیوزاد پر سوار ہوکر مع عمرو کاؤس حصار کیطرف روانہ ہوے ہمراہ رکاب سب یگانہ او بیگانہ ہوے اب رزمگاہ کا حال سنیے کہ دونوں طرف کے لشکر صفیں باندھے کھڑے ہوے تھے کہ جنگل کیطرف سے ایک غبار اٹھا گرد کا بگولہ ہتیار اٹھا دونوں لشکر کے ہرکارے خبر لینے کو دوڑے معلوم ہوا کہ سرکوب ترک نامے مع فوج جرار نوشیرواں کی مدد کو آیا ہے اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا ہے کفار خوشی خوشی سرکوب کو استقبال کر کے اپنے لشکر میں لے آئے اسکی فوج نے بھی میدان جنگ میں اپنے خیمے لگائے سرکوب نے پوچھا کہ حمزہ کہاں ہے اسکا نشان تو مجھ کو بتاؤ اسکی صورت تو مجھ کو دکھاؤ شہ بہمن بولا کہ حمزہ تو نہیں ہے مگر اسکے دو بیٹے لڑ رہے ہیں سرکوب نے کہا کہ آج تو لشکر میرا تھکا ماندہ ہے مگر کل سمجھ لونگا وہ بھی یاد کرینگے ایسا لڑونگا اسمیں فرہد عکہ میدانمیں گھوڑا نکالکر مبارز طلب ہوا سعد بن عمرو بن حمزہ نے اپنے باپ سے رخصت مانگی عمرو نے کہا کہ جان پدر ابھی عمر تمہاری لائق لڑنیکے نہیں ہے تم جنگ کا ارادہ نہ کرو اپنے تئیں لڑنے پر آمادہ نہ کرو اسنے ہاتھ باندھ کر کہا کہ میرا اور قباد چچا کا ایک ہی سن و سال ہے میرا انکا ایک سا حال ہے حیف ہے وہ تو لڑیں اور میں تماشا دیکھا کروں وہ تو معرکے میں جاکے سرخرو ہوں اور میں بیٹھا رہوں عمرو بن حمزہ نے مجبوراً سعد کو رخصت رزم دی سعد بسم اللہ کر کے میدانمیں آیا اور حریف سے مبارز طلب ہوا کفار اسکو دیکھ کر کہنے لگے کہ یہ عجب قوم ہے جسکے ایسے ایسے کمسن لڑکے بیخوف و خطر صف جنگ میں لڑتے ہیں ہم سے پہلوانوں کے مقابلے میں آکے اڑتے ہیں سرکوب نے پوچھا کہ یہ لڑکا کون ہے کہ میدان میں آیا ہے بہمن نے کہا یہ حمزہ کا پوتا ہے فرہد عکہ سے لڑنیکو آیا ہے اسکے دلمیں بھی ارادہ سمایا ہے سرکوب بولا کہ یہ بچہ کیونکر فرہد عکہ سے لڑیگا بہمن بولا کہ تماشا دیکھیے کیا ہوتا ہے یہ گفتگو ہی تھی کہ سعد نے للکارا اے کافر جس کو شربت مرگ پینا ہو وہ میرے سامنے آوے میدانمیں آکر اپنی بہادری دکھاوے فرہد عکہ نے گھوڑے کی باگ لیکر سعد پر ایک گرز مارکر کہا کہ مارا اور پست کیا سعد نے گرد سے نکلکر کہا او گبر کیوں جھوٹ بولتا ہے جھوٹے دعوے پر زبان کیوں کھولتا ہے کسکو مارا اور کسکو پست کیا میں تو تیری جان کا ملک الموت موجود ہوں یہ کہکر گھوڑا دبا کر ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ ہاتھ فرہد عکہ کا بازو سے کٹ کر مع گرز زمین پر جا رہا فرہد عکہ نے چاہا کہ اپنے لشکر کی راہ لیوے بھاگ کر لشکر کو پیٹھ دیوے سعد نے گھوڑے کو چمکا کر دوسرا ہاتھ بھی فرہد عکہ کا قلم کیا اسکو مسافر ملک عدم کیا ساتھ کے عیاروں نے چالاکی کر کے فرہد عکہ کا سر کاٹ لیا اسکے جسم ناپاک کو بے سر کیا امیر کے لشکر میں شادیانے بجنے لگے اور کفار کے لشکر سے صدائے گریہ زاری بلند ہوئی سبکی زبان لاف زنی سے بند ہوئی لشکر کفار حیرت میں تھا کہ ایسا کمسن بچہ فرہد عکہ سے پہلوان کو اس آسانی سے مارے اسپر ایک زخم بھی نہ آئے ہلکا سا بھی ایک چرکا نہ کھائے سرکوب نے بہمن سے کہا کہ آفریں ہے اسکے پدر و مادر کو کہ جسکے گھر میں ایسا بہادر اور شہ زور فرزند پیدا ہو کیونکر نہ باپ انکا اسپر شیدا ہو یہ کہہ کر بازگشت بجوا کر دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے ہرمز نے پہلوانوں اور سرداروں کو لیکر کھانا کھایا سب نے ہر طرح کا لطف اٹھایا بعد ازاں بزم شراب و کباب قائم ہوئی جب نشہ نے دماغ کو گرم کیا اور مقدار سے زیادہ

جنگ کرنا سعد بن عمرو کا فرہد عکہ سے اور مارا جانا فرہد عکہ کا

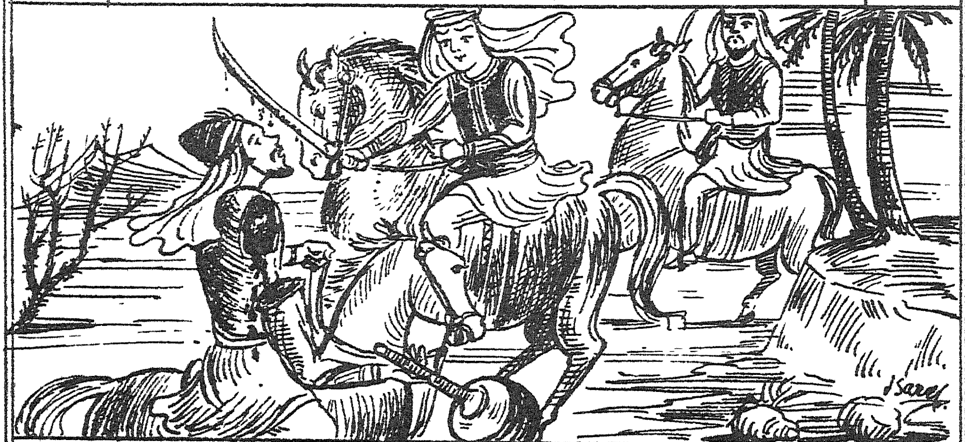

جام شراب پیا سرکوب نے بہمن کو ہرمز کے پہلو میں بیٹھا دیکھ کر کہا کہ او کوہستانی تو نے بھی یہ حوصلہ پیدا کیا کہ مجھ سے بالادست ہو کر بیٹھا ہے بادۂ غرور سے ایسا بدمست ہو کر بیٹھا ہے بہمن بولا کہ سرکوب تجھ کو کیا خبط نے لیا ہے کہ مجھ سے گفتگو نا ملائم کرتا ہے میری قوت و شجاعت سے نہیں ڈرتا ہے سرکوب نے اٹھ کر ایک گھونسا بہمن کے مارا بہمن نے اسکی کمر میں ہاتھ دے کر اٹھالیا اور زمین پر دے ٹپکا ہرمز نے بیچ بچاؤ کر کے قضیہ فیصل کر دیا دونوں کو سمجھا کر رفع فساد کیا اور مجلس برخاست کی صبح کو پھر دونوں لشکر فلکی بدستور صفیں آراستہ ہوئیں کہ ناگاہ ایک گرد زمین سے بلند ہوئی جسکی کثرت سے ہوا کی راہ بھی بند ہوئی دونوں لشکر کے عیار خبر لانے کو دوڑے معلوم ہوا کہ حمزہ و عمرو آتے ہیں ایک انبوہ کثیر اپنے ساتھ لاتے ہیں لشکر اسلام میں عجب طرح کی خوشی ہوئی اُسیدم شادیانے بجنے لگے ہر ایک سردار و پہلوان امیر کے قدمبوس ہوا امیر نے انکو چھاتی سے لگایا اُن کے پہونچنے سے سب نے کمال اطمینان پایا اور اشقر کی باگ لیکر جنگاہ میں گئے اور پکار کے بہمن سے کہا کہ او کوہستانی میں نے تیرے حق میں کیا برائی کی تھی میں نے تجھ کو کونسی اذیت دی تھی کہ تو نے اُسکے عوض میں ایسا مجھ سے کیا اُس بات کا تجھ سے انتقام لیا اب مرد ہے تو میرے سامنے آ مقابلے میں آکر اپنی جوانمردی دکھا بہمن نے ہرمز سے کہا کہ میری تو حمزہ سے چار آنکھیں نہیں ہو سکتی ہیں میں تو حمزہ سے مقابلہ نہیں کرونگا وہ مقابلہ کرے جسنے یہ فساد برپا کیا ہے ایک پہاڑ آفت کا سر پر لیا ہے اب تم جانو تمہارا کام جانے ہرمز نے کہا کہ میں کیا جانوں بختک جانے آخرش سرکوب نے امیر کے مقابل ہو کر گرز امیر کے اوپر مارا امیر نے اُسے خالی دیکر فرمایا کہ اے پہلوان دو حربے تیرے اور باقی ہیں وہ بھی کر تے تاکہ تیرے دل میں کچھ ارمان نہ رہے سرکوب نے دوسری مرتبہ گرز چلایا امیر نے اُسکو بھی رد کیا تیسری مرتبہ ایسا جھنجھلا کر اُسنے گرز مارا کہ گرز سے شعلہ آگ کا نکلا اور اُسکے صدمہ سے اسقدر گرد و غبار اُٹھا کہ جسکے دھوئیں سے دونوں لشکروں پر سیاہی چھا گئی سب کی آنکھوں میں تاریکی آگئی سرکوب نے نعرہ کر کے کہا کہ مارا میں نے حمزہ کو خاک اسکی خاک میں مل گئی یہ تو آدمی تھا

اگر پہاڑ پر گرز مارتا تو پہاڑ سے گرد اٹھتی امیر نے گھوڑے کو کاوہ دیکر گرد سے نکال کے کہا کہ او گبر کسکو تو نے مارا ہاں سنبھل جا کہ اب باری میری ہے اور دیکھ ضرب اسکو کہتے ہیں اگر بچے بھی تو چھٹی کے دودھ سے لب خشک تیرے تر ہو جاویں قیامت تک تجھ میں ہوش و حواس نہ آئیں یہ کہکر گرز جو اُسکے سر پر لگا یا وہ زین سے جدا ہو کر گھوڑے کے پیچھے پر جا رہا گرز گھوڑے پر پڑا گھوڑا خاک میں پست ہو گیا سرکوب نے چاہا کہ امیر کے گھوڑے کو بھی بیکار کرے امیر جھپٹ مرکب کی پیٹھ سے الگ ہو کر اُسکے مقابل جا کھڑے ہوئے نصف النہار تک گرز بازی ہوا کی بعد ازاں نوبت تلوار کی پہونچی دو ساعت کامل تلوار چلا کی خوب ہی باہم شمشیر آبدار چلی مگر کسی کے ہاتھ سے ضرر نہ پہونچا کسی پر کوئی زخم کارگر نہ پہونچا امیر نے فرمایا کہ اے سرکوب حربے سب ہو چکے اب بات یہ باقی ہے کہ اگر تو میرے لنگر کو اُٹھا لیوے تو میں تیری اطاعت کروں پھر کبھی تجھ سے لڑنیکا نام نہ لوں اور اگر میں تیرا لنگر اُٹھالوں تو تو میری فرمانبرداری کر اس امر پر قول و قرار کر اگر کچھ پہلوانی کا دعویٰ ہے تو نہ ہرگز انکار کر سرکوب نے خوشی خوشی قبول کیا اور امیر کی کمر میں ہاتھ ڈال کے اسقدر زور کیا کہ ٹخنوں تک زمین میں گڑ گیا اور نتھنوں سے خون ٹپکنے لگا مگر امیر کو ذرا بھی جنبش نہ ہوئی اسی طرح کھڑے رہے پاؤں اُنکے زمین میں گڑے رہے بعد ازاں امیر نے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالکے اس زور سے نعرہ کیا کہ اکثر لشکر کفار میں سے لوگوں کے کان کے پردے پھٹ گئے مارے دہشت کے خون جسم سے گھٹ گئے سرکوب نے جانا کہ اسرافیل نے صور پھونکا اور فلک ہفتم زمین پر گر پڑا آسمان کو دیکھنے لگا امیر نے اُسکو معلق زمین سے اُٹھا کر سات مرتبہ ملاگردان کر کے زمین پر دے مارا اور باندھ کر عمرو کے حوالے کیا ایسا عاجز اور ذلیل کر کے اُن کو دیا چونکہ تاریکی آسمان پر دوڑ گئی تھی کوس بازگشت بجا کر امیر مظفر و منصور قلعہ میں گئے اور کفار بھی گریاں و نالاں اپنے خیموں میں داخل ہوئے اللہ کی عنایت سے مسلمانوں کو اسباب سرور و نشاط حاصل ہوئے شب کو شراب و کباب کی محفل مرتب ہوئی امیر نے سرکوب کو طلب کر کے پوچھا کہ میں نے تجھ کو کس طرح زیر کیا اُسنے سر قدم پر رکھ کر کہا کہ یا امیر آپکو دنیا میں کوئی زیر نہ کر سکیگا ننانوے حصہ قوت آپکو خدا نے عطا کی ہے اور ایک حصہ تمام دنیا کو دی ہے ارکان اسلام مجھ کو تلقین کیجیے اب مجھ کو دولت ایمان دیجیے میں نے بت پرستی اور بتوں سے تبرا کیا امیر نے اُسے کلمہ پڑھا کر اپنے گلے سے لگایا اور خلعت مرصع پہنا کر سونے کی کرسی پر بٹھلایا سب لوگوں میں اُسے ممتاز بنایا اور تین شبانہ روز جشن کیا چوتھے دن امیر نے طبل جنگ بجنے کا حکم دیا پھر اپنے لشکر کو کفار کی جنگ پر مستعد اور آمادہ کیا اور چودہ صفیں میدان میں جا کر آراستہ کیں لشکر کفار بھی صف آرا ہوا گویا مقابلہ سکندر و دارا ہوا امیر نے اُسدن پھر للکار کر کہا نعرۂ اللہ اکبر مار کر کہا کہ اے بہمن تو نے سلوک کے عوض مجھ سے بدسلوکی کی اب مرد ہے تو میرے سامنے آ لڑنے سے جی مت چرا بہمن نے ہرمز سے کہا کہ میں ہرگز حمزہ کے سامنے نہ جاؤنگا میں اب اُسکے ہاتھ سے ذلت نہ اُٹھاؤنگا فوج کو حکم دیجیے سب لشکر کو مستعد کیجیے کہ ایک بار حمزہ پر جا گرے بغیر قتل کیے حمزہ کے ہرگز نہ پھرے ہرمز کے اشارہ کرتے ہی تمام فوج نے گھوڑے اُٹھائے امیر بھی صمصام و قمقام کھینچ کر لشکر کفار کے سامنے آئے اور دو دستی تلوار مارنے لگے دو پہر کامل امیر نے

یکہ وتنہا فوج کفار سے تلوار کی خوب ہی داد شجاعت دی ہزار ہا کفار مارے گئے حتی کہ اشقر دریائے خونیں تیرنے لگا سینہ تک دشمنوں کے
لہو میں پیرنے لگا بہمن نے ژوپین سے کہا کہ امیر اسوقت لڑتے لڑتے تھک گئے ہیں اور منہ سے کف جاری اور خود رفتگی طاری ہے اور
شمشیر زنی میں مصروف ہیں مطلق اپنے بدن کی خبر نہیں ہے بیہوشی میں تلوار مار رہے ہیں خود تک سر پر سے ڈھل گیا ہے سررشتۂ اختیار انکے
ہاتھ سے نکلگیا ہے عمرو قارورۂ نفط مار مار کر پشت پر کسی کو آنے نہیں دیتا ہے اگر تو عمرو کو امیر سے جدا کرے تو میں اسوقت امیر کو مار لیتا
ہوں انکا سر انکے بدن سے ابھی اُتار لیتا ہوں ژوپین نے سات سو ہاتھی عمرو پر پلوا دیئے عمرو قارورہ ہائے نفط انکو مارنے لگا بہمن نے
پیچھے جا کر ایک دودستی تلوار اس زور سے امیر کے سر پر ماری کہ چار انگل تلوار امیر کے سر میں در آئی اور اُسی دم یہ کہتا ہوا امیر کے آگے
سے بھاگا کہ یارو میں نے حمزہ کا کام تمام کیا دیکھو تو میں نے کتنا بڑا کام کیا ایسی تلوار لگائی ہے کہ حلق تک پہونچی ہے کیا ہاتھ کی
صفائی ہے امیر کے یاروں نے جو یہ سخن سنا کمال مغموم و پریشان خاطر ہوئے امیر نے دیکھا کہ زخم کاری میں نے کھایا اور غش پر غش
مجھے چلا آتا ہے اشقر سے زبان جنی میں کہا کہ مجھ کو لشکر سے باہر لیچل جسطرح ہو اس حلقے سے نکل یہ کہکر اشقر کے گلے سے لپٹ گئے
اشقر امیر کو وہاں سے لیچلا جو کوئی آگے آیا اُسکو دانت سے اور پیچھے آنے والونکو لاتوں سے مارتا ہوا لشکر سے نکل کر جنگل کیطرف
قدم زن ہوا کئی کوس نکل کے ایک دریا دیکھا اشقر از بسکہ پیاسا تھا دریا سے پانی پی کر جو نکلا امیر لب دریا پانی میں گر پڑے پانی خون سے
لال ہوگیا اشقر امیر کو کھینچکر کنارے پرے آیا انکو غرق ہونے سے بچایا اتفاقاً سیہ شیر نامے شبان اپنی بکریوں کے گلے کو پانی
پلانے اسطرف لایا اُسکو یہ طرفہ ماجرا نظر آیا کہ پانی دریا کا لال ہو رہا ہے اور ایک شخص زخمی لب دریا پڑا ہے گھوڑا اُسکا پہلو میں
لیٹا ہوا دانتوں سے اُسکو کھینچتا ہے کمال قوت سے اپنی طرف کھینچتا ہے چاہتا ہے کہ اپنی پیٹھ پر سوار کرے مگر وہ جوان بیہوش ہے زخم
کی شدت سے مدہوش ہے سیہ شیر نے یہ ماجرا دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ شخص مقرر کسی ملک کا بادشاہ ہے اسکی شان سے معلوم ہوتا
ہے کہ صاحب شوکت و جاہ ہے لڑائی میں کہیں زخمی ہوا ہے گھوڑا اُسکو یہاں لے آیا ہے دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا ہے اگر میں
اسکی خدمت کرونگا اور راحت دونگا تو صحت کے بعد انعام پاؤنگا اُسکے عوض میں بہت فائدہ اُٹھاؤنگا یہ سوچکر امیر کے پاس آیا
اور بہزار خرابی بصرہ امیر کو گھوڑے کی پیٹھ پر لادا اور ایک رسی سے امیر کو زین سے باندھکر اپنے گھر لیگیا اُنکے لیجانے میں اپنی
بہتری سوچکر لیگیا اُسکی ماں نے کہا کہ بیٹا تو یہ کسکو لایا ہے یہ کیسا شخص تیرے ساتھ آیا ہے اُسنے سب کیفیت اپنی ماں سے بیان کی
اور امیر کے حال سے بالکل اطلاع دی اور کہا کہ اگر یہ اچھا ہوگا تو یقیناً میرے ساتھ بہت سلوک کریگا اور اگر مریگا تو گھوڑا اور
سلاح اُسکا میرے ہاتھ آویگا بہرکیف اسکے رہنے سے کچھ میرا نقصان نہ ہو جاویگا یہ کہکر ہتھیار امیر کے بدن سے کھولے اور
ایک پٹی زخم پر باندھی اشقر سرہانے کھڑا ہوا دیکھتا تھا ایک قدم امیر کے پاس سے سرکتا نہ تھا اگر سیہ شیر اُسکو باہر لیجانیکو
چاہتا تو گھوڑا اُسپر آنکھیں نکالتا تھا سیہ شیر ڈر کے مارے جدا ہو جاتا تھا پھر اُسکے پاس نہ آتا تھا المختصر ساتویں دن امیر نے
آنکھیں کھولیں دیکھا کہ اشقر اور ایک شخص غیر میرے سرہانے کھڑا ہے امیر نے سیہ شیر سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ کس کا مکان
ہے اسکا کیا نام ہے اور یہ کون جوان ہے وہ بولا کہ سیہ شیر میرا نام ہے چوپانی کرتا ہوں جنگل میں جانوروں کی نگہبانی کرتا ہوں

آپ کو دریا کے کنارے پڑے ہوئے دیکھ کر ترس آیا اسلیے اپنے گھر میں اُٹھا لایا خدا آپکو اچھا کر دے تو میرے بھی دن پھریں آپ کی بدولت کچھ رتبہ پاؤں تھوڑے دن لطف زندگی اُٹھاؤں امیر نے فرمایا کہ گھوڑے پر سے زین اُتارے اور اشقر سے کہا کہ تو اس نواح کے سبزہ زار میں جا کر چرائی کر اور سیہ شیر سے ارشاد کیا کہ تو نے جو محنت کی ہے اکارت نہ جائیگی یہ خدمت تیری تجھ کو بہت نفع دکھائے گی میں اچھا ہو جاؤنگا تو بہت تجھ کو خوش کرونگا خاطر جمع رکھ تجھ کو بہت کچھ دونگا ایک بکری اپنے گلے سے لاکہ میں اُسکو ذبح کروں موافق حکم خدا کے اُسکو حلال کروں تو اُسکا شوربا میرے واسطے پکا لا ایک بکری کے عوض دو چند دونگا یہ نہ سمجھ کہ میں مفت میں لونگا سیہ شیر نے بکری امیر سے ذبح کروا کے شوربا اُسکا پکایا اور امیر کو کھلایا دوسرے دن ایک اور بکری کا شوربا تیار کرا کے امیر کو دیا تیسرے دن بھی ایسا ہی کیا چوتھے دن اپنی ماں سے پوچھنے لگا کہ یہ زخمی تین دن میں تین بکریوں کا شوربا پی چکا آج چوتھا دن ہے اب تو کیا کہتی ہے آج بھی اسکو کھلاؤں یا ٹال جاؤں ماں اُسکی امیر کے پاس آئی اور پوچھنے لگی کہ اے شخص تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے امیر نے فرمایا میرا نام **سعد شامی** ہے اور میں **حمزہ** کا چچیرا بھائی ہوں تو میری خدمت کر میں بہت تیرے ساتھ سلوک کرونگا تیری خدمتگزاری نہ بھولونگا اور میرے اچھے ہونے تک ایک بکری کا شوربا روز مجھ کو دیا کر تیری ایک ایک بکری کے عوض دس دس بکری دونگا سوائے اسکے اور بھی سلوک کرونگا اس پیرزال نے حمزہ کا نام سنکر کہا کہ صدقے گئی بکریاں بھی میری حاضر ہیں اور میں بھی خدمت کرنیکو موجود ہوں میں تمہاری غمخواری اور تیمارداری سے بجان و دل خوشنود ہوں ہر روز ایک بکری کا شوربا امیر کو پلانے لگی اور غذا حسب لخواہ کھلانے لگی اب امیر کے لشکر کا حال سنیے **عمرو** نے جو امیر کو لشکر میں نہ دیکھا تمام گنج شہیداں میں ڈھونڈھ کر لشکر سے باہر نکلا نہایت پریشان و مضطر نکلا اثناء راہ میں خون جو امیر کے سر سے ٹپکتا گیا تھا اُسی نشان پر دریا کے کنارے پہونچا دیکھا کہ پانی دریا کا سرخ ہے سمجھا کہ گھوڑا امیر کو یہاں لے آیا ہے اس دریا تک پہونچا یا ہے اور پانی اُسکے لہو سے لال ہو گیا ہے لگا ادھر اُدھر ڈھونڈھنے ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے اشقر تک پہونچا **اشقر عمرو** کو **سیہ شیر** کے مکان پر لے آیا اُنکے رہنے کا مکان **عمرو** کو دکھایا **عمرو** امیر کو دیکھ کر قدمبوس ہوا اور جب اُنکا زخم سر دیکھا تو **عمرو** کو بہت افسوس ہوا مگر اُنکے سلامت رہنے پر سجدہ شکر بجا لا کر کہا کہ یا امیر آپ لشکر میں چلیے کہ تمام لشکر اور ملکہ مہر نگار آپکے واسطے گریاں ہیں نہایت بیقرار اور آنکھوں سے اشک فشاں ہیں امیر نے فرمایا کہ خواجہ تم جا کر سب کو اس جگہ لے آؤ اُن سب کو میرے پاس پہونچاؤ **عمرو** نے فی الفور لشکر میں آکر امیر کی سلامتی کی مبارکباد دی اور اُن کے محفوظ رہنے کی اطلاع کی اور ملکہ مہر نگار کو مع لشکر امیر کے پاس لے آیا تمام وابستگان امیر کو وہاں پہونچایا ہر ایک یار امیر کے قدمبوس ہوا اور ملکہ مہر نگار گلے سے لپٹ کر زار زار رونے لگی اُنکا حال دیکھ کر بے اختیار رونے لگی امیر نے ہر ایک کو تسلی دیکر فرمایا کہ اس چوپان نے میری بڑی خدمت کی ہے مجھ کو اپنے گھر میں رکھ کر بڑی راحت دی ہے ہر ایک حوصلے کے موافق اس سے سلوک کرو جس سے جو ہو سکے اسکو دو جتنے سردار تھے سبھوں نے اپنی اپنی حیثیت کے لائق چوپان سے سلوک کیا اور ملکہ مہر نگار نے بھی امیر سے بہت ساز و جواہر و خلعت چوپان کو اور اُسکی ماں کو دلوایا کہ وہ اسباب اُسکے

گھر میں نہ سمایا اور امیر نے حساب کرکے ایک ایک بکری کے بدلے دس دس بکریاں اسکو منگوادیں اور فرمایا کہ تو میرا دینی بھائی ہے چوپان امیر کبیر ہو گیا اور خوش گذران کرنے لگا ہر گاہ امیر کے سر کا زخم اچھا ہوا امیر وہاں سے کوچ کرکے جنگاہ میں آئے پھر اپنا لشکر واسطے مقابلے کے لائے اور طبل جنگ بجنے کا حکم دیا فوج کفار نے بھی اپنی صفیں قائم کیں امیر نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ فوج کفار کو اپنے حلقے میں لیکر چار طرف سے اُنپر ٹوٹ پڑو کہ یہ نامرد بھاگنے نہ پائیں تمھارے ہاتھ سے سلامت نہ جائیں عمرو بن حمزہ نے کہا کہ بہمن جانے اور میں جانوں لندھور بولا کہ زوپین کا مقابلہ مجھ سے متعلق ہے الغرض لشکر اسلام کفار پر اس طرح سے گرا جیسے شیر بکریوں کے گلے پر دو پہر کے عرصے میں بیشمار کفار جہنم واصل ہوئے آخر جسنے جس طرف سُبیتا پایا سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا مگر مسلمانوں نے اُنکا پیچھا نہ چھوڑا اُن کے قتل کرنے سے منھ نہ موڑا ایک منزل تک مارتے چلے گئے جز دی لوگ فوج کفار میں سے بھاگ کر بچے اتفاقاً بہمن امیر زادے کیطرف سے جو بھاگا امیر زادہ نے اُسکا تعاقب کیا تھوڑی دور پر جاکے بہمن بخیال اسکے کہ یہ میرا مقابلہ کب کر سکیگا عمرو بن حمزہ پر پھرا امیر زادے نے ایک ہاتھ تلوار کا سو تواں اُسپر لگایا اُسنے خالی دیا گھوڑا اُسکا مارا گیا بہمن نے خنگ اسحاق کو پے کیا امیر زادہ بھی پیادہ ہوا اُسکے مقابلہ پر آمادہ ہوا اور پینترا بدلکر ایسا ہاتھ سو تواں لگایا کہ بہمن دو ٹکڑے ہو کے زمین پر گر پڑا اُسنے بھاگنے کا بھی موقع نہ پایا عمرو بن حمزہ اُسکا سر کاٹ کر امیر کے سامنے لے آیا اپنی شجاعت کا جوہر اُنکو دکھایا اور خنگ اسحاق کے پے ہونیکا حال التماس کیا امیر نے خنگ اسحاق اور بہمن کیواسطے تاسف کرکے فرمایا کہ ایسا گھوڑا اور ایسا پہلوان کم میسر ہوتا ہے ایسی چیزیں کمیاب کوئی کہاں پاتا ہے بعد ازاں جتنے سردار تھے اُنھوں نے بھی سرداران کفار کے سر امیر کے قدموں پر لاکر رکھدیے ہزاروں جسم کفار کے بے سر کیے امیر کوس ظفر بجاتے ہوے اپنے مقام پر آئے لشکر اسلام نے اس فتحیابی پر شادیانے بجائے جسوقت امیر بہمن کے ہاتھ سے زخمی ہوے تھے قضا کار اُسوقت ایک پریزاد کا گذر اسطرف سے ہوا تھا اُسنے یہ کیفیت ملکہ آسمان پری سے جاکر کہی امیر کے مجروح ہونے اور اذیت اُٹھانیکی اسکو اطلاع دی ملکہ آسمان پری دست پاچہ ہو کر قریشہ اور پریزادوں اور خواجہ عبدالرحمٰن جنی کو لیکر مع فوج جرار دیوان وجنات قاف سے روانہ ہوئی اسلیے کہ اُنکو اپنی آنکھ سے دیکھ آئے جو لازمۂ غمخواری ہے اُسکو بجا لائے ہر گاہ متصل پہونچی دو کوس کے فاصلے پر خیمہ زن ہو کر عبدالرحمٰن کو امیر کے پاس بھیجا خواجہ جو نہیں آکر قدمبوس ہوا امیر بہت متعجب ہوے کہ خواجہ کوہ قاف سے کیونکر آیا یہاں میرا حال کس نے پہونچایا اُس سے ملکہ اور قریشہ کی خیر و عافیت پوچھی اُسکے آنیکی وجہ اور کیفیت پوچھی خواجہ نے کہا کہ ملکہ و قریشہ مع فوج جرار یہاں سے دو کوس کے فاصلہ پر پڑی ہوئی ہیں ایک پریزاد نے آپکے زخمی ہونے کا حال ملکہ سے جاکر کہا تھا ملکہ اُسیدم اسطرف کو روانہ ہوئیں تمھارا حال سنکر کمال اضطراب سے یہاں آئی ہیں امیر سوار ہو کر مع سرداران و پہلوانان بڑے تزک سے ملکہ کے پاس گئے اور آسمان پری کو گلے سے لگایا اور قریشہ کی پیشانی کا بوسہ لے کے گود میں بٹھا کر بہت سا پیار فرمایا پریاں امیر کی سواری کی شان و شوکت دیکھ کر دنگ ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ یہی سبب تھا جو امیر بروقت قاف پر پریشان خاطر رہتے تھے اور قاف سے

دنیا میں آنیکے لیے ہمیشہ کہتے تھے امیر سے استدعا کی کہ آپ کے یاروں اور رفیقوں نکو تو دیکھا اگر ملکہ مہر نگار کے دیکھنے کے ہم بہت شائق ہیں بغیر دیکھے ہوئے ہم اُنکے عاشق ہیں امیر نے فرمایا کہ جسطرح تم ملکہ مہر نگار کے دیکھنے کی مشتاق ہو اُسیطرح سے میرے یار تمھارے طالب دیدار ہیں کمال منت و شوق سے اس باتکے خواستگار ہیں پس تم پردہ حجاب کا اُنکے سامنے سے اُٹھا دو یا سرمۂ سلیمانی اُنکی آنکھوں میں لگا دو کہ وہ تمکو دیکھ کے مسرور ہوں آنکھیں اُنکی تمھارے جمال بیمثال سے پُر نور ہوں پریزادوں نے کہا کہ یا امیر ایسا ہو تمھارے رفیق ہمکو دیکھ کر پاؤں پھیلائیں دست درازی کرنی شروع کریں خیال فاسد اپنے دلمیں لائیں امیر نے فرمایا کیا مقدور ہے تم اس باتسے خاطر جمع رکھو ایسے تردد اور اندیشہ کو اپنے دلمیں جگہ نہ دو پریوں نے پردہ حجاب کا اپنے منھ سے اُٹھا لیا اپنے دیدار سے انھیں محظوظ کیا پہلوانوں نے جو اُنکو دیکھا ہر ایک کو سکتہ سا ہو گیا جب حواس درست ہوئے امیر کا شکر ادا کرنے لگے کہ آپکی بدولت ہم خاکیوں نے ناریوں نکو دیکھا ورنہ ہم لوگ یہ دولت دیدار پریوں کی کیونکر پا سکتے اور کوہ قاف میں ہم کس طرح جا سکتے امیر مع ملکہ آسمان پری و قریشہ و پریزادان ہمراہی سوار ہو کر مہر نگار کے محل میں داخل ہوئے سب کو بایکدیگر اسباب عیش و نشاط حاصل ہوئے اول تو مہر نگار ملکہ سے بغلگیر ہوئی اور قریشہ کے لب و جبین پر بوسے دیے بعد ازاں سب پریوں سے ملاقات کر کے شرط مہمانداری بجا لائی بہت مروت و خاطر داری سے پیش آئی تین شبانہ روز تک ملکہ آسمان پری مع ہمراہیان جشن میں مصروف رہے اور سب کارخانے موقوف رہے چوتھے دن تحائف و سوغات قاف سے جو اپنے ساتھ لائی تھی مہر نگار کو دیکر رخصت ہوئی بعد جانے ملکہ آسمان پری کے امیر نے یاروں سے سر دربار پوچھا کہ معلوم نہیں کہ یہ کفار کدھر کو گئے عمرو نے عرض کی کہ سننے میں آیا ہے کشمیر کیطرف گئے ہیں اور جعفر نامے حاکم کشمیر سے پناہ لی ہے اُسنے اُن کافروں کی حمایت کی ہے عمرو بن حمزہ بول اُٹھا کہ مجھکو اگر حکم ہووے تو میں کشمیر جا کر اُنکا قلع قمع کروں اللہ کی عنایت سے ایک کافر کو زندہ نہ چھوڑوں امیر نے فرمایا بہتر ہے امیر زادہ عمرو معدیکرب و فرہاد بن لندھور و استفتانوش وغیرہ سات پہلوانوں کو اُنکی فوج سمیت ساتھ لیکر کشمیر کیطرف روانہ ہوا ہر گاہ امیر زادہ کشمیر میں داخل ہوا کفار دہشت سے قلعہ بند ہوئے امیر زادہ نے چاروں طرف سے قلعہ کو گھیر لیا اپنے لشکر سے خوب محاصرہ کیا اتفاقاً ایک دن جنگل کیطرف سے ایک گورخر لشکر اسلام میں آیا اور بہتوں کو دندان و پاسے زخمی کیا کسیکو لاتیں ماریں کسیکو کاٹ کھایا یہ خبر امیر زادے کو پہونچی امیر زادے نے سوار ہو کر اُسکا تعاقب کیا اُسکے پکڑنے کے لیے اُسکا پیچھا کیا گورخر جب پہاڑ کے متصل پہونچا دوڑ کے پہاڑ پر چڑھ گیا امیر زادہ بھی پہاڑ پر گیا دیکھے تو گورخر نہیں ہے اِدھر اُدھر پہاڑ میں ڈھونڈھنے لگا حتی کہ شام ہو گئی اور وہ نظر نہ آیا کہیں سے نشان اُسکا نہ پایا امیر زادہ ایک درخت کے نیچے اُتر پڑا اور شکار کر کے کباب لگا کھایا اُسی درخت کے نیچے سو رہا جب فجر ہوئی پھر وہ گورخر نمودار ہوا پھر وہ روز اول کیطرح اس پہاڑ میں آشکار ہوا امیر زادہ اُسکی گرفتاری کے درپے ہوا ہر گاہ آفتاب عالمتاب نصف النہار پر پہونچا پھر وہ گورخر نظروں سے غائب ہو گیا ہر چند امیر زادے نے ڈھونڈھا لیکن نہ پایا ہر چند تلاش کیا کہیں دیکھنے میں نہ آیا ناچار وہاں سے معاودت کی اثنائے راہ میں ایک شہر آباد نظر آیا آبادی اور فضا اُسکی اُنکو بہت بھائی لوگوں سے اس شہر کا نام پوچھا اُنھوں نے کہا کہ اسکو فرخار کہتے ہیں

رشک فرمائے بہشت گلزار کہتے ہیں اور گلچہرہ نام زرہ بین کی بہن یہاں رہتی ہے تمام خلق اُسکو اپنا بادشاہ کہتی ہے ناگاہ اُسنے بھی جھروکوں سے امیرزادیکو دیکھا دیکھتے ہی خود رفتہ ہوگئی عاشق و آشفتہ ہوگئی محلی کو بھیجا کہ اس جوان کو بلا لا جس طرح سے ہوسکے اُسکو اپنے ساتھ لیکر آ خواجہ سرا نے امیرزادیکو مجرا کیا اور کہا کہ آپکو غلام کی بی بی بلاتی ہے تمہارے اشتیاق ملاقات میں بیچین ہوئی جاتی ہے امیرزادے نے انکار کیا اُسکو جواب صاف دیا خواجہ سرا دوبارہ آیا پھر وہی پیغام لایا اور زمین ادب چوم کے لجاجت کرنے لگا کہ حضور بات کی بات کیواسطے قدم رنجہ فرمائیں ایکدم بھر کیواسطے اُسکے پاس تشریف لیجائیں آخر کہہ سنکر امیرزادہ کو لیگیا گلچہرہ نے بہت سی امیرزادیکی خاطرداری کی اور پوچھا کہ آپکا نام کیا ہے اور کس ملک سے تشریف لائے ہیں یہاں کس کام کیواسطے آئے ہیں امیرزادہ بولا کہ عمرو بن حمزہ میرا نام ہے میرے باپ کی ناموری زبان زد خاص و عام ہے وہ بولی کہ مدت سے تمہارے اشتیاق میں شب و روز گریاں و نالاں و جویاں رہتی تھی آپ کے شوق ملاقات میں ہزاروں طرح کے رنج و الم سہتی تھی سو آج خدا نے گھر بیٹھے مراد دی میری تمنا پوری کی یہ کہکر خاصہ طلب کیا دسترخوان بچھانیکا حکم دیا آپ بھی کھایا اور امیرزادیکو بھی کھلایا بعد ازاں دور ساغر گلنار ہوا امیرزادہ نشہ میں سرشار ہوا اور وہ خود بھی بدمست ہوئی طالب مباشرت ہوئی امیرزادے نے کہا تمھاری ایک بہن میرے پاس ہے میں تم سے ملوث نہیں ہونگا ایسی حرکت خلاف شرع ہرگز نہ کرونگا اُسنے مبالغہ کیا ناچار امیرزادے نے کہا اچھا پہلوان میرے قلعہ کشمیر کو محاصرہ کیے ہوئے ہیں میں اُنکو بلا کر پوچھوں دیکھوں اس امر میں اُنکی کیا رائے ہے اگر وہ رضا دینگے تو میں تجھ سے ہمبستر ہونگا تیری ملاقات سے بہرہ ور ہونگا گلچہرہ خانہ خراب نے اُسیوقت قاصد بھیجکر اُن کو بلوایا اور یہ سخن سنایا قضائے کار اسی شہر میں ایک بوڑھا فرخار سر شبان نامے رہتا تھا اُسکو ہر شخص پیر مغاں کہتا تھا اُسنے سنا کہ حمزہ کا بیٹا آیا ہے کسی تقریب سے اتفاقاً یہاں تشریف لایا ہے اپنے دونوں بیٹوں سے بلا کر کہا زرہ بین کی بہن کے ساتھ شراب پی رہا ہے جاکر اُسے پکڑ لاؤ اور زندہ نہ لا سکو تو سر اُسکا کاٹ لاؤ بہر کیف اس مقدمہ میں اپنی دلاوری دکھلاؤ دونوں بیٹے اُسکے کہ ایک کا نام مہر دار سر شبان تھا اور دوسرے کو دینار سر شبان کہتے تھے لٹھ ہاتھ میں لیکر زرہ بین کی بہن کے گھر میں گئے اور عمرو بن حمزہ سے کہنے لگے کہ اے جوان تیرا مقدور ہے کہ ہماری سرحد میں آکر شکار کرے ہمارے ملک میں آکر اپنی شجاعت آشکار کرے امیرزادے نے کچھ جواب نہ دیا ہرگز اس سے کچھ کلام نہ کیا ایک نے اُن دونوں میں سے امیرزادیکو لٹھ مارا امیرزادے نے لٹھ پکڑ کر جو گھسیٹا تو وہ منھ کے بل آرہا اوپر سے ایک سیلی اس زور سے اُسکی گردن پر ماری کہ وہ زمین پر لیٹ گیا پھر مقابلے کی طاقت نہ رہی ہرگز حملہ کرنے کی قدرت نہ رہی دوسرے بھائی نے بھی لٹھ چلایا اُسکا بھی یہی حال ہوا جب غش سے افاقہ ہوا دونوں نے جاکر سرگذشت اپنی اپنے باپ سے کہی فرخار سر شبان انکی تقریر سنکر ہنس دیا کہ مجھے کام حمزہ سے ہے اُسکے بیٹے سے کیا کام ہے مگر حمزہ پر تسلط پاؤں یہ میرا محض خیال خام ہے دوسرے دن معدیکرب وغیرہ امیرزادے کے پاس حاضر ہوئے گلچہرہ تعظیم و تکریم سے پیش آئی سب نے اُسکی ملاقات سے بڑی کیفیت اٹھائی اور بتکلف اُنکی ضیافت اور اپنا تعشق امیرزادے سے ظاہر کیا اپنے ما فی الضمیر سے اُنکو ماہر کیا معدیکرب نے امیرزادے سے کہا کہ کیوں اس بیچاری کو

بن موت مارے ڈالتا ہے اپنے عاشق کو کوئی بھی ایسا ستاتا ہے ایسے کنوئیں میں جھنکاتا ہے امیرزادہ یہ جملہ سنکر ہنسا اور بولا کہ اے
معدیکرب جو کام نہیں کرنیکا ہے اُسے کیونکر کروں گمراہی کی راہ میں قدم دھروں معدیکرب نے کہا کہ کرنا نہ کرنا تیرے اختیار ہے
مجھکو اسکی زار نالی پر ترس آیا اُسکا اضطراب دیکھ کر میں نے افسوس کیا اسواسطے میں نے تجھ کو کہا الغرض شب کو جو امیرزادہ نشہ شراب
سے بیہوش ہوگیا گلچہرہ بدمست ہوکر امیرزادے سے لپٹ گئی کثرت شوق سے بے اختیار ہوکر چمٹ گئی امیرزادے نے کہا کہ او بیحیا یہ
کیا بیحیائی ہے یہ کیا بات بیشرمی کی تیرے دلمیں سمائی ہے مجھ سے ایسا فعل بد نہوگا اور ایک نے بھول بھی اختلاط ماری گلچہرہ اپنے عیش سے
مایوس ہوئی دلمیں سوچی کہ یہ میری بہن پر عاشق ہے اور میں اسکی آتش محبت میں جلتی ہوں رات دن اس حسرت میں کف افسوس ملتی
ہوں اس سے یہی بہتر ہے کہ بقول شخصے نہ تمکو نہ ہمکو ہے جو لے میں جھونکو دفعۃً واحدۃً تلوار کھینچکر ایک ہاتھ جو امیرزادے کی گردن پر
لگایا سر امیرزادے کا تن سے جدا ہوگیا دیکھا کہ پہلوان امیرزادے کے مجھکو مار ڈالینگے شور و غل مچانے لگی چلا چلا کے لوگونکو سنانے لگی کہ
ہائے ہائے امیرزادیکو کون بیری مار گیا یار دوڑے امیرزادیکو موا دیکھ کر گریبان چاک بر سرِ خاک ہوئے اُسکے قتل ہونے سے بہت
غمناک ہوئے عادی نے کہا یہاں غیر تو کوئی آیا ہی نہیں کسی دشمن نے یہاں دخل پایا ہی نہیں کہ امیرزادیکو مار گیا ہنوز ہوا اسی خانہ خراب
نے کام دل حاصل نہ ہونے سے غیظ میں آکر نشہ کی جھونک میں مارا ہے اسی بدذات کا یہ فساد سارا ہے دوسرے یاروں نے
معدیکرب کی رائے کیساتھ اتفاق کیا اور اُس قحبہ کی مشکیں باندھ کر پوچھا کہ تو نے امیرزادیکو کیوں مارا بولی کہ غلبۂ عشق
سے برداشت نہ ہوئی مجبور ایسی خطا کر بیٹھی اب جو تم چاہو سو مجھکو سزا دو اُنکے عوض میں مجھکو بھی قتل کردو یاروں نے بایکدیگر کہا کہ
عورت پر ہاتھ اُٹھانا مرد کو لازم نہیں ہے اسے ماریں تو کیونکر ماریں اس مقدمہ میں سخت حیران ہیں نہایت متردد اور پریشان ہیں ناگاہ
امیر نے خواب میں دیکھا کہ عمرو خون کے دریا میں تڑپ رہا ہے گھبرا کے چونک پڑے اور عمرو سے خواب کو دہرایا عمرو اسی دم وہاں سے
کشمیر کیطرف چلا بارگاہ کشمیر میں پہونچا معلوم ہوا کہ امیرزادہ شہر فرخار میں ژوبین کے گھر میں اُسکی بہن کے پاس ہے فی الفور وہاں سے
ہوا ہوکر اُس ناکارہ کے محل میں پہونچا معدیکرب وغیرہ اُسکے قدموں پر گرے اور شرح حال اُس سے بیان کیا عمرو خاک اُڑاتا
سر پیٹتا وہاں سے امیر کے پاس آیا اور کہا شاہزادہ فرخار ژوبین کے گھر میں ہے مگر زخمی ہے اور آپکو بہت جلد بلایا ہے تابعدار
آپکے لینے کو آیا ہے امیر فی الفور اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے وہاں جانے پر تیار ہوئے اور فرخار میں جا پہونچے عمرو نے اپنے دلمیں
کہا کہ اگر یکایک امیر پر مرنا امیرزادے کا ظاہر ہوا تو خدا جانے امیر کا کیا حال ہوگا آپکو حد سے زیادہ ملال ہوگا اس سے کچھ کھلا
پلا کر لیچلنا چاہیے عمرو نے امیر سے کہا کہ تھوڑی دیر کسی باغ میں توقف کیجیے ذرا طبیعت کو آرام دیجیے پھر گلچہرہ کے مکان پر تشریف
لیچلیے امیر عمرو کے کہنے سے ایک باغ میں جا اُترے اُس باغ میں ایک گلہ بکریوں کا چرتا تھا عمرو ایک بکری کو ذبح کرکے کباب لگانے لگا
اسی حیلے سے امیر کی طبیعت کو بہلانے لگا گلہ بان نے جو باغ کے اندر دھواں اُٹھتے دیکھا دوڑ کر امیر و عمرو کے سر پر پہونچا اس
کیفیت کو دیکھ کر حیران و متردد باغمیں جلد تر پہونچا دیکھا دو جوان سرکاری بکریوں کا کباب بھون رہے ہیں جلد دوڑ کر فرخار شاہ
کو کہ وہ باغ و گلہ اُسی کا تھا خبر کی اُسکو جاکر اطلاع دی کہ دو شخص باغ میں کسی طرف سے وارد ہوئے ہیں سرکاری بکریوں کو

ذبح کرکے کباب بھون رہے ہیں عجب طرح کا اُنکا حال ہے گویا اُنھیں کا مال ہے فرخار سر شبان یہ سنتے ہی وہاں سے ہرن ہوا باغ میں آکر دیکھا تو واقعی دو شخص بیٹھے ہوئے کباب بھون بھون کر کھا رہے ہیں بے تکلف مزا اڑا رہے ہیں بیٹوں کو حکم دیا کہ ان وحشیوں کو پکڑ لاؤ جلد اُنکے گرفتار کرنیکو جاؤ اُن دونوں نے امیر کے سر پر پہونچکر لٹھ مارے امیر نے بیٹھے بیٹھے لٹھ اُنکے چھین کر ایسا زمین پر دے پٹکا کہ بیہوش ہو گئے ہوش و حواس اُنکے کھو گئے فرخار آتش غضب سے جل بھنکر کباب ہو گیا فی الفور سات سو منی گرز لیکر امیر پر دوڑا اور کہنے لگا کہ اے وحشیو معلوم ہوا کہ تم دونونکی قضا یہاں لے آئی ہے تب تو ملک الموت کی بکری ذبح کرکے کھائی ہے یہ کہکر امیر پر گرز مارا امیر نے گرز کو پکڑ لیا اُسکا حربہ اپنے اوپر آنے نہ دیا ہر چند اُسنے زور کیا چھڑا نہ سکا گرز کو اُنکے ہاتھ سے پا نہ سکا ناچار گرز کو چھوڑکر امیر کا کمر بند پکڑ کے زور کرنے لگا امیر نے بیٹھے بیٹھے فرخار کو اٹھا کر سر گردان کرکے زمین پر دے پٹکا کہ بدن اُسکا اُس صدمے سے چور ہو گیا پھر حملہ کرنیکی تاب نہ رہی مجبور ہو گیا تب تو فرخار نے پوچھا اے مرد تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے سچ بتا کہ تیرا کہاں مقام ہے فرمایا کہ حمزہ بن عبد المطلب لوگ مجھکو کہتے ہیں سب آدمی تابع فرمان رہتے ہیں فرخار بولا کہ سوائے حمزہ کے اور کسکی طاقت ہے کہ میری پیٹھ زمین کو لگا دے میرے مقابلے میں آوے امیر نے اسکو مسلمان کیا اپنی مہربانی سے ممنون احسان کیا چاہتا تھا کہ امیرزادیکے مرنیکی خبر سنا دے ذکر عمرو کے مارے جانیکا زبان پر لائے عمرو نے اشارے سے منع کیا امیر وہاں سے اٹھکر آگے کو چلے فرخار بھی اپنے دونوں بیٹوں سمیت امیر کے ہمرکاب ہوا جب شہر کے اندر گیا یاروں نے امیر کو دیکھا واویلا وامصیبتا کرنا شروع کیا امیر نے پوچھا خیر تو ہے یہ اتنی گریہ و زاری کیواسطے ہے عرض کی امیرزادہ ژوبین کی بہن کے ہاتھ سے مارا گیا فرمایا کہ اُسکو اُس مغفور کی ماں کے پاس لیجاؤ اور اُس قحبہ کو بھی اُنکے پاس پہونچاؤ اور کہدو کہ اسی نے تمہارے بیٹے کو مارا ہے عمرو نے گلچہرہ کو لا کے امیرزادیکی ماں کے حوالے کیا اور کہا کہ آپکے فرزند جگر بند کی قاتل یہی ہے وہ یہ سخن سنتے ہی ہائے پسر کہکے مر گئی یہ خبر آتے ہی اپنی جان سے گذر گئی امیر کو دونا غم و الم پیدا ہوا چالیس دن تک بیٹے کا ماتم کیا اور امیرزادیکی لاش کو مع گلچہرہ کاؤس حصار میں سعدان کے پاس بھیجا اُسنے اپنی بہن کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا عمرو بن حمزہ کے خون کا یوں انتقام لیا امیر نے فرمایا کہ اس جائے منحوس کو ویران کرنا چاہیے کہ یہاں بیٹا میرا مارا گیا اسکو ضرور خراب کرونگا اس مکان کو ہرگز رہنے نہ دونگا یہ کہکر گرز سے دروازے کو پاش پاش کیا اور قلعہ میں گھسکر قتل عام شروع کیا ہرمز تو چور دروازے سے بھاگ کر مدائن کیطرف روانہ ہوا اور ہمراہیان ہرمز اکثر امیر کے ہاتھ سے مارے گئے اور بعضے مسلمان ہوئے آخر کشمیریوں پر امیر نے تیغ سنبھالی سب کے قتل کرنیکو تلوار نکالی حاکم نے وہاں کے امیر سے پناہ مانگی امیر نے اُسکو امان دی رحمدلی سے اُسکی جان بخشی کی اور کاؤس حصار کیطرف راہی ہوئے

پہونچنا ہرمز کا مدائن میں اور فریاد کرنا حال گرفتاری نوشیرواں کا اور جانا امیر کا نوشیرواں کی رہائی کیواسطے

راوی لکھتا ہے کہ جب ہرمز قلعہ کشمیر سے بھاگ کر مدائن میں گیا معلوم ہوا کہ شداد حبشی نوشیرواں کو پکڑ کے لیگیا ہے

اُسکو اپنے پاس قید کیا ہے بزرجمہر سے جو تدبیر پوچھی بزرجمہر نے کہا کہ بے حمزہ کے گئے مخلصی نوشیرواں کی غیر ممکن ہے ہرمز نے کہا کہ حمزہ کا ہمکو جا دیگا وہ ہمارے کہنے سے اپنی محنت و مشقت کیوں اُٹھاویگا بزرجمہر نے کہا کہ اگر تم اپنی ماں سے خط لکھوا کر بھیجو تو حمزہ شرما کر خواہ مخواہ نوشیرواں کو اُس موذی کے پنجے سے نجات دیگا اُن کے لکھنے پر ضرور عمل کریگا ہرمز نے اپنی ماں سے جا کر کہا بزرجمہر اسطرح کہتے ہیں آپکی ہمیں کیا رائے ہے اُنکا مشورہ بجا ہے یا بیجا ہے ملکہ مہر انگیز بانو نے خط حمزہ کو لکھا کہ اے فرزند دلبند شداد حبشی نے نوشیرواں کو واقعی مدت سے قید کر رکھا ہے اور ہر روز ایک نئی ایذا دیتا ہے معلوم نہیں کہ وہ مردود نوشیرواں سے کس دشمنی کا انتقام لیتا ہے پس حیف ہے کہ تمہارے ہوتے غیر شخص نوشیرواں کو تکلیف دے ایسے بادشاہ جمجاہ کو اسطرح سے ذلیل کرے امیر نے خط پڑھ کر فرمایا کہ ہر چند نوشیرواں نے سوائے بدی کے کچھ میرے ساتھ نہیں کیا مگر میں اُسکے ساتھ نیکی ہی کیے جاؤنگا اُسکو اس قید سے ضرور چھڑاؤنگا اگر وہ اپنی بدی سے ہاتھ نہیں اُٹھاتا تو میں اپنی نیکی سے کاہیکو دستبردار ہوں وہ اگر بدکار ہے تو میں نیکوکار ہوں امیر مقبل کو ساتھ لیکر حبش کیطرف روانہ ہوئے ہر چند عمرو نے منع کیا لیکن نہ مانا اس کام کا کرنا بہت مناسب جانا ہر گاہ حبش میں پہونچے متصل شہر کے ایک باغ میں اُتر کر گھوڑے کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور حصول مقصود میں تامل اور اندیشہ کیا شب کو مقبل سے کہا کہ عیار بنکر شداد کے دربار میں جائیے اور نوشیرواں کو چھڑا لائیے مقبل نے کہا جیسی صلاح دولت ہو ویسا کیجیے جس صورت سے ممکن ہو نوشیرواں کو رہائی دیجیے امیر نے لباس شب روی کا پہنا اور کمند خضر کی قلعہ کے کنگرے پر لٹکا کے اوپر چڑھے اور دیکھا کہ شداد تخت پر سوتا ہے اور شراب و کباب و نقل و میوہ تخت کے نیچے خوانوں میں دھرا ہے اور نوشیرواں تخت کے سامنے ایک پنجرۂ آہنی میں ہے نگہبان جو غرائے اُنکو مانع ہوئے امیر نے اُنکو قتل کیا اور کباب و شراب و میوہ نوش جان فرما کے ایک پرچہ کاغذ پر لکھا کہ میں آیا اور کباب و شراب و میوہ کھا کر نوشیرواں کو چھڑا لیگیا تمہاری قید سے اپنے شفیق مہربان کو چھڑا لے گیا اور اُس کاغذ کو شداد کے پہلو میں رکھ کر نوشیرواں کو پنجرے سمیت مقبل کے پاس لائے اور فرمایا کہ تم اس سے خبردار رہنا ہر طرح ہوشیار رہنا میں گھوڑے کو ڈھونڈھنے جاتا ہوں کوئی گھوڑا صبا رفتار انکے لیے لاتا ہوں امیر تو گھوڑے کے ڈھونڈھنے کو گئے ادھر شداد جاگا تو دیکھا نوشیرواں پنجرے سمیت غائب ہے اور نگہبان گردن کٹے پڑے ہیں متحیر ہوا کہ یہ کسکا کام ہے ناگاہ نگاہ اُس پرچہ کاغذ پر پڑی اُسکو پڑھ کر آگ بگولا ہو گیا فوراً جا ہزار سوار جرار ہمراہ اپنے لیکر امیر کی تلاش میں نکلا پھرتے پھرتے باغ میں جو گیا دیکھا کہ نوشیرواں کا پنجرہ رکھا ہوا ہے نوشیرواں سے پوچھا کہ حمزہ کہاں ہے نوشیرواں نے کہا کہ مجھکو نہیں معلوم اتنا جانتا ہوں کہ وہ اپنا گھوڑا ڈھونڈھنے کو گیا ہے شداد نوشیرواں کو قید سے مخلصی دیکے امیر کے ڈھونڈھنے کو نکلا اثناء راہ میں مقبل کو دیکھا کہ گھوڑا جلا آتا ہے نہایت بیدھڑک چلا آتا ہے بولا کہ اے چور اب تو مجھ سے کب بچ کے جا سکتا ہے بھلا اب میرے ہاتھ سے اپنی جان بچا سکتا ہے مقبل گھوڑے کو بلا کر کے بھاگا شداد کے سواروں نے سات سو حلقے کمند کے پھینک کر گھوڑے کو مع مقبل اسیر کیا مقبل کو حمزہ سمجھ کر اشقر کے ساتھ مضبوط باندھا مقبل نے کہا کہ میرا نام مقبل ہے

حمزہ میں نہیں ہوں اگر تمھیں یقین نہیں ہے تو میں قسم کھا کر کہوں شداد نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے حمزہ ریگستان میں پھنسا یقیناً پیاس کے مارے مرگیا ہوگا گرمی کی شدت سے بے شبہ جان سے گذر گیا ہوگا اسمیں شام ہوگئی شداد اپنے مکان میں جاکر شراب پی کر سو رہا صبح کو نوشیرواں کو لیکر کاؤس حصار کیطرف روانہ ہوا بدیں خیال کہ حمزہ تو مرگیا ہوگا میں حمزہ کے فرزندوں کو مارکر مہر نگار کو اپنے تصرف میں لاؤں اُسکی صحبت سے مزہ طبیعت کا اُٹھاؤں اُسنے تو ایسا ارادہ فاسد کیا اور امیر داقعی میں بقول شداد راہ بھول کر ریگستان میں جا رہے تھے تنہائی اور دھوپ کی شدت اور پیاس کی تکلیف سے نہایت گھبرا رہے تھے جدھر دیکھتے تھے سوائے ویرانے کے کچھ نظر نہیں آتا تھا اور سایہ کا نام و نشان وہاں نہ تھا جہانتک تا ر نگاہ جاتا تھا شب کو عمرو بن امیہ ضمری نے امیر کو خواب میں سراسیمہ و حیران ریگستان میں پھرتے دیکھا سرگشتہ و پریشان ایک بیابان میں پھرتے دیکھا صبح کو یاروں سے خواب بیان کرکے کہا کہ تم لوگ ہوشیار رہنا ہر طرح سے خبردار رہنا میں امیر کی خبر کو جاتا ہوں اُن کی خیر و عافیت لاتا ہوں یہ کہکر چلتا ہوا اثناء راہ میں لشکر دیکھا معلوم ہوا کہ شداد حبشی نوشیرواں کو لیکر بطمع مہر نگار کاؤس حصار کیطرف جاتا ہے اور حمزہ ریگستان میں سراسیمہ ہے اور غلام اُسکا مع مرکب شداد کی قید میں ہے عمرو یہ خبر بد سنکر اور بھی پریشان ہوا جلد ریگستان میں پہونچا سات شبانہ روز عمرو امیر کو ڈھونڈھا کیا آٹھویں دن ہتھیار امیر کے پڑے پائے وہاں اُنکے نشان قیام کچھ نظر آئے اُسی نواح میں پکار پکار کے کہنے لگا کہ حمزہ کدھر ہو اگر زندہ ہو تو جلد جواب دو میں تم کو ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہانتک پہونچا ہوں برائے خدا اپنے حال سے مجھ کو آگاہ کرو امیر عمرو کی آواز سنتے تھے مگر شدت تشنگی سے بآواز بلند عمرو کو جواب نہ دے سکتے تھے پڑے پڑے آسمان کو تکتے تھے آخر رفتہ رفتہ عمرو امیر کے پاس پہونچا دیکھا کہ تشنگی سے آنکھیں امیر کی نکل آئی ہیں زبانمیں کانٹے پڑ گئے ہیں شدت ضعف سے غش میں پڑے ہیں عمرو امیر کو دیکھ کر بہت رویا اور جلد ایک جام شربت کا زنبیل سے نکالکر امیر کے حلق میں قطرہ قطرہ چوایا بارے امیر نے آنکھیں کھولدیں اور اُنکو کچھ ہوش آیا عمرو سے شکایت تشنگی کی کی عمرو نے ایک جام اور شربت کا پلایا امیر کے حواس درست ہوئے سلاح بدنمیں لگا کر وہاں سے حبش میں آئے دیکھا مقبل و اشقر بندھے ہوئے ہیں اشقر نے امیر کو دیکھ کر اپنے دست و پا کے بند توڑ ڈالے امیر اشقر پر سوار ہوئے شہر میں جانیکو تیار ہوئے مقبل و عمرو کو ساتھ لیکر شہر میں گھسے چوکیداروں نے شداد کے بیٹے کو خبر دی اُنکے پہونچنے کی اطلاع کی وہ ہزار سوار لیکر امیر کے سر پر پہونچا امیر نے کہا کہ او ناخلف ایک مرتبہ تو تو جانتا ہے کہ تیرے باپ کو حلقہ بگوش کرچکا ہوں تو اُسپر مجھ سے بے ادبی کرتا ہے اپنی بدذاتی سے نہیں گذرتا ہے اُسنے کچھ نہ سنا تلوار کمر سے کھینچکر امیر کے سر پر چلائی امیر نے تلوار اُسکی چھین کر ایک مکا اس زور سے مارا کہ زمین پر بیٹھ گیا عمرو نے امیر کے حکم سے اسکو باندھ لیا جھٹ پٹ اُسکو قید کیا اُسنے امیر سے کہا کہ آپنے مجھے کیوں باندھا ہے مجھے آپکی اطاعت منظور رہے آپکی نافرمانی کروں یہ میرا کیا مقدور رہے امیر نے اُسے کلمہ پڑھایا وہ بصدق دل مسلمان ہوا خدا اور رسول پر ایمان لایا اور امیر کو قلعہ میں لیجا کر جشن کیا تین دن تک امیر وہاں رہے چوتھے دن کاؤس حصار کیطرف روانہ ہوئے شداد جو نوشیرواں کو لیکر کاؤس حصار کو گیا تھا اُسنے اثناء راہ میں ہرمز کو لکھا کہ میں حمزہ کو مارکر

نوشیرواں کو ساتھ لیے ہوے کاؤس حصار کیطرف جاتا ہوں تم بھی زوبین کو ہمراہ لیکر مع فوج جلد اپنے کو پہونچاؤ جسطرح ہو جلد آؤ کہ مسلمانوں کو قتل کرکے مہرنگار کو اپنے قبضے میں لاؤں اپنر قبضہ پاؤں ہرمز اس نوشتہ کو دیکھکر فوراً مع زوبین و فوج روانہ ہو کے چند روز میں کاؤس حصار پہ پہونچکر خدمت نوشیرواں سے مشرف ہوا شداد نے اُسی دم نقارہ جنگ کا بجوا کر شبرنگ کو کہ ایک سو بیس من کا نعل اُس کے پاؤں میں باندھا جاتا تھا اور نفس لامر میں گھوڑا بمثل دیو کے مانند تھا میدان میں کودا کر کہا کہ اے عربو میں شداد ابو گُھر و حبشی ہوں حمزہ کو مار کر برضامندی نوشیرواں مہرنگار کے لینے کو آیا ہوں اُسی کے حکم سے میں لشکر لایا ہوں تم کیوں اپنی ناحق جان دو گے اولی یہ ہے کہ تم جیتی جان اپنے گھر کا راستہ لو اور اگر قضا تمہارے سر پر کھیلتی ہے تو مجھ سے مقابلہ کرو لندھور اُسکے سامنے آیا شداد نے ایک گرز تولکر لندھور کے سر پر مارا کہ عاجز ہو جائے تاب مقابلے کی نہ لائے لندھور نے اُسکے گرز کو رد کرکے اس زور سے گرز مارا کہ گھوڑا اُسکا چاروں پاؤں سے زمین میں دھنس گیا گویا دلدل میں پھنس گیا شداد گھوڑے سے کود کر لندھور سے گرز بازی کرنے لگا جب گرز بازی سے سر نہ ہوا کوئی زخم اسپر کارگر نہوا تلوار کھینچکر ایسا ہاتھ لندھور کے شانے پر لگایا کہ لندھور نے زخم کاری کھایا لیکن لندھور نے باوجود زخمی ہونیکے شام تک لڑائی سے ہاتھ نہ کھینچا اُسکے سامنے سے پاؤں نہ ہٹایا آخر شداد نے طبل بازگشت بجوایا لڑنے سے جی چرایا لڑائی موقوف کرنیکا لشکر حکم سنایا دونوں لشکر اپنے اپنے خیموں میں گئے دوسرے دن فرہاد بن لندھور نے شداد کا مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہوا اسیطرح کئی پہلوان اُسدن شداد کے ہاتھ سے مجروح ہوئے جو بارادہ جنگ سامنے آیا وہ ٹھہرنیکی تاب نہ لایا فرخار نے دیکھا کہ شداد چند پہلوانونکو زخمی کر کے پھولا نہیں سماتا ہے کسیکو مارے غرور کے خیال میں نہیں لاتا ہے اپنے گھوڑے کو میدان میں نکالا لڑنے کیواسطے نیزہ سنبھالا شداد نے پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے فرخار بولا کہ میرا نام فرخار شیر اسان ہے میرا مثل شجاعت اور دلاوری میں کہاں ہے رہنے والا شہر فرخار کا ہوں بیٹا بڑے پہلوان نامدار کا ہوں لا کیا حربہ رکھتا ہے شداد نے فرخار پر گرز کا وار کیا اُس نے روککے سات سو منی گرز اپنا اس زور سے مارا کہ دونوں لشکر اسکی آواز سے چونک پڑے اور تعریف کرنے لگے اگر شداد خالی نہ دیتا تو ہڈیاں اسکی ریزہ ریزہ ہو جاتیں کسیکی نظر میں بھی نہ آتیں شام تک دونوں سے جنگ رہی مگر کوئی کسی سے مجروح نہوا شداد نے طبل بازگشت بجوایا دونوں لشکر میدان سے پھرے دوسرے دن پھر شداد و فرخار سے جنگ ہوئی شداد نے عاجز ہو کر کہا کہ تو لڑ چکا جا اب اور کسی کو بھیج فرخار بولا کہ میں بے تیرے مارے کب جاتا ہوں تیرے قتل کیے بغیر کب چین پاتا ہوں آخر شداد اُسکے آگے سے بھاگ کھڑا ہوا فرخار نے اُسکے لشکر تک اُسکا تعاقب کیا اسمیں شام ہو گئی دونوں لشکر اپنے خیمہ گاہ پر گئے صبح کو پھر شداد و فرخار سے مقابلہ ہوا تمام دن باہمدیگر لڑا کیے آپسمیں تیغ بازی کیا کیے قریب شام فرخار نے قابو پا کر ایسی تلوار شداد پر لگائی کہ شداد کا بازو کٹ کے زمین پر گر پڑا اور اسکی آنکھوں میں تاریکی چھائی دوسرا ہاتھ فرخار لگایا چاہتا تھا کہ شداد نے بھاگ کر اپنے لشکر میں پناہ لی اُسکے مقابلے سے روپوشی کی فرخار مظفر و منصور اپنے خیمے میں داخل ہوا اُسکی فتحیابی سے سب کو اطمینان حاصل ہوا اُس دن سے جنگ موقوف ہوئی اتفاقاً ایک عیار نے کہ نام اُسکا گلیم پوش نے نوشیرواں سے کہا اگر حکم ہو تو عرب کے ایک ایک سردار کا سر کاٹ لاؤں سب کو ملک عدم دکھاؤں نوشیرواں نے کہا اس سے کیا بہتر ہے اُسی دن نصف شب گذرے وہ عیار عرب کے لشکر میں پہونچکر قباد شہریار کے خیمے میں گیا دیکھا کہ دو عیار

ظفر و فتح نامے قباد کے گرد پھر رہے ہیں کلیم اُنکی آنکھ بچاکر ایک طرف کا پاڑہ اُکھیڑ کے خیمے کے اندر گیا اور قباد کو غفلت میں پاکر خنجر سے سر کاٹ کر خیمے سے نکلا عیاران عمرو نے کہ طلایہ پھر رہے تھے اُسکو گرفتار کیا اُسکو نکلکر جانے نہ دیا قباد کا سر اُسکے ہاتھ میں دیکھ کر شور و فغاں کرنے لگے سرداران عرب اپنے اپنے خیمے سے نکلکر قباد کے خیمے میں آئے سب جمع ہوکر تشریف لائے دیکھا کہ قباد بے سر پلنگ پر پڑا ہے لشکر اسلام میں اُسیدم آثار قیامت کے قائم ہوگئے چاروں طرف شور و نوحہ و ماتم ہوا سب چھوٹوں بڑوں کو نہایت رنج و غم ہوا مہرنگار نے جو سنا اُسکا ایسا حال ابتر ہوا آتش غم سے اُسکا کباب دل و جگر ہوا کہ کسیکا حال اپنے بیٹے کے غم میں ایسا بہت کم ہوا ہوگا صبح کو کلیم کے ٹکڑے ٹکڑے کیے گئے نوشیروان نے جو یہ خبر سنی اُسنے بھی نواسے کا ماتم کیا حد سے زیادہ غم کیا چالیس دن تک دونوں لشکروں میں قباد کا ماتم رہا بڑا رنج و الم رہا بعد چہلم کے دونوں لشکروں میں صف آرائی ہوئی خوب لڑائی ہوئی اُسدن بھی شداد و فرخار سے لڑائی ہونے لگی کہ جنگل کیطرف سے گرد اُڑی عیار خبر لائے کہ امیر و عمرو آتے ہیں بڑے لاؤ لشکر سے تشریف لاتے ہیں فرخار جنگ موقوف کرکے مع سرداران دیگر امیر کے استقبال کیواسطے گیا ادھر شداد فرصت پاکر مفرور ہوا اُسکو وہاں ٹھہرنا پھر نہ منظور ہوا امیر نے بعد از ملاقات یاران فرخار سے پوچھا کہ شداد کہاں ہے آج کیوں نہیں نعرہ زنان ہے فرخار نے کہا کہ میدان میں چھوڑ کر آیا تھا میں نے تو اُسکو میدان میں پایا تھا امیر نے ہر چند رزمگاہ میں نگاہ کی لیکن شداد نظر نہ آیا کہیں اُسکا پتہ نہ پایا فرمایا کہ معلوم ہوا امیر کے آنے سے وہ بھاگا سوار ہوکر اُسکے پیچھے چلے شداد تو دور نکل گیا تھا اشقر سے زبان جنی میں کہا کہ بیٹا جلد اس موذی تک پہونچ اشقر نے جو پرواز کی دم مارنے میں شداد کے متصل پہونچا اُسنے دیکھا کہ حمزہ سر پر آپہونچا اب صورت بھاگنے کی کہاں ہے معلوم ہوا کہ اب موت آگئی آنکھوں میں اندھیری چھا گئی ایک بتخانہ کا مٹھ اُسکو دکھائی دیا جان بچانیکو مٹھ میں گھسنے لگا کہ اُنکے ہاتھ سے نجات پائے کسی طرح اپنی جان بچائے امیر نے مرکب کو آسن سے دباکر لپکا کمند کا اُسکے گلے میں ڈالا لندھور بھی آپہونچا امیر نے کمند اُسکے ہاتھ میں دیکر فرمایا کہ اے خسرو ہند اسکو کھینچو لندھور نے جو کھینچا شداد کی روح جہنم میں پہونچی کمند کی رسی ایسی گلے میں پھنسی کہ اُسیدم جان فنا ہوئی وہ کشش اُسکے حق میں دام بلا ہوئی امیر نے شبرنگ گھوڑا شداد کا لندھور کو عطا کیا لندھور نے عرض کی کہ حقیقت میں یہ گھوڑا آپ کی سواری کے قابل ہے اتنے میں عمرو بھی پہونچا شداد کا سر کاٹ کر نیزے پر چڑھایا اور امیر مظفر و منصور یاروں سے باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ وہاں سے چلے کہ پھر کوئی اُنکے مقابلے کو نہ آیا ادھر ژوپین نے دیکھا کہ مطلع صاف ہے سوائے مہرنگار کے لشکر میں کوئی نہیں ہے چلیے مہرنگار کو لے آئیے ایسے وقت میں اُسپر قابو پائیے یہ منصوبہ کرکے لشکر اسلام میں گھسا چند دربان جو در خیمہ پر تھے اُنکو مار کر مہرنگار کی بارگاہ تک جا پہونچا اُسکی بارگاہ خاص میں آپہونچا مہرنگار نے اسقدر تیر اُسکے سینۂ پرکینہ پر مارے کہ سینہ اُسکا خانۂ زنبور ہوگیا ژوپین نے جانا کہ یہ میری راضی نہیں ہے کھسیانا ہوکر ایک وار تلوار کا مہرنگار کے جسم نازنین پر لگایا دوسرا ہاتھ چاہتا تھا کہ مارے امیر اُسکے سر پر جا پہونچے ژوپین نے بھاگنے کی فرصت نہ پائی ناچار ہوکر امیر پر بھی ایک وار کیا امیر نے اُسکے وار کو رد کرکے ایک ہاتھ ایسا بھاگتے میں اُسکے لگایا کہ سر کو گدی کو پیٹھ کی ہڈی کو کاٹ کر شرمگاہ کی ہڈی کو جا ملا وہ تو اسی جگہ ڈھیر ہوا

امیر اپنے لشکر میں آئے محل میں جاکر دیکھا کہ مہر نگار قریب بہلاکت ہے فی الفور عمرو کو بھیجا کہ خواجہ بزرجمہر کو لے آؤ مہر نگار کا حال انکو دکھاؤ عمرو تو خواجہ کے لانے کیواسطے گیا ادھر مہر نگار جان بحق تسلیم ہوئی حوروں کے ساتھ جنت میں مقیم ہوئی امیر ایک آہ کا نعرہ مار کر بیہوش ہو گئے ایک ساعت کے بعد ہوش آیا تو دیوانہ وار کبھی ہنستے تھے کبھی روتے تھے اُسکے فراق میں اپنی جان کھوتے تھے عمرو جو بزرجمہر کو لیکے آیا دیکھے تو مہر نگار میں دم نہیں اور امیر اُسکے غم میں مجنون ہو گئے ہیں بزرجمہر سے گھبرا کر کہنے لگا کہ یا حضرت یہ کیا ہوا کسی طرح تو امیر کا جنون دفع کیا چاہیے انکو حالت اصلی پر لایا چاہیے بزرجمہر نے کہا اے عمرو آج کے اکیسویں دن امیر آپ سے آپ اچھے ہو جائینگے خود بخود صحت پائینگے تو غم نہ کر امیر ایک تابوت مہر نگار کے لیے اور دوسرا قباد شہریار کے لیے تیسرا عمرو کیواسطے تیار کرواکے مکہ کیطرف روانہ ہوے ہمراہ اُنکے یگانہ و بیگانہ ہوے ہر گاہ مکہ کے متصل پہونچے امیر نے ایک میدان خوش فضا میں قبریں کھدواکے تینوں تابوت دفن کیے اور وہیں شب باش ہوے شہر میں جانا خوش نہ آیا اسیواسطے جنگل میں مقام فرمایا راوی لکھتا ہے کہ اکیس دن گذر گئے تھے بائیسویں شب تھی کہ امیر نے حضرت ابراہیم کو خواب میں دیکھا اور جام شراب کا اُنکے ہاتھ سے پیا حضرت نے امیر سے یہ ارشاد کیا کہ اے فرزند ایک عورت کیواسطے حال زبوں کرنا دانائی سے بہت بعید ہے اگر تو زندہ ہے تو اُس سی ہزاروں ملجائینگی مہر نگار سے بہتر اور افضل تیری خدمت میں آئینگی امیر کی جو آنکھ کھل گئی عمرو بن اُمیہ سے پوچھنے لگے کہ میں کہاں ہوں اور مجھ کو کیا ہو گیا تھا سچ بتا کہ میرا حال کیا تھا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی اُنپر جو گذرا تھا اُس سے اطلاع دی امیر نے عالم رویا میں جو کچھ دیکھا تھا سب کے روبرو بیان کیا یاروں نے کہا یا حضرت آپ اُنکے فرزند ہیں اگر وہ سمجھانے نہ آویں تو کون آوے یہ ممکن ہے کہ کوئی اپنی اولاد کا غم نہ کھاوے امیر نے کہا کچھ ہو میں نے مہر نگار سے وعدہ کیا تھا اُسکے وفا کرنے کے واسطے مہر نگار کی قبر کی مجاوری ضرور کرونگا اُسی کی قبر پر بیٹھے بیٹھے مرونگا تم لوگ اپنے اپنے گھر چلے جاؤ برائے خدا اب مجھے مت ستاؤ ہر چند عمرو نے بھی سمجھایا لیکن اسکا سمجھانا اُنکے خیال میں نہ آیا سب کو رخصت کرکے سعد بن عمرو اپنے پوتے کو تخت پر بٹھا کے مصر کیطرف روانہ کیا عمرو نے کہا کہ یا امیر مجھ کو تو اپنے سے جدا نہ کرو اپنی جدائی کا داغ مجھے نہ دو امیر نے فرمایا کہ مقبل کا رہنا میرے پاس کفایت کرتا ہے دوسرے شخص کی مجھے حاجت نہیں تمھارے رہنے کی کچھ ضرورت نہیں جب سب رخصت ہوے امیر نے سر منڈوایا فقیروں کا سا حال بنایا اور ایک کفنی پہنکر شب و روز قبر مہر نگار کی جاروب کشی کرنے لگے وہیں اوقات بسر کرنے لگے ہر گاہ نیند کا غلبہ ہوتا مہر نگار کی قبر کے پائینتی پڑ رہتے

پہونچنا قارون بن فرہد عکہ ور کلیا بن گلیم عیار کا امیر کے پاس اور گرفتار کرکے لیجانا امیر اور مقبل کا

راویان خوش تقریر و دبیران صاحب تحریر کمیت قلم کو اسطرح میدان بیانمیں جولان کرتے ہیں کہ ملکہ مہر نگار کی قبر پر امیر کے بیٹھ رہنے کی خبر تمام دیار و امصار میں پہونچی ہر طرف سے سرکشان روزگار نے سر اُٹھایا مفسدوں نے فساد کرنیکا موقع پایا اور امیر کے قتل

کرنیکے درپے ہوے چنانچہ قارون بن فرہد عکہ کہ اپنے زور کے روبرو رستم کے افسانے پر چشمک کرتا تھا آدمی تو کیا دیوؤں سے بھی نہیں ڈرتا تھا بعزم قتل امیر بافوج کثیر اپنے گھر سے روانہ ہوا اثناء راہ میں کلیات بن گلیم عیار قاتل قباد شہریار سے ملاقات ہوئی پوچھا کہ تو کہاں جاتا ہے کس قصد سے یہ مصیبت سفر اُٹھاتا ہے بولا کہ میرے باپ کو حمزہ کے رفیقوں نے مار ڈالا ہے گویا میرا کلیجہ نکالا ہے سو بالفعل میں نے سُنا ہے کہ حمزہ قبر مہر نگار پر گھر کھو لکر بیٹھا ہے اُسکے مارنے کو جاتا ہوں یا قتل کرتا ہوں یا قید کرکے لاتا ہوں قارون نے کہا کہ میں بھی اسی ارادے سے گھر سے نکلا ہوں بہتر ہے کہ تو میرے ساتھ چل کہ ہم تم دونوں اس کام کا انجام کریں اُسنے قبول کرکے منزلیں طے کرنی شروع کیں چند روز میں مکہ کے متصل پہونچے کلیات نے قارون سے کہا کہ تم اس جا پر خیمہ زن ہو کیونکہ اگر حمزہ تم کو اس لشکر جرار سے دیکھے گا تو ہوشیار ہو جائیگا پھر مشکل سے قابو میں آئیگا اور بھی تدبیر اسکی سہل ہے قارون وہیں اُتر پڑا کلیات بلباس درویشانہ روضۂ مہر نگار پر گیا دیکھا کہ امیر سر نہوڑائے گوشۂ قبر پر بیٹھے ہوے ہیں جا کر سلام کیا امیر نے پوچھا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور مطلب کیا ہے خود آیا ہے یا کسی نے بھیجا ہے بولا کہ میں فقیر سیاح ہوں بیت المقدس سے آتا ہوں چاہتا ہوں چند روز کی حیات جو باقی ہے اُسکو آپ کی خدمت میں بسر کروں رات دن یہیں رہوں امیر نے فرمایا کہ میری خدمتگزاری کیواسطے ایک مقبل بس ہے اور دوسرے کی ضرورت نہیں ہے بابا مجھے کسی کی حاجت نہیں ہے کلیات بولا کہ میں تو حضور کے قدم چھوڑ کر کہیں جانیکا نہیں اب یہاں سے ہرگز قدم اُٹھانیکا نہیں امیر ناچار چپ ہو رہے تھوڑی دیر کے بعد مقبل نے دسترخوان بچھایا جو کچھ پکایا تھا سامنے لایا امیر نے اُسکی بھی صلاح کی تینوں شخص ملکر کھانے لگے جب امیر نے پانی مانگا کلیات نے اُٹھکر آب داروے بیہوشی آمیختہ امیر و مقبل کو پلایا اُن دونوں کو اپنی چالاکی سے بیہوش بنایا اور آپ بحیلہ استنجا وہاں سے چلتا ہوا قارون سے آکر کہا کہ جلد سوار ہو جیے میرے ساتھ چلنے پر تیار ہو جیے میں حمزہ و مقبل کو داروے بیہوشی پلا آیا ہوں اُنکو غافل بنا آیا ہوں قارون عکہ کلیات کیساتھ مہر نگار کے روضے پر گیا اور تلوار کھینچکر امیر کے مارنے پر مستعد ہوا مقبل دیکھ کر اسپر دست بقبضہ ہو کر دوڑا چرخ کھاکے زمین پر گر پڑا امیر نے قارون عکہ کو دیکھ کر چاہا کہ ایک گرفتی دیویں اُٹھنا تھا کہ دوران سر نے زمین پر گرا دیا اُسپر حربہ کرنیکا قابو نہ پایا قارون نے مقبل و امیر کو قید آہن سے مسلسل کسکر باندھا اور اپنے لشکر میں لیجا کر رفع بیہوشی کرکے امیر کو کلمات سخت کہکر کہا کہ او عرب بے سرمایہ تیری یہ قدرت ہے کہ میرے باپ کو مارے اور سلاطین روزگار کو مارکے زبردستی داماد نوشیرواں کہلاکے فرمانروائی کرے یوں بے کھٹکے بادشاہی کرے دیکھ تو اب تجھ کو کس ایذا سے مارتا ہوں دیکھ تو تجھ کو کس گھاٹ اُتارتا ہوں امیر نے فرمایا کہ او گبر مردار فی الحقیقت میں نے اُن سلاطین روزگار کو کہ جنھوں نے میرا مقابلہ کیا اور زیر ہو کر مسلمان نہوے تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور تو مجھ کو کیا ماریگا میری مرگ خدائے عزوجل کے حکم پر موقوف ہے نہ کہ تجھ جیفہ خوار کے ہاتھ میں ہے معلوم ہوا کہ تو سخت بیوقوف ہے قارون نامرد اپنے ہاتھ سے امیر کو چابک مارنے لگا امیر نے فرمایا کہ او گبر اتنا مار کہ تو بھی برداشت کرسکے وہ خیرہ سر بولا کہ مجھ کو کون مار سکتا ہے یہ کہکر امیر کو ہمہ تن چابک سے مجروح کیا ایسا صدمۂ عظیم دیا اور زخموں کی کھال کھینچکر نمک چھڑکا اور ایک شبانہ روز تک امیر کو

اسمیں لپیٹ رکھا دوسرے دن بدستور وزراول امیر کو چابک رکے تازہ چمڑے میں نمک چھڑک کر لپیٹ دیا اور ایک ستون ایک سو بیس گز کا بنوا کر جابجا نگوے نصب کیے اور سر ستون پر امیر کو لٹکا دیا اور دستور رکھا کہ ہر روز امیر کو اتار کے تازیانوں سے مجروح کرتا اور تازہ چمڑے میں نمک چھڑک کے لپیٹتا اور بتقابین ستون پر لٹکا دیتا امیر سے اپنے بزرگوں کا اسطرح سے انتقام لیتا چند روز کے بعد نوشیروال کو اس کیفیت سے مطلع کیا نوشیروال نے اپنے ندیموں سے پوچھا کہ کیا صلاح ہے آیا امیر کو قتل کراؤں یا اسکو رہائی دیواؤں بعضوں نے ایک زبان ہوکر کہا کہ اب تو ملکہ مہر نگار بھی زندہ نہیں ہے کہ سبکا پاس حضور کریں ہمارے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ حضور خود تشریف لیجا کر اپنے روبرو اس عرب کو سزا دیویں جیسا آپ کے ساتھ اُس نے کیا ویسا ہی آپ بھی اسکو ذلیل کریں نوشیروال بے ایمان اُن ناعاقبت اندیشوں کی رائے کو صائب سمجھ کر مع لشکر مکہ کیطرف روانہ ہوا چند روز میں منزل مقصود پر پہونچکر قارون عکہ پر بہت سی مہربانی کی اور ہر روز امیر کو تازیانے لگوا کر اپنے روبرو ایک پوست تازہ نمک پاشیدہ میں لپٹوا کر ستون کی چوٹی سے لٹکواتا اُسنے اس بدسلوکی سے پیش آتا ساکنان مکہ پر دست ستم دراز کرتا ہر روز نئی طرح کے ظلم کرنا آغاز کرتا یہ خبر کسی سوداگر سے عمرو کو کہ ایک جہاز پر سوار تھا پہونچی عمرو تو اُسیدم جہاز پر سے اُتر کے مکہ کیطرف روانہ ہوا امیر کا یہ حال خراب سنکر نہایت مضطرب بلکہ دیوانہ ہوا یہاں خواجہ عبدالمطلب نے امیر کے پہلوانان و رفیقان قدیم کو بیان حال نامے لکھکر طلب کیا سب نے امیر کا ایسا حال سنکر بہت عجب کیا اور ایک خط امیہ ضمری پدر عمرو عیار کو دیکر کوہ کرب کیطرف بھیجا کہ انکو بھی اطلاع ہو جاے ہر شخص انکی مدد کو جلد آئے ناگہاں اثناء راہ میں کلیات بن گلیم عیار نے امیہ ضمری کو گرم رفتار دیکھا ہر صورت سے اسکو چالاک ہوشیار دیکھا سوچا کہ امیہ ضمری کی گرم رفتاری خالی از علت نہیں ہے یہ جلدی اسکی بے حکمت نہیں ہے کچھ دال میں کالا ہے اور اگر نہیں تو میں اپنے باپ کا بدلا لونگا دشمن کو مار کے اپنی طبیعت خوش کرونگا امیہ ضمری کو گرفتار کرکے نوشیروال کے پاس لیگیا نوشیروال نے اس سے بزور شلاق پوچھا کہ سچ کہہ تو کہاں جاتا ہے کس کے پاس سے آتا ہے جان تو بڑی پیاری ہوتی ہے اُس نے جانا کہ بتا دینے سے چھوٹ جاؤنگا ان ظالموں کے ہاتھ سے نجات پاؤنگا وہ خط جو جوتے میں رکھے ہوئے جاتا تھا نوشیروال کے حوالے کیا بے غور و تامل اُس کو دیدیا نوشیروال نے خط پڑھکر امیہ ضمری کو قتل کیا اُس کے قتل کا وبال اپنی گردن پر لیا بختک نے کلیات سے کہا کہ اے کلیات تو جانتا ہے کہ امیہ ضمری عمرو کا باپ ہے تو نے امیہ ضمری کو قتل کرایا ہے یہ کام برا تیری ذات سے ظہور میں آیا ہے اب ذرا عمرو سے ہوشیار رہنا اُسکے غضب سے خوب خبردار رہنا کلیات بولا کہ میں نے عمرو سے بہتیروں کو تعلیم کیا ہے اُسکی عیاری مجھ سے نہیں چل سکے گی اُسکو بھی یہی شربت پلاؤنگا اُسکو بھی اُسی کے پاس پہونچاؤنگا ذرا آتو لیوے وہ اپنے کو یہانتک تو پہونچا وے قضاء کار دوسرے ہی دن عمرو مکہ میں پہونچا اور اپنے باپ کے مارے جانے سے مشرح مطلع ہوا کلیات نے عمرو کے آنیسے آگاہ ہوکر اپنے عیاروں کو حکم دیا کہ جہاں عمرو کو پاؤ باندھ کے لے آؤ ہر شخص عمرو کے درپے ہوا ایک دن کلیات نے عمرو کو جاتے دیکھا فوراً اُسکے پیچھے دوڑا شبہ بھی آگے آگے تو عمرو گرم رفتار تھا پیچھے پیچھے اُسکے کلیات تیز قدمی سے جاتا تھا عمرو نے

ایک بھول داروے بیہوشی آمیختہ زنبیل سے نکالکر اثنائے راہ میں پھینکدیا کلیات نے اُس بھول کو زمین سے اُٹھاکر سونگھ لیا
سونگھنا تھا اور بیہوش ہونا تھا عمرو نے آکر سر اُسکا کاٹ لیا اور وہاں سے عقابین کے نیچے آیا دیکھتا کیا ہے کہ مقبل
بندھے ہوئے پڑے ہیں عمرو نے سلام علیک کی مقبل نے عمرو کی آواز سنکر بہت خوش ہو کے جواب سلام علیک کا دیا اور کہا
کہ اے چراغ لشکر عرب ایک تیرے نہ ہونے سے اس اندھیر میں ہم اور امیر گرفتار ہوئے اور اسقدر مجبور و ناچار ہوئے عمرو بولا
کہ اب غم نہ کھاؤ میں تم کو اور امیر کو چھڑاتا ہوں تم کو اس بلا سے رہائی دلواتا ہوں یہ کہکر مقبل کی قید بدن سے جدا کی اور کلیات
عیار کے سر کو عقابین پر لٹکا کے ستون پر چڑھ گیا جہانتک نگہبان تھے اُنپر دوا بھر دی کہ آواز نہ دیویں جب امیر کو جاکر سلام کیا امیر
بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ دیکھنا گھنٹہ نہ ہلنے پائے اسکی آواز اُنکے کان تک جانے عمرو نے کہا کہ میں نے گھنٹوں کے منہ کو روئی
سے بند کر دیا ہے اُن سب کو بے آواز کیا ہے مگر ایک گھنٹہ جو امیر کے سر پر تھا اُسکو عمرو نے نہ دیکھا تھا وہ دہن کشادہ تھا جب امیر کو
عمرو اُتارنے لگا وہ گھنٹہ عمرو کے سر سے لگ کر بولا کفار اُسکی آواز سنکر چہار جانب سے دوڑے اور تیر مارنے لگے عمرو ستون پر سے
کود کر غائب ہو گیا کفار جو ستون کے نیچے آئے کلیات عیار کا سر ستون سے بندھا دیکھ کر قارون کو خبر دی اُسکو کلیات عیار
کے قتل ہونے سے اطلاع کی بختک نے کہا کہ سوائے عمرو کے کسی کا کام نہیں ہے قارون عکہ بولا کہ اگر کہو تو حمزہ کو مار ڈالوں
بختک نے لرز کر کہا کہ جب تک عمرو ہاتھ نہ آوے ایسا کام کبھی نہ کرنا چاہیے عمرو سے بہت ڈرنا چاہیے عمرو تم کو اور نوشیرواں
اور بزرجمہر کو کبھی جیتا نہ چھوڑیگا سب کا سر توڑیگا بزرجمہر نے بختک سے کہا کہ او بدذات میں نے اُسکا کیا بگاڑا ہے کہ مجھ کو ماریگا
مارے گا اُسکو جو کوئی اُس سے بُرائی کریگا عمرو کا حال سنیے کہ مکہ میں آکر جابجا امیر کے پہلوانوں و سرداروں کو خط لکھے کہ امیر بہت دن سے
قارون عکہ کی قید شدید میں گرفتار ہیں تم لوگوں کو لازم ہے کہ اگر کھانا وہاں کھاؤ تو ہاتھ یہاں آکر دھوؤ ہرگز اس امر میں غافل نہ ہو ملک لندھور
ہنوز اثنائے راہ میں تھا کہ عمرو کا خط پاکر اُسی مقام سے پھرا خلاصہ جس جسنے یہ خبر سنی وہ مکہ کو روانہ ہوا اور ہر روز پہلوان پہونچنے لگے
بہادر جوان پہونچنے لگے قارون نے نوشیرواں سے کہا کہ اب عمرو آیا ہے بلاشبہ فوجیں جمع کریگا اور اُسوقت کام مشکل ہو جائیگا
وہ بڑی آفت لائیگا میرے نزدیک حمزہ کو مار ڈالنا عین صلاح ہے یا حمزہ کو لیکر میرے شہر چلو پھر کیفیت یہاں نہ رہو نوشیرواں نے کہا
کہ حمزہ کا مارنا تو کسی طرح سے صلاح نہیں ہے اس حرکت میں ہرگز فلاح نہیں ہے مگر شہر میں لیجانیکا مضائقہ نہیں ہے قارون عکہ
نے اُسیوقت وہاں سے کوچ کیا اور حمزہ کو بھی اپنے ساتھ لیا اور چند روز میں اپنے شہر میں پہونچکر ہر روز امیر کو آگے سے زیادہ
شلاق کرنے اور تکلیف دینے لگا ایک دن پھر امیر نے قارون ملعون سے کہا کہ مشہور ہے اتنا کھاوے جتنا ہضم ہو سکے اسقدر مجھکو
مار جسقدر تو خود بھی برداشت کر سکے قارون نے ہنسکر کہا کہ اب بھی تجھ کو امید رہائی کی ہے مجھ سے اسکا عوض لیگا اسکے بدلے میں مجھکو
سزا دیگا یہ کہکر امیر کو دروازے پر لٹکا کر چوبدار کو حکم دیا کہ اسکو آٹھ پہر میں ایک روٹی جو کی اور ایک جام پانی کا ملا کرے کہ اس عرب کی ذلت
سے مجھ کو راحت ہے یہ ہمیشہ اسطرح کے عذاب میں گرفتار رہے یہی میری نیت ہے امیر کے لشکر کا حال سنیے سعد بن عمرو بن حمزہ مکہ
میں داخل ہوا اور روز بروز پہلوان و شاہ و شہریار آنے لگے حتی کہ بدستور قدیم لشکر قائم ہوا قارون ملعون کا کلیجہ امیر کے لشکر کو

دیکھ کر دہل گیا وہ سودائے خام اُسکے سر مغز سے سراسر نکلگیا نوشیرواں سے کہنے لگا کہ یار و یاور حمزہ کے کثرت سے پہونچے ہیں
اُنسے کسیطرح مقابلہ نہیں کرسکتا مجبور قلعہ بند ہوتا ہوں یہ کہکر اپنی فوج سمیت قلعہ بند ہوا اور برج بارہ قلعہ کا درست
کرکے بیٹھا سب سامان حفاظت کے چست کرکے بیٹھا اتفاقاً ایک رات کو خواجہ عمرو بن امیہ کہ شبانہ روز تاک جھانک میں
لگا رہتا تھا نگاہبانوں کی آنکھ بچاکر قلعہ میں گھس گیا اور تاجر بنکر ایک پارچہ فروش سے آشتی پیدا کی اُس سے اپنی دوستی اور
آشنائی قدیمی ہویدا کی اور اُسکا شریک ہوکر دوکانداری کرنے لگا ہر چند امیر کا جویا ہوا لیکن پتہ اُسکو نہ لگا کہ امیر کہاں مقید ہیں
خدا کی قدرت کو دیکھیے کہ ایک شب کو فرزانہ نام ہمشیرہ قارون نے خواب دیکھا کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ مجھکو کلمہ پڑھا کر فرماتے
ہیں اور مژدہ سناتے ہیں کہ اے فرزانہ حمزہ تیرا جفت ہوگا اور آفریدگار حمزہ کے نطفے سے تجھکو ایک فرزند ارجمند عطا کریگا جلد جاکر
اُسکو قید سے چھڑا اس امر میں بہت مستعد ہو ہرگز دیر نہ لگا فرزانہ خواب سے جاگ کر فی الفور اپنے بھائی کے گھر میں گئی اور محافظان امیر
کو بہت کچھ مال و متاع دیکر امیر کو قید سے نکال کے اپنے گھر میں لیگئی اور بدل و جان خدمتگزاری کرنے لگی صبح کو قارون نے
سنا کہ حمزہ غائب ہے بہت سے لوگ ادھر اُدھر تلاش کو بھیجے مگر پتہ کہیں نہ لگا اپنے وزیر سے کہا کہ حمزہ اگر اپنے لشکر میں جاتا تو
شادیانے بجتے رمل سے دریافت کیا چاہیے کہ حمزہ کہاں ہے وزیر رمل دیکھ کر ہنسنے لگا قارون نے پوچھا کہ سبب اس ہنسی کا کیا ہے
سچ سچ کہو کہ یہ معاملہ کیا ہے بولا کہ حمزہ کو فرزانہ بانو چھڑا کر لیگئی اور اُسکے ساتھ عیش و عشرت کر رہی ہے قارون نے اپنی ایک خواص
کو فرزانہ کے گھر میں بھیجا کہ دریافت تو کرو حمزہ فرزانہ کے پاس ہے یا کسی اور جگہ چلا یا اس قید سے کس نے رہا کیا اُسنے جاکر
فرزانہ سے پوچھا کہ حمزہ کو کیا تم چھڑا لائی ہو وزیر نے از روے رمل تمھارے بھائی سے کہا ہے کہ حمزہ فرزانہ بانو کے پاس ہے
فرزانہ فیل لائی اور بڑے غصے میں آئی اپنے بال نوچ کھسوٹ کر روئی کہنے لگی کہ کیا خوب میری ایسی آبرو ہوئی کہ وزیر مجھ پر
تہمت چھنالے کی کرنے لگا اپنی حد سے گذرنے لگا میں نے جو اپنی عزت اُسکو نہ دی اُسکی خوشی خاطر نہ کی تو وہ اسطرح سے
مجھکو بے عزت کرتا ہے وہ نالائق مجھکو اسوجہ سے فضیحت کرتا ہے بھلا میں کہاں اور حمزہ کہاں آخرش گھر تو یہی ہے
جسکا جی چاہے وہ ڈھونڈھ لیوے اگر وہ میرے پاس نکلے تو مجھکو الزام دیوے خواص نے جو کچھ دیکھا سنا تھا قارون
سے جاکر کہا قارون نے اُسیوقت عالم غیظ میں وزیر کو قتل کیا فرزانہ کی خاطر سے اُس بیچارہ شریر کو قتل کیا اور امیر کی تلاش
میں رہا امیر نے فرزانہ سے کہا کہ معلوم نہیں عمرو قلعہ میں پہونچا یا نہیں یہ کہکر فرزانہ کی ایک ہوشیار لونڈی سے عمرو
کا حلیہ بیان کرکے فرمایا اور اُسکے چہرے کا سب پتہ نشان بتایا کہ قلعہ کے بازار میں دیکھو تو اس صورت کا کوئی آدمی ہے یا
نہیں اگر ہووے تو اپنی بی بی کے نام سے بلا لا اسے جلد یہاں اپنے ساتھ لے آوے وہ جاریہ بازار میں پھرتے پھرتے عمرو کی
دوکان پر جا پہونچی جہاں یہ بیٹھے تھے وہاں آ پہونچی عمرو کو بغور دیکھ کر تجویز کیا یہ وہی شخص ہے جسکے حمزہ طالب ہیں عمرو سے بولی
کہ بزاز فلانے قماش کا کپڑا ہماری بی بی کو درکار ہے لیکر چل کہ نفع بہت اُٹھائیگا قیمت اپنے اسباب کی خاطر خواہ
پائیگا عمرو نے گٹھری باندھ کر بغل میں دبائی اور اُسکے ساتھ فرزانہ بانو کے محل میں آکر لگا کپڑا دکھا دکھا کر قیمت کرنے

امیر عمرو کی آواز سنکر گوشے سے نکل آئے عمرو امیر کے قدمبوس ہوکر زار زار رونے لگے امیر کیحالت دیکھکر بے اختیار رونے لگے امیر نے اسکو چھاتی سے لگایا اور پوچھا کہ ہمارے لشکر کی کیا خبر ہے حال فوج کس طور پر ہے عمرو بولا کہ لشکر تیار ہے چھوٹے بڑے کو آپ کا انتظار ہے امیر نے فرمایا کہ یہاں سے نکلنے کی کیا تدبیر ہے عمرو نے کہا میری دوکان پر چلکر ٹھہریے کوئی نہ کوئی راہ نکل ہی ہیگی امیر نے کہا تیری دوکان پر سوائے کپڑے کے کوئی سلاح نہیں ہے وہاں جاکر کیا کرونگا بدون ہتھیاروں کے کیونکر سر برہونگا مگر مجھ کو کسی لوہار کی دوکان پر لیچل عمرو امیر کو ایک لوہار کی دوکان پر لیگیا ایک کاریگر کے مکان پر لیگیا امیر نے وہاں بیٹھکر ہتھوڑا اُٹھا لیا اور لوہا پیٹنے لگے ناگہاں اسیوقت قارون نے بختک سے کہا کہ تم تو رمل دیکھ کر بتاؤ کہ حمزہ کہاں ہے بختک نے رمل دیکھ کر کہا کہ حمزہ قلعہ کی بازار میں ہے قارون مع بختک سوار ہوکر بازار کی دوکانوں کو دیکھنے لگا بازار کے سب مکانوں کو دیکھنے لگا قارون شدہ شدہ اس لوہار کی دوکان پر پہونچا جہاں امیر بیٹھے تھے نعرہ کر کے بولا کہ حمزہ اب مجھ سے بچکر کہاں جا سکتا ہے بتلا تو اب مجھسے اپنی جان کیونکر بچا سکتا ہے امیر وہی ہتھوڑا لیکر اُٹھے اور فرمایا کہ او کافر کیا بیہودہ بکتا ہے تو میرا کیا کر سکتا ہے حملہ کر قارون نے امیر پر تلوار کھینچی امیر نے ہاتھ بڑھا کر درمیان ہی سے تلوار اُسکی چھین لی اور ہتھوڑا اس زور سے اُسکے سینے پر مارا کہ قارون انٹا چت ہوکر زمین پر لیٹ گیا امیر نے اُسکو باندھ لیا اُسیوقت قید کیا بختک وہاں سے بھاگ کر نوشیرواں کے پاس آیا اور قارون کی گرفتاری بیان کر کے کہا کہ قلعہ کے چوردروازے سے نکلکر بھاگیے نہیں تو کوئی دم میں مارے جائیے گا امیر اور عمرو کے ہاتھ سے ہرگز نجات نہ پائیے گا نوشیرواں مع بختک قلعہ سے نکلکر بھاگا امیر نے کھڑے ہوکر ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ قلعہ کو جنبش ہوگئی ساکنان قلعہ نے جانا کہ آسمان پھٹ کر زمین پر گر پڑا اہر گاہ امیر کے لشکر میں آواز پہونچی سبھوں نے جانا اور اُس آواز سے پہچانا کہ امیر قید سے چھوٹے چھوٹے بڑے دروازے توڑ کر قلعہ میں داخل ہوے اور کافرونکو قتل کرنے اور لوٹنے لگے کہ اُس دن اسقدر لشکر اسلام کے اتنا مال و اسباب ہاتھ آیا کہ بار برداریوں پر بھی لیجا نہ سکتے تھے جب باقیماندگان قلعہ نے اسلام قبول کیا امان ملی سب کی جان بخشی ہوئی امیر تخت پر بیٹھے اور قارون کو حاضر کر کے فرمایا کہ کیوں قارون میں نہ کہتا تھا کہ اسقدر مار جسقدر تجھ سے برداشت ہو سکے اب تو کیا کہتا ہے بتلا کہ تیرا حال کیا کروں اُس مار کا تجھ سے عوض لوں قارون زار نالی کرنے لگا امیر نے فرمایا کہ اگر تو اسلام قبول کرے تو میں تیری جان بخشی کرتا ہوں تیرے قتل سے درگذرتا ہوں وہ گردن زدنی بولا کہ یہ تو کبھی مجھ سے نہ ہوگا جان جائے یا رہے اپنے باپ دادا کا مذہب تو نہ چھوڑونگا اپنے دین سے منہ نہ موڑونگا امیر نے اُسکو معدیکرب کے حوالہ کر کے فرمایا کہ اسکو گرزوں سے مار کر جہنم کو روانہ کرو اسکے اعمال کی اسکو سزا دو معدی نے ایک گرز ایسا مارا کہ قارون زمین پر پست ہوگیا امیر نے اُسکا سر کاٹکر قلعہ کے فیلبند دروازے پر لٹکوا دیا اور اُسکا بدن آگ میں جلوا دیا اور آپ جشن میں مشغول ہوے سب مطلب دلی حصول ہوے اب نوشیرواں کا حال سنیے بھاگا ہوا مدائن کو جاتا تھا کہ اثناے راہ میں ایک لشکر عظیم الشان پڑا دیکھا خیمہ و خرگاہ ہر جگہ کھڑا دیکھا عیاروں کو خبر لانیکے واسطے بھیجا کہ دیکھو تو یہ لشکر کسکا ہے کہاں جاتا ہے اور یہ صاحب لشکر

کس ملک سے آتا ہے عیار خبر لائے کہ اس لشکر کے دو بھائی حقیقی سردار ہیں بڑے بہادر اور جرار ہیں ایک کا نام سر برہنہ تمیشی اور دوسرے کا نام دیوانہ تمیشی ہے اور حضور کی مدد کو آئے ہیں سب لشکر اپنا ساتھ لائے ہیں نوشیرواں نے اس جگہ ڈیرا ڈالا اور اُن سے ملاقات کر کے بانواع لطف و نوازش پیش آیا اُنکو تمام قصہ ابتدا سے انتہا تک سنایا بختک بولا کہ اب حمزہ جانبر نہیں ہو سکتا ایسے پہلوان کبھی آئے نتھے دونوں بھائی ہاتھ باندھ کر کہنے لگے کہ ہم شہنشاہ کے جان نثار ہیں بہر صورت آپکے تابعدار ہیں حمزہ تو کیا اگر ہفت اقلیم کے سرکش آویں تو ہم اُنکا سر توڑیں بادشاہ نے اس کلام سے خوش ہو کر اُنکو خلعت گرانمایہ عنایت کیا بہت سا تحفہ اور انعام دیا اور اپنے ساتھ شراب پلانے لگا اب امیر کا حال سنیے کہ فرزانہ بانو سے بساعت سعید عقد کر کے چالیس شبانہ روز تک داد عیش کی دیا کیے اکتالیسویں دن دربار عام کیا اور فرمایا کہ کچھ نوشیرواں کا بھی حال کسی کو معلوم ہے عمرو نے عرض کی کہ دو شہزادے ملک تمیش کے رہنے والے با فوج کثیر نوشیرواں سے آکر ملے ہیں اور اثناء راہ میں انتظار آپ کا کر رہے ہیں امیر نے معدیکرب سے فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا روانہ کرو اور لشکر کو بھی تیاری کا حکم دو معدیکرب نے فی الفور تعمیل کی دوسرے دن امیر وہاں سے روانہ ہوئے تیسرے دن فاصلہ میدان جنگ کا چھوڑ کر شاہزادگان تمیش کی فوج کے مقابل خیمہ زن ہوئے نقارۂ حرب بجوایا اپنے آنیکا آوازہ سنایا اور میدان جنگ میں صفیں قائم کیں شہزادگان تمیش نے بھی صف آرائی کی پہلے سر برہنہ تمیشی نے میدان میں گھوڑا کودا کر بعد رجز خوانی مبارز طلبی کی لندھور نے شبرنگ کو میدان میں نکالا سر برہنہ تمیشی نے کہا کہ او نامرد نام اپنا بتا کہ گمنام مارا نہ جاوے لندھور نے کہا کہ او حیوان میرا نام لندھور بن سعدان ہے لا کیا ضرب رکھتا ہے اُسنے لندھور کے سر پر گرز چلایا لندھور نے اُسکو تو ڈھال پر ڈالا مگر ایک وار سات سو منی گرز کا اس زور سے اُسپر کیا کہ اگر پہاڑ پر پڑتا تو سرمہ ہو جاتا مگر سر برہنہ تمیشی کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہوا تا شام دونوں گرز بگرز لڑا کیے بالکدیگر جنگ کیا کیے آخر طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے امیر نے لندھور سے پوچھا کہ تم نے سر برہنہ تمیشی کو کیسا پایا لندھور نے کہا یا صاحبقراں آدمی کیا میں نے تو قاف میں بھی کوئی دیو ایسا نہیں دیکھا میری عقل حیران ہے یہ کس خلقت کا انسان ہے امیر نے ہنسکر کہا کہ یا لندھور اسکا بدن فولاد کا ہے اُسپر نیزہ تلوار گرز اثر نہیں کریگا وہ ان ہتھیاروں کے مارنے سے نہیں مریگا دوسرے دن سر برہنہ سے معدی کا مقابلہ ہوا باہم مقاتلہ ہوا جب معدی گرز مارتا تھا سر برہنہ سر پر روکتا تھا معدیکرب گرز مارتے مارتے تھک گیا مگر سر برہنہ کے سر کو خبر نہ ہوئی اسمیں جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی دونوں لشکر کے عیار خبر لائے کہ الجوش بربری چالیس ہزار سوار سے نوشیرواں کی مدد کو آیا ہے منتخب و چیدہ پہلوان اپنے ساتھ لایا ہے نوشیرواں نے کئی بادشاہوں کو اُسکے استقبال کیواسطے بھیجا ہر گاہ وہ حاضر ہوا دیکھا کہ نوے گز کا قد و قامت رکھتا ہے آدمی کاہیکو ہے ایک کوہچہ ہے نوشیرواں بکمال عزت و توقیر پیش آیا اور امیر حمزہ اور عمرو عیار کا حال اُسکو مفصل سنایا اور طبل بازگشت بجوا کر خیمہ گاہ میں اُسکو لا کے صحبت شراب و کباب و رقص و سرود کی اُسکے واسطے برپا کی سب چیز عیش و آرام کی مہیا کی صبح کو سر برہنہ تمیشی میدان میں آکر للکارا بڑے زور و شور سے ایک نعرہ مارا

کہ حمزہ تو آپ کیوں نہیں مجھ سے مقابلہ کرتا ہے ایسے ایسے پہلوانوں کو بھیجکر اپنے دن کاٹتا ہے مردانگی اسیکا نام ہے اور جوانمردونکا یہی کام ہے ہنوز امیر صف سے نہ نکلے تھے کہ جنگل کیطرف سے ایک تتق گرد کا اٹھا جب مقراض بادنے دامن گرد کو چاک کیا چالیس نشان نارنجی پھر یروں کے دکھائی دیے عمرو نے دیکھ کر امیر سے کہا یا صاحبقران یہ وہی نقابدار نارنجی پوش ہے جو تمہارے پیچھے گاڑھے وقت مدد کو آتا تھا مجھ کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچاتا تھا اسمیں نقابدار نے آکر ایک طرف سے اپنے لشکر کی صف بندی کی سب پہلوانوں کو اپنے اپنے موقع پر جگہ دی اور لشکر کفار کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ جسکو جرأت کا گھمنڈ ہو وہ پہلے مجھ سے لڑے پیچھے اہل اسلام سے جنگ کرے امیر نے عمرو کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ جیسے ہم نے تمہارے اوصاف سنے ہیں شب و روز یہی تمنا رہی کہ کب تم آؤ ہم سے تم سے ملاقات ہو اور تمہاری شجاعت و ہمت و مروت کا حال ہمپر بوجہ احسن روشن ہو چکا ہے اسوقت ہم چاہتے ہیں کہ تم ہماری کارزار کا تماشا دیکھو کہ وہ گبر ہمکو للکار چکا ہے ہمارا نام لیکر پکار چکا ہے اور بروقت طبل بازگشت کے ہماری ملاقات کیے چلے نہ جایئے گا میری ملاقات ضرور فرمایئے گا عمرو نے امیر کا پیغام جوان نارنجی پوش کو دیا اُسنے بدل و جان قبول کیا امیر نے اشقر دیوزاد کی باگ لی اور فرمایا کہ تجھسے سلاح سے لڑنا اوقات ضائع کرنا ہے میرے تیرے زور ہوے اگر تو میرے پاؤں زمین سے اُٹھالیوے تو میں تیری طاعت کروں ورنہ اگر میں تجھ کو اٹھالوں تو تو میری تابعداری کر اس بات پر تو رضامند ہے سر برہنہ تیغشی نے خوشی خوشی قبول کیا اور اُنکو جواب با صواب دیا امیر گھوڑے پر سے کود پڑے اور وہ بھی زمین پر آیا امیر کی کمر پکڑ کے زور کرنے لگا یہانتک زور کیا کہ گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا امیر کو جنبش نہ ہوئی مجبور ہو کر امیر سے ہاتھ اُٹھایا اُنکے اُٹھالینے سے عاجز آیا عمرو نے لشکر سے پکار کے کہا کہ یارو خبردار ہو جاؤ اب کوئی دم میں امیر نعرہ کرتے ہیں عمرو کے کلام سننے سے جتنے کفار تھے متعجب ہوئے کہ اس عیار نے یہ کیا کہا اگر حمزہ نعرہ کریگا تو کرے سب ہی پہلوان نعرہ کرتے ہیں کہیں پہلوان بھی آواز کے سننے سے مرتے ہیں اس میں امیر نے نعرہ کیا اکثر لشکر کفار میں سے غش ہوے بہتیروں کے کان کے پردے پھٹ گئے ہزارہا آدمی بہرا ہو گیا اس نعرے کے سننے سے بہت آدمی حیران ہوے ہوش و حواس سب کے پران ہوے الغرض امیر نے سر برہنہ تیغشی کی کمر میں ہاتھ ڈالکر جو زور کیا تو پہلے ہی حملے میں سر سے اونچا اُٹھا کر سات مرتبہ بلا گردان سر کیا اور زمین پر لٹا کے مشکیں باندھ کے عمرو کو دیا دیوانہ تیغشی اپنے بھائی کا یہ حال دیکھ کر تلوار کھینچکر دوڑا امیر نے اُسکے ہاتھ کو معلق پکڑ کے ایک لات اُسکے گھوڑے کو ماری کہ گھوڑا دس قدم پسپا ہوا اور دیوانہ تیغشی زمین پر آرہا امیر نے سنبھلنے نہ دیا اُسکی بھی مشکیں باندھ کے عمرو کے حوالہ کیا نوشیرواں نے غمگین ہو کر طبل بازگشت بجوا دیا اپنی فرودگاہ پر آیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام کیطرف پھرے نقابدار نارنجی پوش نے اپنے لشکر کو حکم دیا اور سب سے اشارہ کیا کہ صاحبقران کے لشکر کے متصل اپنے ڈیرے جماؤ اور خود براہ راست بخط مستقیم امیر کے خیمے میں داخل ہوا با خود ہا سب کو لطف ملاقات حاصل ہوا امیر بتعظیم و تکریم اُس سے پیش آئے اور بہت سے عجائبات قاف کے اسکو دکھلائے اور اپنی غیبت میں عمرو کی اعانت کرنیکا شکر ادا کرنے لگے نقابدار نارنجی پوش نے التماس کیا کہ یا امیر بس

زیادہ مجھ کو خجل نہ کرو اب حد سے زیادہ مجھ کو منفعل نہ کرو کوئی کام قابل شکرگذاری کے مجھ سے ظہور میں نہیں آیا میں خود نادم و خجل ہوں کہ آپکو قاف سے تشریف لائے ہوئے عرصہ دراز ہوا اور کیا کیا اس عرصہ میں رنج اُٹھائے اور میں پہونچ نہ سکا امیر نے نرمی آواز سے گمان کیا کہ شاید نقابدار عورت ہے فی الفور ہاتھ پکڑ کے دوسرے خیمے میں تشریف لیگئے اور یہ کہہ کے اب رہ نہیں سکتا اور یہ راز بھی برملا کہہ نہیں سکتا گستاخی معاف کیجیے گا مجھ کو الزام نہ دیجیے گا جھٹ پٹ بند نقاب کھولکر اُلٹ دیا اُسکے رخسارہ رشک قمر کو بیحجاب کیا اُسکے چہرۂ خورشید منظر کو دیکھتے ہی غش کھاکر گر پڑے عمرو کی آنکھوں نیں بھی چکا چوند سی آگئی نگاہ پر خیرگی چھاگئی مگر اپنے کو سنبھالکر فوراً امیر کے منھ پر عرق بید مشک و گلاب چھڑکا اور نقابدار سے بولا کہ قصور بے ادبی معاف ذرا امیر کے منھ سے منھ ملائیے برائے خدا اس امر میں تامل نہ فرمائیے کہ حضور کی خوشبو امیر کے دماغ میں پہونچے اور ہوش میں آویں تمھاری مواصلت جسمانی سے تسکین پاویں نارنجی پوش نے کہ ایک مدت سے اسی آرزو میں شب کو روز اور روز کو شب کرتی تھی فوراً شرمسارانہ امیر کے منھ سے منھ ملایا انکی طبیعت کو بوس و کنار سے خوش کیا امیر نے آنکھیں کھولدیں عمرو نے جھٹ پٹ دختر رز کو کہ ایک ہی مشاطہ ہے لاکر حاضر کیا دو دو جام پیے تھے کہ پردۂ حجاب درمیان سے اُٹھ گیا امیر نے آغوش میں لیکر احوال پوچھنا شروع کیا نقابدار نے بیان کرنا شروع کیا کہ نارنج پری میرا نام ہے ایک مدت سے قاف کو چھوڑکر کوہ سیلان پر رہتی ہوں آپکے فراق میں ہزاروں رنج سہتی ہوں جسدن آپ گستہم سے لڑتے تھے میرا تخت ہوا پر اُڑا جاتا تھا آپ کے چہرۂ خورشید منظر کو دیکھکر میں نے غش کیا نیرنج پری میری وزیرزادی میرے ساتھ تھی مجھ کو غش دیکھکر کوہ سیلان پر لیگئی جب میں ہوش میں آئی آپکے اشتیاق میں پھر اُسی مقام پر جہاں آپکا نظارہ کیا تھا آئی اپنے ساتھ اور لوگ بھی لائی اور اپنی عیار بچی کو آپ کا حال دریافت کرنیکو بھیجا معلوم ہوا کہ ادھر وزیرزادی میری مجھ کو میرے مکان پر لیگئی اُدھر آپ عبدالرحمن جنی کے ساتھ پردۂ قاف پر سدھارے میں کیا کہوں کہ اس عرصہ تک کیا کیا رنج فراق میں نے اُٹھائے کیسے کیسے صدمے تمھاری مفارقت میں پائے ناچار آپکی سلامتی اور آنا آپکا منایا کرتی تھی ہمیشہ اسی فکر و اندیشے میں رہا کرتی تھی جب مجھ کو معلوم ہوا کہ آپ ناموس اپنا عمرو عیار کو سونپ گئے ہیں اور نوشیرواں چاہتا ہے کہ آپ کے ناموس کو کہ اُسکی بیٹی ہے بزور شمشیر چھین لے میں نے چند پریزاد و پیک کی ڈاک بٹھائی کہ جب عمرو پر کوئی غلبہ کرے مجھ کو خبر دیویں بہت جلد اطلاع کریں چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا کہ جب میں سنتی تھی کہ عمرو حریف سے قریب ہے کہ مغلوب ہو میں چڑھ دوڑتی تھی اور آپکے اقبال سے حریف کا قلع و قمع کرکے عمرو کو دشمنوں کے ہاتھ سے بچاتی تھی اُن کی مدد کرنے کیلیے جلد آتی تھی امیر نے یہ تقریر سنکر نارنج پری کے لب شیریں کا بوسہ لیکر کہا کہ اے جان تم نے حریف کو تو تیغ بیدریغ سے قتل کیا اور مجھ کو تہ تیغ احسان و اخلاق کیا یہ کہکر اُسیوقت عمرو سے خطبۂ عقد پڑھواکر اُسکو اپنے نکاح میں لائے دوسرے روز صبح کو دربار کرکے سربہنہ تیشی و دیوانہ تیشی کو طلب فرمایا اُن دونوں کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں نے تم کو کیونکر گرفتار کیا دونوں بھائیوں نے دست بستہ ہوکر کہا

جس طرح سے مردونکو مرد زیر کرتے ہیں جیسی دلاوری مردِ دلیر کرتے ہیں اب آپ ہمارے حاکم ہیں اور ہم محکوم امیر نے دونوں کو
کلمہ تلقین کیا اور خلعت جمشیدی پہنا کر دونوں شاہزادوں کو اپنے پہلو میں طلائی کرسیوں پر بٹھایا اور بہت سی نوازش اُنکے
حال پر کی ہر صورت سے تسلی دی اور آپ محل میں جا کر ملکہ نارنج پری کے ساتھ عیش میں مشغول ہوئے ایک دن لشکر کفار سے طبل
کی آواز آئی پھر اُنھوں نے نقارہ جنگ کی صدا سنائی فرمایا کہ ہمارے یہاں بھی کوس حربی پر چوب پڑے پہلوانان قوی زور
نقارہ جنگ کی آواز سنتے ہی سج سجا کر حاضر ہوئے امیر کی خدمت میں لڑنے کے لیے ہتھیار لگا کر حاضر ہوئے امیر نے
میدان میں جا کر حریف کے مقابلے میں چودہ صفیں آراستہ کیں الجوش میدان میں آکر مبارز طلب ہوا امیر کیطرف سے سرکوب
ترک اُسکے مقابل ہوا الجوش گھوڑے پر سے ایک سو ستر گز بلند اُچھلا اور پائیں آتے وقت قلتی اور چہ بستی اس زور سے
سرکوب کے سر پر ماری کہ سرکوب مثل مار چوب خوردہ زمین پر گر کے پیچ کھانے لگا اس ضرب کے صدمے سے اُسکو غش آنے لگا
اور الجوش گھوڑے کی پیٹھ پر جا رہا سرکوب نے اُٹھکر چاہا کہ گرز الجوش پر مارے الجوش نے پھر بدستور اول کو دکر دو لاتیں
سرکوب کو ماریں اور گھوڑے پر جا رہا سرکوب ترک اس حرکت سے اُسکی کمال عاجز ہوا اور دونوں لشکر بے اختیار ہنسنے
لگے کہ یہ نئی وضع لڑائی کی ہے اتنے میں جنگل کیطرف سے گرد اُٹھی دونوں لشکر کے عیار حال دریافت کرنے لگے معلوم ہوا
کہ سموم عادی وسینا عادی وقباد عادی ومیعاد زر عادی کہ چاروں بھائی حقیقی ہیں کوہ البرز سے نوشیرواں
کی مدد کو آتے ہیں بڑا سامان جنگ و جدال اپنے ہمراہ لاتے ہیں چار ہزار عادی ہمراہ ہے سب بسباب حرب حسب دلخواہ ہے
نوشیرواں نے کئی سردار اُنکے استقبال کیواسطے بھیجے اور عند الملاقات بہت سی تعظیم و تکریم اُنکی کی ناگاہ لشکر اسلام میں غل ہوا کہ
ایک گورخر نے صحرا سے آکر صدہا آدمی زخمی کیے ہیں امیر اُسکی طرف متوجہ ہوئے آگے آگے تو وہ اور پیچھے پیچھے اُسکے امیر اشقر
کو ڈپٹائے ہوئے چلے گئے اُس گورخر کے مارنیکے واسطے گھوڑا دوڑائے ہوئے چلے گئے گورخر نے شام تک اسقدر راہ طے کی
کہ امیر دوسری سرحد میں جا رہے اور ہنگام شام کے ہوتے ہی گورخر نظروں سے غائب ہو گیا امیر سخت متحیر ہوئے کہ گورخر کدھر
گیا جب اُسکا کچھ ٹھکانا نہ لگا مجبور شکار کر کباب لگا کھائی کے رات کی رات ایک درخت کے نیچے سو رہے صبح کو جو اُٹھے تو پھر گورخر
دکھائی دیا امیر نے پھر اسکا پیچھا کیا جلتے جاتے ایک باغ میں گورخر گھس گیا امیر بھی اُسکے پیچھے باغ میں گئے پتا پتا بوٹا بوٹا جھاڑی
جھاڑی باغ کی ڈھونڈھ ماری مگر گورخر گدھے کے سینگ کسطرح سے غائب ہو گیا امیر ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے لیکن بھوک سے
کلیجہ ملا جاتا تھا ضعف کے سبب سے غش پر غش آتا تھا ایک طرف باغ کے گوشے میں بکریوں کا گلہ نظر آیا اُسکے دیکھنے سے اُسکے دل نے
قرار پایا امیر نے اُسمیں سے ایک بکری کو ذبح کیا اور درخت کی لکڑی توڑ کر آگ سلگا کے کباب بھوننا شروع کیا گلہ بان نے
دیکھا کہ ایک شخص اجنبی باغ میں بیٹھا ہوا بکری کے کباب بھون رہا ہے قندز سر شبان کو کہ اُسکا وہ نوکر تھا خبر دی جلدی سے
جا کر اُسکو اطلاع کی قندز سنتے ہی سات سو منی گرز لیکر امیر کے سر پر آیا اور بزور تمام امیر کے سر پر گرز لگایا امیر نے اُسکو اُٹھا کر
تالاب میں پھینکدیا پانی میں اُسکو تر بتر کیا وہ متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ اے جوان سچ بتا تو کون ہے آج تک کسی نے میری پیٹھ زمین سے

نہیں لگائی میں نے کسی سے کبھی شکست نہیں پائی مگر تو نے بآسانی مجھ کو اُٹھا کر تالاب میں ڈالدیا اور میرے نوکروں کے آگے مجھ کو بے آبرو کیا امیر نے فرمایا میرا نام سعد شامی ہے میں حمزہ کا بھائی ہوں مجھ میں زور خدا داد ہے میرا جسم سختی میں فولاد ہے قندز دوڑ کے امیر کے قدموں پر گر پڑا اور بولا کہ سوائے حمزہ کے دوسرے نے یہ طاقت کہاں پائی ہے ایسی صفت دنیا میں کب کسی کو میسر آئی ہے کہ مجھ کو پچھاڑے میرا نام و نشان اسطرح سے بگاڑے بلا شک تو حمزہ ہے امیر نے مکرر کہا کہ میں حمزہ کا بھائی ہوں قندز نے امیر سے کہا کہ اب میں جیتے جی تمھارے قدم سے جدا نہ ہونگا میں نے عہد کیا ہے کہ اب تم سے مفارقت نہ کرونگا امیر نے فرمایا بشرطیکہ تو مسلمان ہووے دین حق کا تابع فرمان ہووے اُسنے اُسیدم بصدق دل کلمہ پڑھا اور چندروز تک امیر کو اپنا مہمان رکھا بہت خاطرداری کی ہرطرح سے تابعداری کی امیر نے ایک روز پوچھا کہ یہ سرحد کس ملک کی ہے قندز نے کہا کہ یہ سرحد خرسنہ کی ہے اور فتح نوش بادشاہ کا نام ہے اور ایک بیٹی ایسی حسین و صاحب جمال رکھتا ہے کہ اگر اُس سے خورشید و ماہ کسب نور کریں تو بجا ہے صورت شکل میں یکتا ہے مگر وہ کسی کو قبول نہیں کرتی کس کس ملک کے بادشاہوں اور شاہزادوں نے اُسکی خواہش نہیں کی مگر اُسنے سوائے انکار کے حرف اقرار کا آشنائے زبان نہیں کیا سب کو جواب صاف دیا امیر نے فرمایا کہ اے قندز مجھ کو اُسکے شہر میں لیچل قندز بولا بہت خوب میں لیچلنے کو تیار ہوں آپکا تابعدار ہوں دوسرے دن امیر شہر کیطرف قندز کے ساتھ روانہ ہوے دس کوس گئے ہونگے کہ قندز نے کہا اب کہیں اُتریے کچھ کھائیے ذرا آرام فرمائیے امیر نے ایک مقام پر توقف کیا اور دو بکریوں کا کباب لگایا امیر تو مسلم ایک بکری نہ کھا سکے مگر قندز نے اپنے حصے کی بکری کھا کے امیر کے آگے سے جسقدر کباب بچے تھے اُسکو بھی کھایا امیر کو اُسکے کھانے پر تعجب آیا اور وہاں سے پھر چلے تھوڑی دور گئے ہونگے کہ قندز نے امیر سے کہا اپنا تو بھوک کے مارے قدم نہیں اُٹھتا ہے میرا تو آپ کے ساتھ میں دم گھٹتا ہے امیر اس سخن سے بہت متعجب ہوے دلمیں کہا کہ قندز بھی جوع البقر میں کچھ معدیکرب سے کم نہیں ہے اسکو بھی بھوک کا تحمل ایک دم نہیں ہے امیر نے فرمایا کہ یہاں کیا ہے کہ تجھے کھانیکو دوں بھلا اس جنگل میں تیرے کھانے کی کیا تدبیر کروں آگے چل کے دیکھا جائیگا کچھ تو آخر ہاتھ آئیگا وہ چند قدم چل کے بیٹھ گیا کہ میری تو مارے بھوک کے انتڑیاں قل ہو اللہ پڑھتی ہیں امیر سخت حیران اسکی درماندگی سے سخت پریشان ہوے ایک طرف دیکھا کہ تاجر اُترے ہوے ہیں امیر نے کارواں سالار سے ملاقات کر کے کہا کہ مجھکو تھوڑا سا کھانا دے سکتے ہو کارواں سالار بہت شریف و سیر چشم تھا بولا تھوڑا کیا بہت سا کھانا حاضر ہے بسم اللہ تشریف لائیے اور دل کھول کے نوشجان فرمائیے امیر نے قندز سے فرمایا کہ پیٹ بھر کے کھالے اُسنے خوب سیر ہوکے کھایا امیر نے کارواں سالار سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جاؤ گے وہ بولے کہ ارادہ ہمارا خرسنہ کا ہے مگر سنا ہے کہ فولاد نامے غلام قیصر روم کا قیصر سے بغاوت کر کے رہزنی کرتا ہے اور مال و اسباب ہمارے ساتھ بہت سا ہے ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو وہ غارت کر کے لیجاوے ہمکو فقیر بنا دے امیر نے فرمایا کہ ہرگاہ میں تمھارے ساتھ ہوں جو حق رول سے ڈرنا تم کو نہیں چاہیے کسی طرح خوف کرنا تم کو نہیں چاہیے کارواں سالار نے پوچھا کہ اے جوان آخر تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کدھر جائیگا اپنا حال مفصل بیان کر کہ کس شہر میں قیام فرمائیگا امیر نے کہا کہ سعد شامی میرا نام ہے حمزہ کا بھائی

ہوں ایک گور خر مجھکو اس دیار میں لے آیا ہے اُسنے مجھکو یہانتک پہونچایا ہے شہر خرسنہ کی تعریف سنکر دل مشتاق ہوا کہ اُس کو دیکھا چاہیے لہذا خرسنہ کو جاتا ہوں اپنا ارادہ سچ سچ تمکو بتاتا ہوں کاروانسالار بشاش ہوکر کہنے لگا الحمد للہ کہ تم بیٹے خواجہ عبد المطلب کے ہو اور عبد المطلب میرا بڑا دوست ہے پس تم ہمارے فرزند کی جگہ ہو یہ سب مال تمہارا ہی ہے کچھ تہیدستی کا اندیشہ نہ کرو ہر طرح سے خاطر جمع رکھو اور انشاء اللہ المستعان شہر خرسنہ میں پہونچکر پنجم حصہ اس مال کا میں تم کو دونگا اپنا مال و متاع حق السعی میں تم کو شریک کرونگا امیر نے فرمایا کہ ہرگاہ گفتگو فرزندی و پدری درمیان میں آئی تم نے میرے حال پر ایسی مہربانی فرمائی حق سعی لینے دینے سے کیا علاقہ رہا تم خاطر جمع رکھو فولاد کیا مال ہے اگر اُسکا آقا قیصر چاہے کہ تمہاری بے رضامندی کے ایک تنکا اس مال و متاع میں سے لیوے تو ہاتھ اُسکے قلم کر ڈالوں تمام اُسکی سلطنت کو برہم کر ڈالوں کاروان سالار خوش ہوکر دعائیں دینے لگا قندز نے امیر سے کہا کہ اُسنے حصۂ پنجم دینے کا وعدہ کیا آپ انکار کیوں کرتے ہیں مال کثیر ہاتھ آوے تو اُسکو کیوں چھوڑیے اللہ جب غیب سے عنایت فرمائے تو اُس سے کیوں منہ موڑیے میں تو شہر میں پہونچکر سوداگروں سے اقرار بموجب حصہ لونگا ہرگز لینے میں دریغ نہ کرونگا امیر نے کہا اے قندز تو کتنا مال لیویگا گھبراتا کیوں ہے اُٹھا بھی تو نہ سکے گا اسقدر مال ہاتھ آئیگا کہ اسکا رکھنا مشکل ہوجائیگا اُسدن تو امیر نے بھی کاروانیوں کے کہنے سے وہیں مقام کیا دوسرے دن کارواں کے ہمراہ ہوئے ناگہاں یہ خبر کسی نے فولاد کو دی کارواں کے پہونچنے سے اطلاع کی کہ ایک قافلہ سوداگرونکا با مال و متاع کثیر خرسنہ کو جاتا ہے اُسکے ساتھ بہت سا مال و زر نظر آتا ہے فولاد نے کاروانیونکو آگھیرا قندز مزاحم ہوا ایک چور نے اُسکا مقابلہ کیا قندز نے ایک گرز ایسا اُسکے سر پر مارا کہ کان کی راہ سے مغز کا گودا نکلگیا ایک ہی ضرب میں گردنکا منکا ڈھل گیا ہنوز نہیں شور و غل پڑا فولاد خود قندز کے سامنے آیا اسپر اپنا حربہ چلایا امیر نے پہونچکر فولاد کی کمر میں ہاتھ ڈالکے پاؤں رکاب سے نکالکر ایک لات ایسی اُسکے مرکب کو ماری کہ گھوڑا پچاس قدم پسپا ہوگیا اور فولاد امیر کے ہاتھ میں رہا امیر نے اُسکو سر گردان کر کے زمین پر دیا مارا چاہتا تھا کہ اُٹھکر بھاگے قندز نے ایک گرز جو مارا سر اُسکا زمین میں پست ہوگیا امیر نے قندز سے کہا کبھی ایسا کام نہ کرنا کیونکہ اگر وہ مسلمان ہوتا تو تیرا یار ہوتا بے جواب لیے کسی کافر کو نہ مارنا چاہیے چند روز کے بعد شہر خرسنہ میں پہونچکر ایک سرا میں اُترکے عیش و عشرت کرنے لگے ایام زندگی بکمال اطمینان سے گذرنے لگے کارواں سالار پنجم حصہ اپنے مال کا امیر کے سامنے لایا کہ حسب وعدہ یہ حاضر ہے امیر نے وہ مال کثیر اُسی کو معاف کیا ہرچند اُسنے منت و سماجت کی لیکن امیر نے کچھ نہ لیا اور فقرا کو اسقدر مال اپنے پاس سے خیرات کیا کہ ہر ایک غنی ہوگیا رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ فتح نوش کو بھی پہونچی کہ ایک شخص نو وارد کاروان سرا میں بیٹھا ہوا ایسی داد و دہش کر رہا ہے رابعہ پلاس پوش دختر فتح نوش نے بھی سنا اُسنے اپنے دل میں کہا کہ بارہا مجھ سے نجومیوں نے کہا ہے کہ حمزہ خود اس شہر میں آکر تیرے ساتھ شادی کریگا شاید یہ شخص حمزہ ہو لونڈیوں سے کہا کہ دیکھو تو کون شخص ایسا آیا ہے کہ سخاوت میں گور حاتم پر لات مار رہا ہے فقیر و دوڑ دوڑ جاتو ہر دم یہی پکار رہا ہے لونڈیوں نے سرا میں جاکر امیر کی صورت جو دیکھی آپسمیں کہنے لگیں کہ ملکہ کے پاس جو تصویر ہے اس جوان سے کتنی مشابہ ہے

یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصویر خواہ مخواہ اسی جوان کی ہے سبھوں نے جاکر ملکہ سے کہا کہ ملکہ صاحبہ مبارک ہو جسکی تصویر آپ کے پاس ہے وہی شخص داد و دہش کر رہا ہے اسقدر خیرات کی ہے اور اتنی دولت دی ہے کہ ہر مفلس تونگر ہو گیا زر داریمیں قارون کے برابر ہو گیا پلاس پوش بہت اپنے دلمیں مسرور ہوئی قضارا اسی دن نسائی نامے خلعت شاہ فرنگ بالشکر بیشیار آکے شہر کو تاراج اور رعیت کو مارنے لگا یہ خبر فتح نوش کو پہونچی اُسنے رعیت کو قلعہ کے اندر لیکے دروازہ قلعہ کا بند کر دیا شدہ شدہ یہ شور وغل امیر کے کانوں تک بھی پہونچا امیر نے وہاں کے باشندوں سے پوچھا کہ آخر سبب نزاع کا کیا ہے یہ کیسا شور او ہنگامہ ہے کیا ماجرا ہے واقفکاروں نے کہا کہ شاہ فرنگ نے اس اپنے بیٹے کے لیے دختر بادشاہ طلب کی تھی بادشاہ کو تو کچھ عذر نہ تھا مگر دختر شاہ نے قبول نہیں کیا اسواسطے وہ چڑھ آیا ہے اُسکے تاراج کرنے کیواسطے اپنا لشکر لایا ہے اکثر محلے شہر کے تو تاراج کر چکا ہے اب قصد قلعہ کے اندر جانیکا رکھتا ہے سیکڑوں تونگروں کو محتاج کر چکا ہے امیر نے یہ کیفیت سنکر قندز سے کہا کہ اشقر پر زین رکھو اور ان کافروں کو یہاں سے دور کرو قندز نے حسب ارشاد امیر اشقر کو تیار کر کے سلاح امیر کے آگے رکھدیے سب ہتھیار اُنکے حوالے کیے امیر سلاح بدن پر لگا کے اشقر پر سوار ہوے اور لڑنے پر تیار ہوے اور قندز کو ساتھ لیکر شاہ دروازے پر گئے کوتوال سے کہا دروازہ کھولدے کہ میں باہر جاؤں ذرا اس محمصہ کو دیکھ آؤں کوتوال نے کہا کہ آپ دیکھتے ہیں آشوب کیسا ہو رہا ہے یہ وقت شہر سے باہر جانیکا نہیں ہے موقع قدم اُٹھانیکا نہیں ہے ہر چند امیر نے اصرار کیا لیکن کوتوال نے دروازہ نہ کھولا قندز نے جھنجھلا کر ایک گرز جو کوتوال کو مارا سر اسکا پست ہو کر بھیجا ناک کی راہ سے نکل آیا ایسا زخم کاری کھایا امیر نے کہا کہ ظالم اس جز وضیف کو کیوں مارا قندز بولا کہ اُسنے دروازہ کیوں نہ کھولا یہ خبر فتح نوش کو پہونچی کہ وہ مسافر جو کئی دن سے سرا میں خیرات کیا کرتا تھا شاہزادہ فرنگ سے لڑنیکو جاتا ہے اپنی شجاعت و جوانمردی دکھاتا ہے فتح نوش اُسیدم سوار ہو کے امیر کے پاس آیا اور کہا کہ اے عزیز مسافر غریب الوطن ہو کے یکہ و تنہا اتنی فوج کثیر سے لڑنیکو کیوں جاتا ہے ایسی محنت شاقہ کیوں اُٹھاتا ہے نہ میرا نوکر ہے کہ حق نمک ادا کرتا ہے نہ کبھی کی ملاقات ہے کہ پاس ملاقات دامنگیر ہے پس تو اپنی جان عزیز کس لیے گنواتا ہے مفت میں اپنے کو بلا میں پھنساتا ہے اور اگر یہی ارادہ ہے تو میں اپنی فوج کو اگرچہ غنیم کے مقابلے میں بہت قلیل ہے اور یہی وجہ میرے قلعہ بند ہونیکی ہے تیرے ساتھ کر دوں جہانتک ممکن ہو تیری مدد کروں امیر نے کہا کہ فوج کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کے تماشا دیکھیے ہرگاہ غنیم شکست اُٹھا کر بھاگے اسوقت قلعہ سے نکلکر اُسکا مال و اسباب تاراج کیجیے دشمنوں کا سب مال و زر لیجیے فتح نوش نے مجبور ہو کر کہا کہ اچھا اگر یہی مرضی ہے تو میں ناچار ہوں جو آپ فرماتے ہیں میں تابعدار ہوں امیر مع قندز رزمگاہ میں آئے جسقدر فوج تھی اُسکے پرے جمائے یہ خبر دختر فتح نوش کو بھی پہونچی ایک بلندی پر چڑھ کے سر کے بال کھولکر زیر آسمان دعائیں مانگنے لگی کہ بار الٰہا اس جوان کو اپنی پناہ میں رکھنا کہ للہ لڑنیکو جاتا ہے غیر شخص کیواسطے ایسی مصیبت اُٹھاتا ہے اور دوربین لگا کے امیر کی لڑائی کا تماشا دیکھنے لگی فرنگیوں نے جانا کہ یہ

دونوں آدمی صلح کا پیغام دینے کو آتے ہیں احتیاطاً ایک سوار کو بھیجا کہ اُن سے دریافت کر آؤ کہ کس ارادے پر اسطرف آتے ہیں کیا کچھ پیام ہمارے پاس لاتے ہیں اُسنے جا امیر سے پوچھا کہ سردار ہمارا پوچھتا ہے کہ آپ کا ارادہ کیا ہے کیوں تم آتے ہو کس نے تم کو بھیجا ہے قندز بولا کہ تیرا کیا ارادہ ہے اگر مرد ہے تو میرے سامنے میدان میں آکر اپنی بہادری دکھا فرنگی سوار بولا کہ چیونٹی کو بھی پر لگے یہ کہکر قندز پر کرچ چلائی قندز نے اُسکی ضرب کو رد کرکے ایک ایسا گرز مارا کہ وہ فرنگی مع مرکب زمین میں پست ہوگیا نسائی نے یہ حال دیکھ کر ایک پہلوان کو حکم دیا کہ ان دونوں کو پکڑ لاؤ ان کے پکڑنے میں دیر نہ لگاؤ قندز نے اُسکو بھی اُسکے پاس بھیجدیا تھوڑی دیر کے عرصہ میں چالیس پہلوان فرنگی قندز کے ہاتھ سے مارے گئے فرنگی گھبرا کر کہنے لگے کہ یہ دونوں آدمی نہیں ہیں بلاشبہہ یہ قوم جنات سے ہیں یا بلائے آسمانی ہمپر نازل ہوئی ہے ہم کسیطرح سے انکے ہاتھ سے نجات نہ پائینگے سیدھے ملک عدم کو جائینگے شاہ خرسنہ اس کیفیت کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور وزیر سے پوچھا کہ یہ دونوں شخص کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں اور کدھر کو جاتے ہیں مفصل بیان کر کہ کس ملک سے تشریف لاتے ہیں وزیر نے کہا کہ ایک قافلہ سوداگروں کا سرائیں آکر اُترا ہے شاید اُنھیں کے ساتھ یہ بھی ہیں بادشاہ نے فرمایا قافلہ سالار کو حاضر کرو کہ میں اس سے ملاقات کروں اُسکے حال سے مطلع ہوں ہرگاہ قافلہ سالار حاضر ہوا بادشاہ نے فرمایا سچ بتاؤ یہ دونوں جوان کون ہیں ایسے ہیمتن پہلوان کون ہیں اُسنے تمام کیفیت اثنائے راہ کی بیان کرکے عرض کی کہ یہ جو گھوڑے پر سوار ہے حمزہ کا بھائی ہے اور وہ جو پیادہ ہے اسی سوار کا ہمراہی ہے انکے حال سے اسقدر بندہ تو آگاہ ہے بادشاہ نے کہا کہ قیاس چاہتا ہے کہ یہی حمزہ ہے کیونکہ یہ شجاعت وہمت سوائے حمزہ کے کس نے پائی ہے جسکی بہادری کی قائل ساری خدائی ہے حیف ہے کہ اتنے دن میرے شہر میں وارد تھا اور مجھ کو کم وکیف اسکا مطلق معلوم نہ ہوا نہیں تو میں اسکی مہمانداری کرتا ہر طرح سے اُسکی خاطرداری کرتا بہرحال یار زندہ صحبت باقی القصہ جب چالیس پہلوان فرنگ قندز کے بھیجے ہوئے جہنم کو گئے نشان بردار فوج فرنگ غیظ میں آکر خود قندز کے سامنے آیا اُن سے لڑنے کیلیے قدم بڑھایا قندز نے اُسپر بھی وار کیا اُسنے گرز پکڑ لیا اور چھیننے لگا قندز نے امیر کو پکارا کہ بھائی سعد شامی جلد اعانت کرو نہیں تو گرز ہاتھ سے جاتا ہے یہ کافر مجھ پر قابو پاتا ہے امیر نے اس زور سے نعرہ کیا کہ تمام دشت کانپ گیا اور سواران فرنگ ہیبت سے گھوڑوں کے نیچے آرہے گڑھوں میں جا رہے اور گھوڑے خالی کاٹھی جنگل کیطرف بھاگے اور لشکر فرنگ کے نشان بردار کا ہاتھ ڈھیلا ہوگیا قندز نے گرز اپنا اُسکے ہاتھ سے کھینچ لیا ایسا زور کیا نشان بردار نے کرچ میان سے لیکر قندز پر وار کیا امیر نے قندز کو پیچھے ہٹا کر ایک وار تلوار کا ایسا مارا کہ نشان بردار کا ہاتھ شانہ سے جدا ہوگیا تمام فوج میں شور و ہنگامہ محشر بپا ہوگیا تب تو نسائی پسر شاہ فرنگ بھاگا امیر و قندز نے چار کوس تک اُنکا پیچھا کرکے ہزارہا فرنگی کو قتل کیا کسی کو بچنے نہ دیا فتح نوش اس ظفر کو دیکھکر حسب گفتہ امیر مع فوج قلعہ سے باہر نکلا اور مال ومنال فرنگیوں کا خوب لوٹا تمام لشکر اسباب غنیمت پر ٹوٹا اور کہا کہ یہ سب مال سعد شامی کا ہے خبردار اسپر کوئی دست انداز نہ ہوئے اس مال ومتاع کے لینے پر کسی کا ہاتھ دراز نہ ہوئے اور رابعہ پلاس پوش نے دروازہ

خزانہ کا بہ نیت تصدق امیر کھولدیا روپیہ پیسا بے انتہا محتاجوں کو دیا کوئی فقیر اس شہر میں ایسا نہ تھا کہ امیر نہیں ہوگیا ہرگاہ امیر مظفر و منصور شہر کیطرف پھرے فتح نوش امیر کو لیکر قلعہ میں داخل ہوا دشمنوں کی طرف سے اسکو اطمینان حاصل ہوا اور مرکب سے اُترکے قدمبوس ہوا اور جسقدر لوٹ اہل فرنگ کی تھی امیر کے روبرو رکھی امیر نے اُسے گلے سے لگا کر کہا کہ اس متاع کو اپنی فوج پر تقسیم کردو سب لشکر کو بطور انعام مرحمت کرو قندز حیران ہوکر چپ ہورہا فتح نوش نے بڑے تکلف سے امیر کی مہمانی کی اور آپ بھی امیر کے ساتھ شراب و کباب نوش کیا قندز کو جو نشہ غالب ہوا فتح نوش کے ایلان نامی پہلوان سے کج بحثی کرنیلگا امیر نے اُسکو منع کیا ایسی گفتگو کرنے سے ڈانٹ دیا القصہ کئی روز جشن رہا فتح نوش نے وزیر سے علیحدہ ہوکر کہا کہ گر ربیعہ انتی تو اس سے بہتر جفت میسر نہیں ہوتا ہے جاؤ تو اُسکا استمزاج تو لو اگر وہ مانے تو میں اس جوان کو پیغام دوں اس عقد کرنیکا ذکر کروں وزیر نے رابعہ سے جاکر کہا رابعہ نے سر نیچا کرکے کہا جو مرضی بادشاہ کی میں تابعدار ہوں بادشاہ جو ارشاد فرمائینگے اُسکے قبول کرنیمیں ناچار ہوں بادشاہ نے سنکر امیر سے دامادی کی استدعا کی امیر نے برضا و رغبت قبول کیا اُسی وقت سے شادی کی تیاری ہونے لگی اور نجومیوں کو بلا کر ایک وزٹھہرایا اہل نجوم سے ایکدن نیک اس کام کیلیے استفسار فرمایا محفل عقد کے دن امیر نے عمرو کو اپنے دلمیں یاد کیا کہ حیف ہے کہ آج عمرو نہیں اگر وہ موجود ہوتا تو نہایت خوشنود ہوتا اب عمرو کا حال سنیے کہ جس دن سے امیر نے گورخر پر گھوڑا اُٹھایا تھا اشقر اُسکے پیچھے دوڑایا تھا اُسی دن سے وہ بھی امیر کی تلاش کو نکلا تھا اور جہاں جہاں اثناء راہ میں امیر کا گذر ہوا تھا وہاں وہ بھی پہونچکر امیر کا حال دریافت کرتا چلا آتا تھا جہاں سُراغ پاتا تھا اُسی طرف جاتا تھا جب قندز کے باغ میں پہونچا چوپان نے عندالاستفسار کہا کہ امیر صاحبقران کو تو ہم نہیں جانتے اس نام کے شخص کو تو ہم نہیں پہچانتے مگر ایک شخص سعد شامی نام برادر حمزہ یہاں آیا تھا ہمارے یہاں کچھ قیام فرمایا تھا چند روز رہ کر ہمارے آقا کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خُرستہ کیطرف گیا ہے عمرو سمجھا کہ امیر تھے اُسیدم قدم مارتا وہاں سے چلا اور شہر خرستہ میں آپہونچا خدا کی قدرت دیکھا چاہیے کہ دو ساعت قبل از نکاح فتح نوش کی ڈیوڑھی پر پہونچا اور دربانوں سے کہا کہ جاؤ اپنے بادشاہ سے کہدو کہ سعد شامی نام میرا غلام بھاگ کر تمھارے پاس آیا ہے اُس نے اپنے تئیں چھپایا ہے اسکو گرفتار کرکے ہمارے پاس بھیجدو اسمیں ہرگز تامل نہ کرو نہیں تو اچھا نہ ہوگا دربانوں نے اسیطرح بادشاہ سے کہا امیر نے پوچھا کہ اسکی وضع و ہیئت و لباس کیا ہے اندازہ کیسا ہے دربانوں نے کہا کہ تیرہ گز کا تو قد ہے اور سُرخ بانات سقرلاتی کی پانچ گز لمبی ٹوپی سر پر ہے اور اُسپر دو پر لگے ہوئے ہیں ہر دم بے ہوا ہلتے ہیں اور نمد کی قبا گلے میں ہے اور ایک توبڑا حمائل کیے ہوئے ہے کمان چند جا سے بندھی ہوئی دوش پر اور چند تیر بے پر و پیکان کمر میں کاغذ کی ڈھال پشت پر اٹھارہ من کا سونٹا ہاتھ میں لیے ہوے قبا ے نمدی پر ایک پیراہن سیاہ رنگ ایسا ڈھیلا ڈھالا پہنے ہے کہ بلا مبالغہ اُسکی آستین میں شیر کا بچہ رہ سکتا ہے اُسکے سامنے کسکی مجال ہے اور کون کوئی بات کہہ سکتا ہے امیر ہیئت سنکر بارگاہ سے نکل آئے سب لوگ بڑا تعجب لائے عمرو دوڑ کر قدموں پر گر پڑا امیر نے اُسکو سینے سے لگایا بہت التفات اور پیار فرمایا اور ہاتھ پکڑ کے

بارگاہ میں لاکر بادشاہ سے ملاقات کروائی انکی عیاری اور چالاکی اور محبت کی سب کیفیت سنائی بادشاہ نے کہاکہ انکی تعریف تو کیجیے یہ کون ہیں امیر نے فرمایاکہ یہ نوشیرواں کا مسخرہ ہے عمرو بولاکہ مسخرے تو امیر و بادشاہ ہوتے ہیں بڑے صاحب عزت وجاہ ہوتے ہیں مجھ غریب نے یہ رتبہ کہاں پایا ساری محفل ہنس پڑی جب وقت نکاح کا قریب آیا امیر نے عمرو سے کہاکہ جلد جاکر کسی قاضی کو عقد پڑھنے کیواسطے لے آؤ اسمیں ہرگز دیر نہ لگاؤ مگر وہ مسلمان ہو صاحب ایمان ہو عمرو نے بارگاہ سے نکلکر صورت اپنی تبدیل کی اور سفید براق بالوں کی دو گز لمبی داڑھی اپنے چہرے پر لگائی مشائخوں کی صورت بنائی اور ایک کرتا ایسا ڈھیلا ڈھالا کہ جسکی آستین میں بچہ سیمرغ رہ سکے پہنا اور بمقدار گنبد ایک عمامہ سر پر باندھا کئی گز کا عصا ہاتھ میں لیکے لنگ کرتا ہوا بارگاہ میں آیا جتنے حاضرین تھے مع امیر و فتح نوش تعظیم و تکریم پیش آئے تمام اہل محفل ایک زبان ہوکر بولے کہ ہم نے آج کے سوا کبھی ایسا مرد بزرگ اس شہر میں نہیں دیکھا معلوم نہیں کہ حضرت کہاں سے اسوقت رونق افروز ہوے کہ ہم سب لوگ آپکی خدمت سے بہرہ اندوز ہوے امیر نے اپنے بالادست قاضی جی کو بٹھلاکر حکم عقد خوانی کا دیا عمرو نے تعمیل ارشاد کیا اور اس خوش الحانی و قرأت سے خطبہ پڑھاکہ سامعین کو رقت آگئی سب اہل محفل پر ایک حالت وجد چھاگئی بادشاہ نے ہزار درم عمرو کے آگے رکھے عمرو نے کہاکہ میں بغیر پانچہزار دینار کے نہ لونگا اور قلیل ہرگز قبول نہ کرونگا قندز بولاکہ اے مولوی صاحب اگر یہ ہزار درم آپ کے کام کے نہیں ہیں تو مجھ کو عنایت کرو آپ کے نزدیک گر انکی کچھ حقیقت نہیں ہے تو مجھ ہی کو دیدو عمرو نے اسیوقت دو درم اٹھاکے اپنی جوتی کے اندر ڈالدیے اور ایک عصا قندز کو ایسا مارا کہ قندز داد بیداد کرنے لگا عمرو تو وہاں سے غائب ہوا قندز بڑبڑانے لگا کہ کیا مضائقہ ہے کبھی تو قاضی صاحب راہ باٹ میں ملینگے اسکا بدلا ایسا لونگا اور اتنا ذلیل کرونگا کہ زندگی بھر یاد کرینگے بادشاہ نے امیر سے پوچھا کہ آخر یہ شخص کہاں سے آیا تھا امیر نے کہاکہ غیب سے آیا تھا اللہ نے اُس اپنے بندے کو بھجوایا تھا پھر قندز نے پوچھاکہ وہ مسخرہ جو آیا تھا معلوم نہیں کدھر کو گیا ایسے قاضی کو لایا کہ جس نے بے قصور مجھ کو عصا مارا میرا جسم اب تک درد کرتا ہے ایسا بے تحاشا مارا اگر قاضی نہ ملیگا تو میں اُسی سے سمجھونگا بہت بُری طرح سے پیش آؤنگا عمرو تھوڑی دیر کے بعد پھر بارگاہ میں آیا اور نیا رنگ لایا کہ قندز کے سر پر سر رکھکر پاؤں اوپر اٹھاکے ایسا ناچا کہ اہل محفل دیکھکر ہنسی کے مارے لوٹ لوٹ گئے اسکی چالاکی اور مسخرگی سے حیرت میں رہے بادشاہ بھی عمرو کی حرکتوں سے بہت محظوظ ہوا اور وزیر سے کہنے لگا کہ ایسا بینظیر آدمی کبھی نہ دیکھا تھا واقعی یہ شخص قسم عیاری میں کامل ہے اسکو ہر طرح کی مہارت حاصل ہے بعد ازاں دور ساغر مے زنگار رنگ چلنے لگا اور ارباب محفل بدمست ہوکر ناچنے لگے بادشاہ نے بہت سا انعام عمرو کو دیا سب کو بہر صورت خوش کیا اور سات شبانہ روز جشن رہا آٹھویں دن امیر نے عمرو سے کہاکہ تم لشکر میں جاؤ میں بھی چند روز کے بعد آتا ہوں کچھ یہاں کی کیفیت اٹھاتا ہوں عمرو تو لشکر کی طرف روانہ ہوا امیر محل میں جاکر رات دن رابعہ پلاس پوش کے ساتھ عیش کرنے لگے تھوڑے دنوں کے بعد محلدار نے حاضر ہوکر امیر کو مژدہ دیاکہ ملکہ صاحبہ حاملہ ہیں امیر نے فرمایاکہ جبتک لڑکا پیدا نہ ہوے گا

تب تک میں یہیں رہونگی کہیں جانیکا قصد نہ کرونگی رابعہ بولی کہ اے سعد شامی میری بھی یہی خوشی ہے کیونکہ میں نے تمھارے عشق میں سناٹے پن کر دن کاٹے ہیں اب تھوڑے دن تو بھلا عیش میں اوقات کٹے

جانا امیر کا فتح یار برادر فتح نوش کے ملک میں اور مارنا اژدہے کو اور پیدا ہونا شاہزادہ علم شیروی کا

راویان شیریں سخن و نغمہ سرایان داستان کہن اس طرح سخن پرداز ہیں کہ فتح یار نام فتح نوش کا چھوٹا بھائی کہ خرسنہ کے قریب اسکا بھی ملک تھا اُسنے سنا کہ فتح نوش نے رابعہ کی شادی ایک مسافر کے ساتھ کردی اور یہ بات اُسنے خلاف قاعدہ اپنی قوم کے کی بھائی کو نامہ لکھا کہ میں بھی داماد کی ملاقات کا شائق ہوں تھوڑے دنوں کے واسطے میرے پاس بھیجدو کہ ہم لوگ بھی اُنکی ملاقات سے حظ اُٹھائیں یہاں بہر و تشریف لائیں فتح نوش نے وہ نامہ امیر کو دکھلایا اُنکے اشتیاق و ملاقات کا حال اُنکو سنایا امیر نے کہا کیا مضائقہ ہے میں جاؤنگا اُنکی خاطر سے تکلیف سفر اُٹھاؤنگا چنانچہ دوسرے دن امیر فتح یار کے ملک کیطرف روانہ ہوے جب شہر میں داخل ہوے فتح یار نے استقبال کرکے امیر کو لیگیا اور بہت سی عزت و تعظیم و توقیر و خاطر داری امیر کی کی امیر کو طلائی کرسی پہ بٹھلایا اور باتیں کرنے لگا کہ دفعۃً واحدۃً شور غل کی آواز آئی امیر نے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہے فتح یار نے کہا کہ اس شہر کے قریب ایک اژدہا رہتا ہے جب وہ سانس چھوڑتا ہے سات کوس تک شعلہ اُسکے منھ کا جاتا ہے جو چیز پاتا ہے اُسکو جلاتا ہے اور جب دم کھینچتا ہے تو اس فاصلے تک میں جو چیز ہوتی ہے وہ اُسکے حلق کے اندر جاتی ہے اس شہر پر مدت سے یہ آفت آئی ہے اسمیں جمادات ہو یا نباتات ہو یا حیوانات ہو سو آج اُسنے سانس چھوڑی ہے اُسی کا شور و غل تھا جو شہر میں برپا ہے تمام خلائق تہ و بالا ہے امیر نے کہا حیف ہے آجتک کبھی اسکا ذکر فتح نوش نے مجھ سے نہیں کیا نہیں کب کا اس بلا کو میں نے دور کیا ہوتا اُس اژدہے کا سر مار کے چور کیا ہوتا بہرحال آپ کسیکو میرے ساتھ کر دیجیے کہ وہ اُس غار کو مجھے دور سے بتادے اُسکے رہنے کی جگہ مجھکو دکھادے فتح یار نے کہا کہ میں خود آپکے ہمراہ چلونگا امیر اشقر پر زین کھلا کے قندز کو ہمراہ لیکر سوار ہوے اور جانے پہ تیار ہوے فتح یار بھی اپنی فوج سمیت امیر کے ساتھ ہوا لیکن ہر ایک اپنے دلمیں متحیر و متعجب تھا کہ یہ شخص کیونکر اژدہے کو ماریگا ایسی بلا پر کسطرح قابو پائیگا امیر نے جب دیکھا کہ وہ سانس کھینچنے لگا مرکب سے اُترکر اژدہے کیطرف چلے جب متصل پہونچے خنجر نکالکر دوڑے اور اُسکے گلپھڑوں میں خنجر کو رکھ کر تا کمر چیر ڈالا اس چالاکی سے اُسکا دم نکالا اژدہے کے منھ سے اسقدر دھواں نکلا کہ کوسوں تک اندھیرا ہوگیا آسمان گویا دھوئیں کا غبار ہوگیا جب ہوا دھوئیں کا اثر اُڑا لیگئی امیر پھر کر فتح یار کے پاس آئے اور کہا کہ الحمد للہ وہ موذی مارا گیا فتح یار نے مع لشکر جا کر دیکھا جہاں وہ پڑا تھا وہاں آکر دیکھا کہ مثل کوہ کے اژدہا ڈھیر ہوا پڑا ہے فتح یار نے امیر کے دست و بازو کو بوسہ دیا اور اس بلا کے دفع ہونے پر شکر کیا اور تمام خلقت امیر کی مدح خوان ہوئی سب کی طبیعت خوش اور شادمان ہوئی بعد ازاں امیر چندے روز فتحیار کے پاس رہکر شہر خرسنہ میں آئے اس عرصہ میں

حمل کی بھی مدت آخر ہوئی اور بساعت سعید فرزند ارجمند پیدا ہوا آسمان تمنا پر کوکب مقصود ہویدا ہوا امیر نے اسکا نام علم شیر رومی رکھا فتح نوش نے خزانوں کا منھ کھلوادیا جنے جسقدر چاہا خزانہ لیا جب چالیس دن کا امیر زادہ ہوا امیر بادشاہ اور رابعہ بلاس پوش سے رخصت ہوے اور فرمایا کہ ہرگاہ یہ لڑکا بالغ ہو اسکو حمزہ کے لشکر میں بھیجنا فتح نوش نے امیر سے بسوگند پوچھا کہ سچ کہو تمھارا نام سعد شامی ہے یا حمزہ ہے امیر نے فرمایا کہ فی الحقیقت حمزہ میں ہی ہوں فتح نوش نہایت خوش ہوا اور قندز بغلیں بجانے لگا اور فخر سے سبکو سنانے لگا کہ سچ ہے مجھکو سوا ے حمزہ کے کسکی طاقت تھی کہ زیر کرتا الحمدللہ کہ میں حلقہ بگوش بھی ہوا تو حمزہ کا ہوا سوا ے حمزہ کے دوسرے کی تابعداری مجھے ناگوار تھی یہ بات مجھپر سخت دشوار تھی رابعہ نے بھی سنکر سجدہ شکر ادا کیا کہ حمزہ میرا شوہر ہے جو تمام زمانہ میں نامور ہے القصہ امیر قندز کو لیکر اپنے لشکر کیطرف روانہ ہوے وہاں ہر روز لڑائی ہوتی تھی ایک دن دونوں لشکروں کی صفیں آراستہ ہوئی تھیں کہ امیر مع قندز لشکر میں داخل ہوے یاروں نے قدمبوس ہوکر لڑائی کی سرگذشت بیان کی امیر نے سب کو تسلی کا فرمایا ہر ایک کو گلے سے لگایا اور بآواز بلند پکارا اور قندز کو لڑنے کیواسطے بھیجا الجوش گھوڑے پر سے جست کرکے دو لاتیں اور ایک جوبدستی قندز کے سینے پر مارکے گھوڑے کی پیٹھ پر جا رہا قندز زمین پر کبوتر کیطرح لوٹنے لگا ہرگاہ پھر سنبھل کر مقابل ہوا اُسنے پھر وہی حرکت کی غرضکہ شام تک اسیطرح سے الجوش و قندز کی جنگ رہی جب طبل بازگشت بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے دوسرے دن الجوش میدان میں آکے للکارا کہ حمزہ مجھکو اپنی بہادری دکھا اگر تو مرد ہے تو تو آپ میرے سامنے آ

لات مارنا اُڑکر الجوش کا امیر کو اور پاؤں پکڑکر چرخ دینا امیر کا اور گرفتار کرنا الجوش کو

بہت پہلوانوں کو تو نے زیر کیا ہے اب تو مجھ سے زیر ہوا امیر اشقر دیوزاد کو چھچکار کر اُسکے روبرو گئے اُسنے دو وار امیر پر کیے امیر کچھ نہ بولے چپکے کھڑے رہے جب اُسنے تیسرے حملے میں لات مارنیکا ارادہ کیا امیر نے اُسکا پاؤں پکڑ کے چرخ دیا ہر گاہ وہ سُست ہوا زمین پر دے مارکے مشکیں باندھلیں خوب زور سے ٹنڈیاں کسیں اور عمرو کے حوالے کیا قید رکھنے کے لیے اُنکو دیا عمرو نے الجوش سے کہا کہ اُٹھ میرے ساتھ چل وہ بولا کہ اگر طاقت ہے تو مجھ کو لیجا ذرا اپنی طاقت دکھا عمرو نے دو تین کوڑے ایسے زور سے لگائے کہ الجوش اُٹھ کے دوڑتا ہوا عمرو کے ساتھ ہوا ناظرین ہنسنے لگے امیر طبل بازگشت بجوا کر شاداں و فرحاں اپنے خیمے میں داخل ہوے شب کو امیر نے الجوش کو طلب کیا اور فرمایا کیا ارادہ ہے اُس نے کہا کہ تابعداری کا ارادہ کیا ہوگا جب تک زندہ ہوں غلام ہوں امیر نے اُسکو مشرف باسلام کر کے اپنے پہلو میں کرسی مرصع پر بٹھلایا اُسکو سب میں معزز فرمایا اور عمرو نے حلقہ غلامی کا اُسکے کان میں ڈالدیا اُسکو غلاموں کے زمرہ میں داخل کیا اور بحکم امیر مجلس جشن برپا کی سب کار گزاروں کو سامان جمع کرنیکی اجازت دی راوی لکھتا ہے کہ عین جشن میں محلی نے حاضر ہو کر بطن تاریخ پری سے تولد فرزند کی مبارکباد دی امیر نے شادیانے بجنے کا حکم دیا سب کو اُنکے موافق انعام دیکر خوش کیا اور ایک من طلا کا طوق بنوا کر امیر زادے کو پہنایا اور طوق زرین نام رکھکر پرورش کرنیوالوں کے سپرد فرمایا اور حفاظت و پرورش کے لیے لوگ مقرر کیے بہت سے روپیہ بطور انعام دیے اور آپ سوار ہو کر یاروں سمیت رزمگاہ میں گئے ایک عادی نے میدان میں آکر مبارزطلبی کی زور سے اہل لشکر کو آواز دی استفتانوش نے جاکر اُسکا مقابلہ کیا اتنے میں جنگل کیطرف سے گرد اڑی عیاروں نے دونوں طرف خبر پہونچائی دوڑ کر یہ کیفیت سُنائی کہ شاہزادہ روم بالشکر جرار آیا ہے بڑی جمعیت اپنے ساتھ لایا ہے اور دونوں لشکروں کے سرداروں سے ارادہ جنگ کا رکھتا ہے عیار یہ کہہ رہے تھے کہ شاہزادے نے دونوں لشکروں کے درمیان میں اپنے لشکر کی صفوں کو قائم کر کے گھوڑا میدان میں کُدایا کمال ترک سے بر سر مقابلہ آیا اور لشکر کفار کیطرف رُخ کر کے کہا کہ اے نوشیرواں بھیج کسی کو کہ بہادرونکی تلوار کا جوہر دیکھے دلاورونکی جرأت اور جوانمردونکی ہمت کر دیکھے نوشیرواں کیطرف سے ایک عادی میدانیں آیا اور گرز تول کر چاہتا تھا کہ شاہزادے کے سر پر مارے شاہزادے نے گرز چھین کر زمین پر پھینک دیا اور اُسکے گھوڑے کے زین کے زیر بند میں ہاتھ دیکر مرکب و راکب کو اُٹھالیا اور اس زور سے زمین پر پٹکا کہ راکب و مرکب کی ہڈیاں چور ہو گئیں دونوں لشکروں سے بانگ تحسین و آفرین کی بلند ہوئی زبان دعوی دلیرونکی بند ہوئی راوی لکھتا ہے کہ دوپہر کے عرصہ میں ایک سو کئی پہلوان عادیونکا اسی طرح شاہزادے کے ہاتھ سے مارا گیا نوشیرواں کے تمام لشکر کا جی چھوٹ گیا لڑنے والونکا دل خوف سے ٹوٹ گیا دو ساعت تک شاہزادہ مبارزطلب رہا لیکن فوج کفار سے کوئی اُسکے سامنے نہ آیا تاب مقابلہ کی نہ لایا مجبور لشکر اسلام کی طرف گھوڑے کی باگ پھیر کر للکارا آواز بلند سے پکارا کہ اے عربو تم میں سے جسکو جنگ کا حوصلہ ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی پہلوانی اور سپاہگری دکھاوے فرہاد نے امیر سے اجازت لیکر اپنا ہاتھی ہولا شاہزادے نے پوچھا اے طویل القامت

اپنا نام بتلا کہ گمنام مارا نہ جائے تیری گمنامی پر کوئی تاسف نہ کھائے فرہاد بولا کہ میرا نام فرہاد بن لندھور ہے میری لڑائی
کا سب سے نرالا طور ہے شاہزادۂ روم نے کہا کہ جس حربہ کا تو مشاق ہو وہ حربہ کر فرہاد بولا کہ پہلے حریف پر حربہ کرنا اپنا دستور
نہیں ہے تو حربہ کرلے تو میں بشرط حیات حربہ کرونگا دیکھا کیسا صدمہ دونگا شاہزادۂ روم نے بسم اللہ کر کے ایک وار گرز
کا فرہاد پر کیا فرہاد نے تو ہاتھی کے پیچھے پر جاکر گرز کو خالی دیا مگر گرز ہاتھی کی مستک پر پڑا ہاتھی کا مغز کان کی راہ سے نکل گیا
فرہاد کود کر زمین پر آیا ہاتھی اُسیدم گر کے مر گیا جہان سے فوراً کوچ کر گیا فرہاد نے چاہا کہ شاہزادۂ روم کے گھوڑے کو
پے کرے شاہزادہ گھوڑے سے الگ ہو کر اُسکے سامنے آیا فرہاد دوسرے ہاتھی پر سوار ہو لڑنے پر تیار ہوا شاہزادہ پھر مرکب
کی پیٹھ پر جا بیٹھا دونوں گرز بگرز لڑنے لگے شاہزادے نے دیکھا کہ گرزبازی میں یہ بھی مشاق ہے گھوڑے سے کود کر ہاتھی سمیت
فرہاد کو اُٹھا لیا اور نعرہ کر کے زمین پر دے مارا اور کہا کہ اب تو جاکر جلد کسی دوسرے کو بھیجدے کہ تجھ میں اب طاقت نہیں رہی
لڑنیکی قدرت نہیں رہی راوی لکھتا ہے کہ اگر فرہاد پھرتی کر کے ہاتھی سے جدا نہ ہوتا تو ہاتھی کی طرح سے اُسکی بھی ہڈی پسلی
ٹوٹ جاتی کھوپڑی ضرب سے پھوٹ جاتی مگر تو بھی کسیقدر فرہاد کے چوٹ آئی اس ضرب کی بڑی اذیت اُٹھائی دونوں لشکروں
میں شور احسنت و آفرین کا بلند ہوا امیر نے فرمایا کہ ہم نے رستم کو سنا تھا کہ حریف کو ہاتھی سمیت اُٹھا لیتا تھا پھر زمین پر
پھینکدیتا تھا مگر اس شہزادے کو آنکھوں سے دیکھا لوگ بولے کہ ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + وہ افسانہ و بیان ہے یہ
موجود و عیاں ہے فرہاد نے امیر سے عرض کی کہ شاہزادے نے کہا تھا کہ تو جا اور کسی کو میرے مقابلہ کیواسطے بھیجدے
امیر نے ملک لندھور کو اشارہ کیا اُسکو لڑنیکا حکم دیا لندھور شبرنگ کی باگ لیکر شاہزادہ روم کے سامنے گیا
شاہزادے نے گھوڑے کو آسن سے دبا کر رکاب سے رکاب ملا لندھور کو کمر پکڑ کے زین سے اُٹھا لیا کئی ہاتھ سر سے اونچا
کیا اور زمین پر ٹپک کے کہا کہ جا اپنے لشکر سے کسی اور کو بھیج سعد بن عمرو بن حمزہ اپنے گھوڑے کو اُٹھا کر شاہزادے
سے مقابل ہوا دونوں بایکدیگر کمربند پکڑ کے زور کرنے لگے یہانتک زور کیا کہ دونوں کے مرکب تا بزانو زمین میں
دھنس گئے کئی مرتبہ اسیطرح پھنس پھنس گئے شاہزادہ روم نے سعد کو چھوڑ کر کہا کہ جاؤ حمزہ کو بھیجدو دیکھوں
وہ کیسا زور آور ہے میں سنتا ہوں کہ بڑا دلیر و دلاور ہے سعد نے آکر پیغام اُسکا امیر کو دیا اُسکے قصد اور دعوی سے
مطلع کیا لندھور نے امیر سے کہا کہ یا صاحبقران یہ شاہزادہ مجھ کو آپ کی نسل سے معلوم ہوتا ہے امیر نے فرمایا کہ اگر
میری نسل سے ہوتا تو میرے یاروں سے نہ لڑتا لندھور نے کہا کہ عمرو بھی تو آپ سے لڑا تھا اسکو اپنا امتحان منظور ہوگا بارے
امیر نے اشقر کو میدان میں شہسواروں کیطرح جولان کیا بختک نے نوشیرواں سے کہا کہ یہ شاہزادہ بلاشک و ریب امیر کی
نسل میں سے ہے اکثر امیر کے فرزند ایسے ہی ہوتے ہیں باپ بیٹے کی لڑائی کی سیر دیکھیے کہ یہ لڑائی لاجواب ہے گویا معرکہ رستم و
سہراب ہے نوشیرواں بولا کہ کیا عجب ہے القصہ امیر نے اپنے مرکب کو شاہزادے کے مرکب سے ملایا وہ اُسکی مٹ بھیڑ میں آیا
شاہزادے نے امیر کی کمر پر ہاتھ ڈالا امیر نے بھی شاہزادے کی دوال کمر تھامی باپ بیٹے میں زور ہونے لگا آخر امیر نے

نعرہ لگا کے شاہزادے کو اٹھا لیا جن سے دبوچ لیا چاہتے ہیں کہ زمین پر دے ماریں کہ ایک آواز غیب سے آئی سعد وقت نے یہ خوشخبری سنائی
خبردار بچہ درد سے نہ ٹپکنا تیرا بیٹا ہے امیر نے سروش غیبی سنکر آہستہ سے زمین پر چھوڑ کر پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے بولا کہ
تقدیر نے چھپا رکھی ہے یہ سنکر امیر کے تعجب ہوا امیر نے اسکو سینے سے لگا کر اسکے منہ کے بوسے لیے اور شادیانے بجاتے ہوے
لشکر گاہ میں داخل ہوے اسکے ملنے سے بڑے اطمینان حاصل ہوے اور شاہزادے کا نام رستم پیلتن رکھا شیر صف شکن
رکھا اور کہا تم نے بڑی بے ادبی کی میرے یاروں کو صف جنگ میں زیر کیا اور میرا بھی مقابلہ کیا شاہزادے نے عرض
کی کہ بھائی عمرو نے بھی تو ایسی گستاخی کی تھی مجھ سے بھی قصور ہوا امیر نے سب یاروں سے ملوا کر شاہزادے سے عذر کروایا
اس سبب سے کہ امیر کا فرزند دلبند ہے ہر شخص بہت محبت سے پیش آیا اور سات شبانہ روز تک جشن کیا آٹھویں دن لشکر
کفار سے کوس حربی کی آواز آئی امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا اور میدان میں جا کر اپنے لشکر کی صف بندی کی نوشیرواں
کے لشکر سے ایک پہلوان عادی میدان میں آکر مبارز طلب ہوا رستم پیلتن امیر سے رخصت ہو کر سامنے گیا تین ضربیں
اسکی رد کر کے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ حریف ایک کا دو ہو گیا راوی لکھتا ہے کہ اس دن رستم پیلتن نے پچاس پہلوان
قتل کیے اپنی شمشیر آبدار سے چیدہ چیدہ جوان قتل کیے اور دو ساعت تک میدان میں کھڑا ہوا مبارز طلب کیا کیا مگر
کفار کے لشکر سے کوئی نہ نکلا ناچار ہو کر گھوڑے کی باگ لیکے لشکر کفار پر جا گرا امیر نے یاروں سے کہا کہ رستم تنہا فوج کفار
میں گھس گیا ہے تم لوگ بھی اسکی اعانت کرو ایسی حالت میں اسکو اکیلا نہ چھوڑو حکم کی دیر تھی پہلوان لشکر امیر شیر درندہ کی صورت
لشکر کفار پر جا گرے اور ایسی تیغ زنی کی کہ کشتوں سے پشتے باندھ دیے اور بقیۃ السیف سر پر پاؤں رکھ کے بھاگے
رستم پیلتن چار کوس تک انکو بھگا کر مظفر و منصور پھرا اس دن اسقدر لوٹ امیر کے لشکر کے ہاتھ آئی کہ اٹھا نہ سکتے تھے
اپنے خیمہ گاہ تک بھی نہ لیجا سکتے تھے زر و مال حمالوں سے اٹھوایا جس طرح سے ہو سکا خیموں تک پہونچایا رستم آکر امیر کے
قدمبوس ہوا امیر نے اسکو چھاتی سے لگایا بیقیاس زر و جواہر اسکے اوپر سے نثار کیا اور جشن میں مصروف ہوے اور کام سب
موقوف ہوے نوشیرواں نے بختک سے کہا کہ بڑی شکست فاش ہوئی لشکر بالکل تباہ ہو گیا اسباب سامان جنگ جدال
خاک سیاہ ہو گیا اور جو بچے بھی ہیں انکا دل چھوٹ گیا اب کیا کیجیے بختک نے کہا کہ یہاں سے شہر خاور بہت نزدیک ہے
اور حاکم وہاں کا قیماز شاہ خاوری بڑا بہادر صاحب مروت ہے تمام زمانہ میں اسکے اخلاق و ہمت کی شہرت ہے
اگر آپ اسکی پناہ میں جاوینگے اور اسکو سب حال سناوینگے تو یقیناً وہ اپنا فخر سمجھے گا آپ کا اوپرا لا کریگا خوب مستعد ہو کر
آپکی اطاعت میں قدم دھریگا نوشیرواں شہر خاور کیطرف روانہ ہوا جب قریب پہونچا خبرداروں نے قیماز شاہ خاوری
کو خبر دی اسکے پہونچنے کی اطلاع کی کہ نوشیرواں شہنشاہ ہفت اقلیم حمزہ کے ظلم و ستم سے آپ کے پاس پناہ لینے کو
آیا ہے آپکی تعریف سنکر یہاں رجوع لایا ہے قیماز شاہ بڑے تزک سے سوار ہوا نوشیرواں کو استقبال کر کے اپنے
مکان پر لیگیا اور تخت پر بٹھلا کے بعد دریافت حال بہت سی دلجوئی کر کے کہا کہ اگر حمزہ یہاں آویگا اپنے کیے کی سزا پاویگا

بختک بولا کہ اگر ایسی امید نہ ہوتی تو شاہنشاہ کا ہیکو آپ کے آستانے پر آتا اسقدر سفر کی تکلیف اُٹھاتا

روانہ ہونا امیر کا شہر خاور کیطرف نوشیرواں کے تعاقب میں اور مسلمان کرنا قیماز شاہ والی خاور کو

راوی لکھتا ہے کہ امیر جب جشن سے فارغ ہوے عمرو سے پوچھا کچھ معلوم ہے کہ نوشیرواں کہاں گیا عمرو نے کہا سنتے ہیں کہ قیماز شاہ خاوری کے پاس گیا ہے اور اُسنے بہت سی تشفی کی ہے کمال محبت سے پیش آیا ہے اور یہ وعدہ فرمایا ہے کہ اگر حمزہ یہاں آویگا تو حمزہ کو باندھ کر آپکے حوالہ کر دونگا اُس سے آپکا بدلا اچھی طرح سے لونگا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ ہمارا پیش خیمہ خاور کیطرف روانہ ہو دوسرے دن مع فوج تمام خاور کیطرف چلے ہر گاہ قریب خاور کے پہونچے قیماز شاہ خاوری کو نامہ لکھکر بھیجا کہ اے قیماز شاہ واضح ہووے کہ نوشیرواں میرا دشمن جانی ہے ایکی مرتبہ مجھ کو اُسسے ضرور سزا دکھانی ہے اور چند بار اُسنے عفو قصور چاہا اور مسلمان ہوا اور پھر بت پرستی کی اور کس کس طرح کی میرے ساتھ خصومت نہیں کی اور کیسی کیسی اذیت نہیں دی مگر ہمیشہ مخذول و منکوب باسوائے ذلت و شکست کے کچھ اسکو حاصل نہ ہوا اب سنتا ہوں کہ تیرے پاس آکر پناہ لی ہے تو نے اُسکی حمایت کی ہے لازم ہے کہ میرا نامہ دیکھتے ہی اُسکو مع بختک بد اختر میرے پاس باندھکر بھیجدے والا تجھ کو تخت کے بدلے تختہ تابوت نصیب ہوگا پھر نہ کوئی دوست ہوگا نہ قریب ہوگا عمرو نامہ لیکر آستانہ قیماز شاہ پر گیا اور دربانوں سے کہا کہ میری اطلاع کردو جلد بادشاہ کو خبر کردو دربانوں نے قیماز شاہ کو اطلاع دی کہ ایک پیک حمزہ کا نامہ لایا ہے بڑے تزک سے آیا ہے قیماز شاہ دربار میں بیٹھا ہوا تھا حکم دیا اُسے حاضر کرد عمرو اُسکی بارگاہ میں گیا قیماز شاہ نے نامہ طلب کیا عمرو نے کہا کہ پہلے تعظیم کر اور نثار حاضر لا تب نامہ تیرے ہاتھ میں دیا جائیگا جو کچھ امیر نے فرمایا ہے وہی عمل میں آئیگا جانتا نہیں کہ یہ نامہ شاہ مرداں تاج بخش شاہاں حلقہ فگن در گوش گردن کشاں زندہ اژدہا آتشبار رصید کنندہ شیر خونخوار شکنندۂ طلسمات کشندۂ دیوان قاف و ظلمات پہلوان جہاں صاحبقراں زماں زلازل قاف کوچک سلیمان ابو العلا امیر حمزہ بن عبد المطلب سردار عربستان کا ہے ایسے صاحب شوکت و شان کا ہے قیماز شاہ کو کچھ چارہ نہ ہوا سوائے اسکے کہ زر و جواہر بہر نثار نامہ منگوائے اور نامہ کی تعظیم کرے اور آنکھوں سے لگائے ہر گاہ اس تکو و عظمت سے عمرو نے نامہ قیماز شاہ کے ہاتھ میں دیا قیماز شاہ نے پڑھکر نامہ کو پھاڑ ڈالا اور کہا کہ مجھ کو لکھا ہے کہ اگر نوشیرواں و بختک کو باندھکر میرے حضور میں حاضر نہ کریگا تو تخت تیرا تختہ تابوت ہوگا میں حمزہ کا کچھ تابعدار نہیں ہوں اور نہ اس سے ڈرتا ہوں کہ اُسکے حکم کی تعمیل کروں نوشیرواں اور بختک کو قید کرکے اُسے دوں عمرو نے کہا کہ اے قیماز شاہ کیا کروں سخت مجبور ہوں کہ صاحبقراں کا حکم نہیں ہے نہیں تو جیسا تو نے نامہ کو پھاڑ ڈالا ویسا ہی تیرا پیٹ پھاڑتا قیماز شاہ نے اپنے غلاموں سے کہ دست بستہ کھڑے تھے کہا کہ اس پیادے زبان دراز کو پکڑلو ہرگز جانے نہ دو چار طرف سے غلاموں نے عمرو کو گھیر لیا

سب نے متفق ہوکر محاصرہ کیا عمرو نے خنجر فولادی کمر سے کھینچکر کتنے غلاموں کو ایذاے اطاعت قیماز شاہ سے آزاد کیا بہت سے غلاموں کا برق شمشیر سے خرمن ہستی برباد کیا اور قیماز شاہ کے سر پر دھول مار کے تاج اُتار لیا اُسکو اسطرح سے ذلیل کیا اور وہاں سے چلتا ہوا ہر چند لوگ اُسکے پکڑنیکو دوڑے مگر عمرو کب ہاتھ آتا تھا اُسپر کوئی کب قابو پاتا تھا ہوا تو اُسکی گرد کا دامن چھو سکتی تھی بختک نے قیماز شاہ سے کہا کہ حضور اس پیادے سے واقف نہیں ہیں یہ وہ بلاے بد ہے کہ چشم احول فلک نے اُسکا ثانی نہیں دیکھا کسی نے ایسا چالاک علامۂ زمانی نہیں دیکھا اس سے تمام شہر یار و شاہ بید کے مانند کانپتے اور الامان مانگتے ہیں آپنے دیکھا کہ کیا حرکت ناملائم کر کے اتنی جمعیت میں سے نکلگیا قیماز شاہ بولا کہ دیر آئے درست آئے تم دیکھو گے کہ میں اس سے اور اُسکے صاحب سے کیا سلوک کرتا ہوں کیسا اسکے خون سے اپنی تلوار کو بھرتا ہوں المختصر عمرو نے آکر امیر سے تمام ماجرا بیان کیا دوسرے دن قیماز شاہ کوس حربی بجاتا ہوا مع فوج میدان میں نکلا امیر نے بھی اپنے لشکر کا پرا اُسکے مقابل میں باندھا پہلے سب سے خورشید خاوری ہمشیرہ قیماز شاہ کہ اپنے روبرو پہلوانان روزگار کو ذرہ کے برابر بھی نہ سمجھتی تھی شجاعت اور دلاوری میں کسی کو دنیا میں اپنا ہمسر نہ سمجھتی تھی اور نیزہ بازی میں بی المثل تھی ہر فن میں بے بدل تھی میدان میں آکر للکاری بڑے تکبر اور غرور سے آواز ماری کہ اے پہلوانو جسکو میرے نیزے کی انی اپنے سینے میں چبھوانی ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی مردانگی دکھاوے شیرمار پہلوان شیروانی قوم امیر سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے آیا میدان میں آکر نیزے کو جھکایا خورشید خاوری نے گھوڑیکو کاوہ دیکر ایک نیزہ مارا شیرمار نے تو خالی دیا مگر وہ نیزہ اُسکے گھوڑے کے لگا گھوڑا گر پڑا فی الفور دوسرا نیزہ مار کے شیرمار کو زخمی کیا نیزہ سے زخم کاری دیا عمرو بن امیہ ضمری دوڑکر شیرمار کو اُٹھا لیگیا القصہ چند پہلوان ایک ساعت کے عرصے میں اُسکے ہاتھوں زخمی ہوے رستم سلیتن کو غیظ سے تاب نہ رہی کہ اور کوئی اُس سے مقابلہ کرے برق آسا اُسکے سر پر پہونچا خورشید خاوری نے شاہزادے پر بھی نیزہ چلایا اُسپر بھی حربہ اُٹھایا شاہزادے نے نیزہ اُسکا پکڑ لیا ہر چند اُسنے زور کیا چھڑا نہ سکی شاہزادہ نے نیزہ چھین کر زہر اُسکی انی سے دور کیا اور اُسکے نیزے کی ڈانڈ مار کے گھوڑے سے اُسکو گرا دیا اور مرکب سے کود کر اُسپر جا رہا باندھنے کا قصد کیا معلوم ہوا کہ عورت ہے گود میں اُٹھا کر امیر کے پاس لے آیا اُسکو سب شخصوں کو دکھایا امیر نے اُس سے پوچھا کہ اے عورت تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے لڑنے سے تجھے کیا کام ہے بولی قیماز شاہ کی بہن ہوں اور خورشید خاوری میرا نام ہے امیر نے حکم کیا کہ اسکو رستم کی ماں کے پاس پہونچا دو اسکے حوالے کردو خورشید خاوری تو والدۂ رستم کے پاس محل میں بھیجی گئی ادھر قیماز شاہ کے بھائی سے رستم سلیتن کا مقابلہ ہوا رستم نے اسکو بھی باندھا اور فوج کفار کو للکارا کہ اے نامردو عورت کو لڑوا کر تماشا دیکھتے ہو اگر نشۂ مردی ہو تو خود آکر مقابلہ کرو اس میدان میں آکر قدم دھرو نیم تن خاوری برادر قیماز شاہ خاوری نے میدان میں آکر شہزادے پر گرز چلایا اُسکے مارنے پر ہاتھ اُٹھایا شاہزادے نے گرز سمیت اُسکا ہاتھ پکڑ کے ایک گھونسا اُسکی گردن پر ایسا مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا شاہزادے نے اُسکو باندھ کر عمرو کے حوالے کیا

اُسکو بھی اُنھیں کو دیا ہوماں خاوری خورشید خاوری کا بڑا بھائی جو شاہزادے سے لڑنے آیا اُنھوں ہاتھ باندھا گیا
قیماز شاہ نے کہا کہ حمزہ کے فرزند کے برابر بھی شجاع و زور آور کم کوئی دیکھنے میں آیا ہے یہ زور ایزد کی طرف سے اُسنے
پایا ہے ایک ساعت میں چند پہلوانان قوی بازو کو بآسانی تمام باندھ لیا کیسے کیسے پہلوانوں کو زیر کیا معلوم ہوا کہ بڑی
نیک ساعت سے آج یہ میدان میں آیا ہے تب تو اسنے سب پر قابو پایا ہے آج اس سے نہ لڑنا چاہیے اسکے ہاتھ سے
بچا رہنا چاہیے یہ کہکر طبل بازگشت بجوایا اپنے خیمہ میں آیا دونوں لشکر اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے لڑائی کی زحمت سے
آرام پائے امیر نے رستم کو گلے سے لگا کر بہت سا زر و جواہر نثار کیا اُسکے شکریہ و سلامتی میں بہت کچھ دیا اور محفل شب میں
نیم تن خاوری و ہوماں خاوری کو طلب کر کے کہا کہ اب کیا ارادہ ہے تمہارا دل کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ جبتک
قیماز شاہ حاضر نہ ہووے اور اسلام قبول نہ کرے تب تک ہمکو معاف رکھیے امیر نے اُن دونوں کو معدیکرب کے سپرد کیا اُسکی
حوالات میں دیا اور خود جشن میں مصروف ہوئے اور خورشید خاوری سے کہلا بھیجا کہ رستم پیلتن سے تجھکو عقد کرنا منظور ہے
اس سے تیری طبیعت مسرور ہے اُسنے جواب دیا کہ زہے طالع میرے کہ ایسا بے نظیر شوہر پاؤں اُسکی ملاقات سے حظ زندگانی اُٹھاؤں
امیر نے بساعت سعید رستم کا عقد خورشید خاوری سے کر دیا اور جشن شادی میں مصروف ہوئے رستم سات دن تک شبانہ روز
محل میں رہا آٹھویں دن کوس حربی کی آواز سنکر محل سے باہر آیا سلاح حرب اپنے بدن پر لگایا امیر نے میدان میں جا کر صف آرائی
کی قیماز شاہ نے گھوڑا میدان میں نکالکر آواز دی کہ اے عرب زادے میرے سامنے آ میں تجھکو لڑائی کے ڈھب تعلیم کروں تو فن
جنگ سے ناواقف ہے آ تو تجھکو طرز لڑائی کے سکھاؤں رستم نے اپنے مرکب کو جولان کیا قیماز شاہ خاوری نے آٹھ سو منی گرز
بقوت تمام شاہزادے پر مارا شاہزادہ تو گرز کو ڈھال پر روک کے بچ گیا مگر مرکب زخمی ہوا شاہزادے نے گھوڑے سے
کود کے ایسی تلوار قیماز شاہ کے مرکب کے لگائی کہ چاروں پاؤں اُسکے قلم ہو گئے تلوار زمین پر آئی پھر دونوں دوسرے گھوڑوں
پر سوار ہو کر لڑنے لگے رستم نے ہزار منی گرز اس زور سے قیماز شاہ پر مارا کہ اگر پہاڑ پر وہ ضرب پڑتی تو سرمہ ہو جاتا کوئی
اُسکے صدمے سے نجات نہ پاتا مگر قیماز شاہ کے کچھ بھاویں بھی نہ ہوا ہنسکر بولا کہ اے فرزند حمزہ اسی زور و قوت پر مجھ
لڑنے آیا ہے اسی طاقت پر یہ غرور تیرے دل میں سمایا ہے جا اپنے باپ کو بھیج دے کہ وہ مجھ سے لڑے رستم بولا کہ تو نے میرا کیا
کہ میرے باپ کو بلاتا ہے ایسا کلمہ تکبر زبان پر لاتا ہے ابھی تو میں تیرا حریف زندہ و سلامت ہوں جب مجھ سے زبوں نہ ہوگا تب
میرے باپ کو تکلیف دیجیو اُن سے لڑائی کا ارادہ کیجیو بارے نصف النہار تک دونوں سے گرز بازی ہوا کی بعد ازاں شمشیر زنی
کی نوبت پہونچی جب تلواریں آرہ ہو گئیں نیزے سنبھالے شام تک ایسے لڑے کہ پور پور نیزوں کی جدا ہو گئی سب دیکھنے والوں کی
روح فنا ہو گئی قیماز شاہ نے طبل بازگشت بجوا دیا دوسرے دن پھر میدان آرائی ہوئی بایکدیگر تیغ آزمائی ہوئی لندھور
امیر سے رخصت لیکر قیماز شاہ کے مقابل ہوا قیماز شاہ نے لندھور پر گرز مارا لندھور نے بہزار مشقت اُسکو رد
کر کے قیماز شاہ پر ایک وار کیا قیماز شاہ بولا کہ اے لندھور سچ ہے دور کے ڈھول سہاونے ہوتے ہیں جیسا تیرا آوازہ

سنا تھا ویسا تجھکو نہ پایا مجھ پر تو ایک زخم بھی کاری نہ آیا لندھور نے کہا کہ اے قیماز شاہ یہی گرز میں نے ایک مرتبہ سراندیپ کے برج پر مارا تھا کہ بیخ و بنیاد قائم نہ رہی تھی مگر میں نہیں کہہ سکتا کہ تیرا بدن فولاد کا ہے یا کسکا ہے یہ معاملہ بڑا حیرت افزا ہے یہ کہکر شام تک دونوں بہادر ایسے لڑے کہ ہر بار صدائے احسنت دونوں لشکروں سے بلند ہوتی تھی نقارچیوں نے تاریکی دیکھکر طبل بازگشت بجائے دونوں بہادر اپنے اپنے خیمونکو پھرے اپنی اپنی فرودگاہ پر آئے امیر نے رستم و لندھور سے پوچھا کہ تم نے قیماز شاہ کو کیسا پایا عرض کی بعد آپکے اگر پہلوان ہے تو قیماز شاہ ہے اسکی حرب و ضرب سے خدا کی پناہ ہے دوسرے دن پھر دونوں لشکر میدان میں صف آرا ہوئے ہنوز کسی نے عزم میدان کا نہیں کیا تھا کہ ناگاہ ایک جوان چالیس گز کا قد دریائے آہن میں غرق جنگل کیطرف سے آکر دونوں لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہو کے فوج کفار کیطرف دیکھ کر پکارا شیر ونکی طرح للکارا کہ اے نوشیرواں کسی پہلوان کو میرے مقابلے کیواسطے بھیج نوشیرواں نے ایک عادی کو بھیجا اُس سوار نے عادی کو اُٹھا کے اس زور سے زمین پر ٹپکا کہ کوئی ہڈی اُسکی سلامت نہ رہی اُٹھ کھڑے ہونیکی طاقت نہ رہی دوسرے عادی نے مقابلہ کیا اُسکا بھی وہی حال ہوا پھر تو کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اُسکے سامنے آوے اُسپر کوئی حربہ چلاوے ایک ساعت تک اُسنے انتظار کر کے لشکر اسلام کیطرف رُخ کیا اور آواز دی کہ اے عربو تم میں سے جسکو حوصلہ جنگ کا ہو وہ میرے سامنے آوے میدان قتال سے سرخرو ہو کر جاوے سرکوب نے امیر سے رخصت لیکر اُس سے مقابل ہوا میدان جنگ میں آکر مقاتل ہوا سرکوب کو بھی اُسنے اُٹھا کر زمین پر دیمارا پھر چھوڑ کر اُس سے کہا کہ اب تو جا اور کسی کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے امیر نے سرکوب سے پوچھا کہ یہ جوان کیسا ہے سرکوب نے کہا کہ یا صاحبقران کیا بتاؤں ایک آفت ناگہانی ہے بہادری اور جرأت اور فن سپاہ گری میں لاثانی ہے قندز سرشبان امیر سے اجازت لیکے اُسکے سامنے گیا اُس سوار جنگی نے قندز کو الگ تھلگ گھوڑے سے اُٹھا کے زمین پر چھوڑ دیا کسی حربہ سے اُسکو مجروح نہ کیا اور کہا کہ تو جا اور اب اور کسیکو بھیجدے قندز نے آکر امیر سے عرض حال کیا امیر نے فرمایا کہ مجھکو شکل و شباہت سے تیرا بیٹا معلوم ہوتا ہے قندز بولا کہ اگر حقیقت میں یہ میرا بیٹا ہے تو میں اسکو جیتا نہ چھوڑونگا اس نالائق کا سر گرز سے توڑونگا کہ مجھکو دونوں لشکروں کے روبرو ذلیل و خوار کیا سب کے نزدیک بے اعتبار کیا اسمیں رستم پیلتن نے اس صحرائی سوار سے جاکر مقابلہ کیا اُسنے چھوٹتے ہی شاہزادے کی بھی کمر میں ہاتھ ڈالا اور جہانتک قوت تھی اُتنا زور کیا مگر شاہزادے کو جنبش بھی نہ ہوئی رستم پیلتن نے ہاتھ اُسکی کمر میں ڈالکے ایک نعرہ کر کے اُسکو قاش زین سے اُٹھالیا اور کئی ہاتھ سر سے اونچا کیا اور زمین پر سبک چھوڑ دیا اور پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اور کہاں تیرا مقام ہے بولا کہ نام میرا شبان طائفی ہے قندز سرشبان کا بیٹا ہوں شاہزادہ اُسکو لیکے امیر کی خدمت میں آیا اُنکے قدمبوس کروایا اور حال بیان کیا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا بہت پیار فرمایا اور طبل بازگشت بجوا کے اپنے خیمے میں داخل ہوئے اور شبان طائفی کو حمزہ کوچک خطاب دیکے اپنے بیٹے عمرو کی کرسی پر بٹھلایا سب کی نظر میں اُسکا رتبہ بڑھایا اور سات دن تک اُسکے لیے جشن کیا آٹھویں دن

پھر دونوں لشکر صف آرا ہوئے شبان طائفی نے قیماز شاہ کا مقابلہ کیا تمام دن جنگ ہی لیکن کوئی کسی پر غالب ہوا شام کو اپنے اپنے خیمے میں گئے صبح کو صف آرا ہوئے قیماز شاہ میدان میں آ کر للکارا کہ حمزہ تو آپ کیوں نہیں مقابلہ کرتا لڑکوں کو میرے مقابلہ کیواسطے کیوں بھیجتا ہے امیر نے اشقر کو برق آسا چمکا کر نکالا قیماز شاہ نے بکمال قوت امیر پر گرز مارا امیر نے اسکو اپنے گرز پر رد کر کے آپ بھی گرز کا اسپر وار کیا اُسنے اپنے سر پر رو کا مگر چاروں پاؤں اسکے گھوڑے کے ٹوٹ گئے اور سر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا قیماز شاہ نے مرکب سے کود کر چاہا کہ اشقر کو بھی پے کرے امیر جھٹ اشقر کی پیٹھ سے جدا ہو کر اُسکے سامنے ہوئے نصف النہار تک گرز بازی ہوئی پھر تلواریں چلنے لگیں اسمیں بھی مطلب حاصل نہوا قیماز شاہ امیر کی تعریف کرنے لگا امیر نے کہا کہ سلاح بازی تو ہو چکی ایک بات باقی رہی قیماز شاہ بولا وہ کیا ہے اُسے بیان فرمائیے مجھکو سنائیے امیر نے کہا کہ تو میری کمر پکڑ کے زور کر اور میں تیرا کمربند پکڑ کے زور کروں جسکا لنگر اُٹھ جائے وہ دوسرے کی اطاعت اُسکی تابعداری سے تادم زیست نہ پھرے قیماز شاہ نے قبول کر کے کہا کہ حمزہ اس شرط میں تو بہت چوٹ کا حقیقت میں تو نے بہت خطا کی یہ بُری بلا تو نے اپنے سر پر لی یہ کہکر امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے بھی اُسکا کمربند تھاما جہانتک قوت تھی قیماز شاہ نے صرف کی لیکن امیر کا لنگر اُٹھ نہ سکا تب تو سخت مجبور رہا اب غرور کافور ہوا امیر سے کہنے لگا کہ مجھ میں جتنا زور تھا میں نے صرف کیا اب تمھاری باری ہے اب تم زور آزمائی کرو میری کمر پر ہاتھ دھرو

امیر حمزہ کا قیماز شاہ کو زیر کرنا اور اسیر کر کے حوالہ عمرو کرنا

امیر نے نعرہ کرکے اسکو سر تک لیجا کر سات چرخ دیے اور زمین پر پھینک کر مشکیں کسکر عمرو کے حوالے کیا اور شادیانے بجاتے ہوئے خیمہ گاہ کو پھرے اور حکم کیا کہ خاوریونکو لاؤ سب کو میرے سامنے بلاؤ عمرو نے حاضر کیا امیر نے قیماز شاہ سے کہا کہ میں شرط تجھ سے جیتا اور تو ہارا اب اسلام قبول کر اُسنے کہا کہ آپ اگر مجھکو قتل کیجیے تو قبول ہے لیکن مسلمان ہونا قبول نہیں اپنے باپ دادا کا مذہب ترک کرے یہ ہمارے خاندان کا معمول نہیں ہے امیر نے طیش کھا کے لندھور و معدیکرب سے کہا کہ اسکو گرز مار کر ہلاک کرو اس کافر کو جہنم بھیجو دونوں پہلوان گرز اُسکو مارنے لگے مگر اُسکو مطلق خبر نہ ہوئی امیر نے یہ حال دیکھکر کمال تاسف کیا کہ ایسا قوی پہلوان مفت ہاتھ سے جاتا ہے افسوس کہ میرا کہنا عمل میں نہیں لاتا ہے فرمایا کہ اسکو معدیکرب کے سپرد کرو قیماز شاہ بولا کہ کب تک قید رکھوگے مجھے قید کرکے کیا کروگے امیر نے کہا کہ جبتک تو جیتا رہیگا قید سے نہ چھوڑونگا تیرے ستانے سے منھ نہ موڑونگا اسمیں قیماز شاہ نے امیر سے کہا کہ میں پیاسا ہوں امیر نے شربت بنوا کر صحیفہ ابراہیم اُسپر دم کرکے اُسکو پلوایا شربت کا پینا تھا کہ اُسکا دل سنگین موم ہوگیا اُسکو حق ہونا دین اسلام کا معلوم ہوگیا امیر سے کہنے لگا کہ آپ مجھکو قتل کیوں نہیں کرتے امیر نے کہا کہ مجھکو افسوس آتا ہے تیرے حال پر میرا دل بہت پچھتاتا ہے کہ تجھ سا قوی ہیکل و دلاور و جوانمرد مارا جائے اپنا نیک و بد تیرے خیال میں نہ آوے قیماز شاہ ہنسا اور بولا کہ حمزہ مجھکو یقین ہوا تو بڑا بہادر قدر دان ہے بندگان خدا کے حال پر بڑا مہربان ہے بہرحال مجھکو تیری اطاعت منظور ہے کہہ کیا کہتا ہے امیر نے کہا دین ابراہیم قبول کر وہ اُسیدم مع پدر و فرزند و برادر مشرف باسلام ہوا امیر نے ہر ایک کو خلعت فاخرہ عطا کیا اور اُسکو خلعت جمشید پہنا کر اپنے برابر کرسی پر بٹھایا اور جشن جمشیدی برپا کیا سامان عیش سب مہیا کیا نوشیرواں نے بختک سے کہا کہ اب یہاں ٹھہرنا اپنے پاؤں میں آپ کلھاڑی مارنا ہے کوئی دم میں قید ہوجاوینگے یہاں سے کسی طرف کو چلا چاہیے اُن کے ہاتھ سے بچا چاہیے بختک نے کہا کہ یہاں سے شہر کیومرث نزدیک ہے وہانکا بادشاہ کیومرث نیزہ باز ہے اور ایسا شجاع و قوی ہیکل ہے کہ ہمیشہ جسکے خوف سے قیماز شاہ بھاگ جایا کرتا تھا اپنی جان اُس سے بچایا کرتا تھا اُسکے پاس چلیے اگر حمزہ وہاں آیا تو جانیے کہ قضا اسکی لے آئی اُسکی تقدیر نے اسکو یہ مصیبت دکھائی نوشیرواں اُسیدم مع بختک وہاں سے بھاگا چند روز کے عرصہ میں متصل شہر کے پہونچا کیومرث شاہ نوشیرواں کی خبر سنکر استقبال کیواسطے شہر سے نکلا اور بکمال عزت و توقیر نوشیرواں کو لیجا کر اپنی بارگاہ میں تخت پر بٹھلایا بہت اخلاق سے پیش آیا اور احوال دریافت کرکے کہا کہ اگر حمزہ یہاں آیا تو آپ جان لیجیے کہ اُسکی موت اسکو لے آئی نوشیرواں اُسکی تقریر سے بہت خوش ہوا اور حمزہ کا انتظار کرنے لگا امیر چند روز خاور میں دنکو تو سیر و شکار اور شب کو عیش و عشرت میں مصروف رہے ایک دن سر محفل عمرو سے پوچھا کہ اب نوشیرواں نے کس جگہ جا کر پناہ لی ہے کس نے اُسکی حمایت کی ہے عمرو نے عرض کی کہ کیومرث شاہ نیزے باز کے پاس گیا ہے اُسنے بہت سی خاطر داری کرکے اقرار کیا ہے اسکو اپنی محبت پر بھروسا دیا ہے کہ حمزہ اگر یہاں آیا تو میں نے اپنے نہنگ نیزہ کا طعمہ اُسکو بنایا امیر نے تبسم کرکے کہا کہ پیش خیمہ ہمارا اُسیطرف کو روانہ کیا جائے کہ اُسکو بھی بزور شمشیر تابعدار کریں اگر اسلام

قبول نہ کرے تو خوب سا ذلیل و خوار کریں رستم پیلتن نے عرض کی کہ خورشید خاوری حاملہ ہے اُسکے لیے کیا حکم ہوتا ہے فرمایا
کہ اُس کے ماں باپ کے سپرد کردو اور تم پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہو رستم پیلتن نے خورشید خاوری کو اُسکے گھر میں بھیجدیا
اُنکے سپرد کیا اور آپ پیش خیمہ کے ساتھ روانہ ہوا دوسرے دن امیر نے بھی کوچ کیا سب اپنے لشکر کو ساتھ لیا قیماز شاہ
اپنے بھائی بیٹوں سمیت ہمراہ رکاب ہوا راوی لکھتا ہے کہ جب امیر نے شہر سے چار کوس کے فاصلہ پر خیمہ ڈالا اعیان دولت
نے کیومرث کو خبر دی جلد دوڑکر اطلاع کی کہ حمزہ فوج جرار سے متصل شہر کے خیمہ زن ہوا ہے مستعد جنگ جدال ہر ایک
صف شکن ہوا ہے کیومرث نے نوشیرواں سے کہا کہ طبل جنگ بجوائیے اور آپ بھی اپنا لشکر صف آرا فرمائیے امیر نے سنا کہ
کیومرث لشکر لیکر میدان میں آیا اپنی فوج کا عرصہ قتال میں پرا جمایا امیر بھی مسلح ہوکر مع سپاہ رزمگاہ کیطرف روانہ ہوئے
کیومرث نے دیکھا کہ ایک گرد تیرہ تیرہ و خیرہ خیرہ اُٹھی ہر گاہ گرد کے گریبان کو مقراض بادنے چاک کیا نشان معدیکرب
نمودار ہوا گویا درفش کاویانی پیدا ہوا نشان کے نیچے دیکھا کہ ایک جوان بڑا ہی طویل القامت و قوی الجثہ گھوڑے پر
سوار ہے جسکے چہرے سے بڑی سطوت و ہیبت آشکار ہے اور پینتالیس ہزار پہلوان اُسکے گھوڑے کے گرد ہیں اور پیچھے
اُسکے چودہ ہزار سوار زرہ پوش ہے مانند رستم و اسفندیار کے ہر ایک کا تن و توش ہے کیومرث نے نوشیرواں سے
پوچھا کہ یہی حمزہ ہے جسکی شجاعت کا تمام زمانہ میں شہرہ ہے نوشیرواں نے کہا کہ یہ حمزہ کی فوج کا ہراول ہے عمرو معدیکرب
اسکا نام ہے اسکی بہادری زبان زد ہر خاص و عام ہے اور پینتالیس ہزار پہلوان جو اُسکے گھوڑے کے گرد ہیں سب اسکے
برادر حقیقی ہیں بعد ازاں ایک جوان سات سو ہاتھی کے حلقے میں ہاتھی پر سوار ایک سو بیس چتر شاہی اُسکے سر پر لگے بارہ
منی گرز ہاتھ میں لیے ہوئے پیدا ہوا اس شان و شوکت سے معرکہ میں ہویدا ہوا کیومرث نے پوچھا کہ کیا یہ حمزہ ہے بختک
بولا کہ حمزہ کی سواری ابھی بہت دور ہے یہ خسرو ہند ملک لندھور بن سعدان گرد چودہ ہزار جزیرہ کا بادشاہ
ہے یہ پہلوان بڑا صاحب صولت و جاہ ہے بعد اُسکے دو بھائی شاہزادہ یونان بڑے طمطراق سے ظاہر ہوئے
کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہیں بختک نے کہا کہ یہ دونوں شاہزادے یونان کے ہیں دیکھو تو کیسی شان سے ہیں ایک کا
نام استفنتا نوش اور دوسرے کا نام استیفونوش ہے پیچھے دو پہلوان اور نکلے بختک نے بتایا کہ یہ بھی دونوں شاہزادے
ہیں پھر سات بھائی زابلی بڑے زرق برق سے دکھائی دیے کیومرث نے پوچھا کہ یہ کون ہیں بختک نے کہا کہ یہ ساتوں
بھائی حلب کے شاہزادے ہیں بعد اُسکے شیر مار شروانی نکلا بختک نے بتایا کہ یہ شروان کا شاہزادہ اور نوشیرواں کا
سالا ہے انکا سامان سب سے نرالا ہے بعد ازاں مثقال شاہ مصری اور ریحان شاہ اور پیر فرخاری اور قندز
سر شبان اور سر کوب ترک شاہزادہ ترکستان بعد اسکے سر برہنہ تیشی و دیوانہ تیشی شاہزادگان تمیش اور اُنکے بعد
الجوش نو دگزی قامت و سعد زرین کہ جسکے چہرہ کی چمک سے آفتاب شرمندہ نقاب برا پنے منہ پر ڈالے اپنے اپنے
لشکر سمیت برآمد ہوئے بختک نے ہر ایک کا نام و نشان بتلا کر کہا کہ یہ سب سے پیچھے طوق زرین جو گلے میں ڈالے ہوئے ہے

یہ پسر حمزہ ہے اسکی بہادری کا بیان ازبس محال ہے اسکی تعریف میں زبان ناطقہ سراسر لال ہے الغرض اسطرح سے جو پہلوان مثل بمثل آتا جاتا تھا بختک کیومرث کو اُسکا نام و نشان بتاتا تھا ہرگاہ رستم پیلتن و سعد بن عمرو کی سواری نمود ہوئی دیکھا کہ دو پہلوان قوی ہیکل حسین دو تختوں پر سوار ہیں جنکے حسن و جمال پر مہر و ماہ نثار ہیں اور کئی سو چتر کا اُنکے سر پر سایہ ہے جنمیں طرح طرح کا جواہرات بیش قیمت لگایا ہے اور کئی ہزار پہلوان زرہ بکتر چار آئینہ پہنے ہوئے گھوڑوں پر سوار تختوں کے گرد ہیں بختک سے پوچھا کہ یہ کون ہیں بولا کہ ایک تخت پر رستم پیلتن نامے حمزہ کا بیٹا ہے اور دوسرے تخت پر سعد بن عمرو حمزہ کا پوتا لشکر اسلام کا بادشاہ ہے بعدازاں قیماز شاہ خاوری نکلا اور آوازہ دورباش کی بلند ہوئی جسکی فوج و لشکر کی کثرت سے ہوا کی راہ بھی بند ہوئی پوچھا کہ یہ کون ہے اُسنے کہا کہ پہلے جو نمودار ہوا ہے وہ قیماز شاہ خاوری ہے اُسکی طبیعت میں بڑی جرأت اور دلاوری ہے اور پیچھے اُسکے جسکی سواری کے ساتھ بارہ ہزار غلام زرین قبا زرین کلاہ گھوڑوں پر سوار صدائے دورباش بلند کیے جاتے ہیں آدمیونکو راہ سے ہٹاتے ہیں یہ شاہ عیاران عیار حلقہ فگن بگوش شہریاران روزگار شاطر بے بدرنگ قلعہ گیر بے جنگ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری افسر عیاران عیار حمزہ ہے یہ شخص فرط لیاقت سے سردار و سرآمد سرداران حمزہ ہے بعدازاں علم اژدہا پیکر کی آواز آئی جسکے سننے سے سب کے دلمیں ایک ہیبت سمائی کیومرث نے بختک سے پوچھا کہ یہ آواز کیسی ہے بختک بولا کہ یہ آواز حمزہ کے نشان کی ہے معلوم ہوا کہ حمزہ آتا ہے اسکی وہ شان و شوکت ہے کہ جس سے کوہ قاف تھراتا ہے کیومرث نے پوچھا کہ یہ نشان کس نے بنایا ہے یہ رایت بےمثل کہاں سے اسکے ہاتھ آیا ہے بختک نے کہا کہ بزرجمہر نے اسکو تیار کیا ہے یہ طلسمی اُسی نے اُسکو دیا ہے کیومرث نے بزرجمہر سے کہا کہ میرے واسطے بھی ایک نشان ایسا بنا میرے لیے بھی ایک ایسا ہی علم تیار کر بزرجمہر بولے کہ جب حمزہ پر فتحیاب ہوگے تب میں نشان تمھارے واسطے بنادونگا آپکے ارشاد کی تعمیل کردونگا یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ نشان اژدہا پیکر نمود ہوا اور اُسکے سائے میں خورشید عالم حمزہ نامدار اشقر دیوزاد پر سوار نمودار ہوئے اور پچاس ہزار غلام زرین قبا زرین کلاہ ترکی تاتاری حبشی چینی ختنی شامی رومی مصری ملخی بخاری ہندی تازی آسامی حلبی زنگی امیر کے گھوڑے کے گرد جلو ریز تھے کیومرث شاہ نے بختک سے کہا کہ میں نہ جانتا تھا کہ حمزہ کے ساتھ ایسی جمعیت ہے اُسکو اسقدر تقویت ہے ناظرین بے تکلف امیر کی تعریف کرنے لگے القصہ جب امیر کے لشکر کی صف بند ہوئی کیومرث نیزہ ہاتھ میں لیکر نکلا اور باواز بلند کہنے لگا کہ اے قوم عرب جسکے سر پر قضا کھیلتی ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی دلاوری دکھادے قیماز شاہ نے تسلیم کرکے امیر سے عرض کی اگر حکم ہو تو آپکے اقبال سے کیومرث کو باندھ لاؤں اُسکے مقابلے کو جاؤں امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کے حوالے کیا اللہ کی حفاظت میں تم کو دیا قیماز شاہ جو کیومرث کے سامنے آیا کیومرث نے کہا کہ او نامرد تجھ کو کیا حماقت نے لیا ہے یہ تو نے کیا ذلت کا کام کیا ہے کہ تو بھی حلقہ بگوشان حمزہ میں محسوب ہوا قیماز شاہ بولا کہ مجھ سے بہتر بہتر حمزہ کی حلقہ بگوشی میں در آئے ہیں اُسکی سرکار سے

بڑے بڑے منصب پائے ہیں اور تو بھی آجکل میں حلقۂ اطاعت حمزہ اپنے کان میں ڈالیگا وہ یہ سب تیرا غرور نکالیگا گھبراتا کاہیکو ہے کیومرث نے برا مان کر کہا کہ مجھکو کون حلقہ بگوش کر سکتا ہے کون ایسا ہے جو میرے سامنے دم بہادری کا بھر سکتا ہے چل حربہ کر قیماز شاہ نے کہا کہ اسلام کا دستور پیش دستی کا نہیں تجھکو جو حربہ کرنا ہو سو کر کیومرث نے گھوڑے کو کاوہ دیکر ایک وار نیزے کا قیماز شاہ پر کیا قیماز شاہ نے ہرچند اپنی دانست میں اُسکے نیزے کو رد کیا مگر انی نیزے کی قیماز شاہ کے پاؤں میں کسی قدر چبھ گئی چونکہ سنان نیزے کی زہر ہلاہل میں بجھی ہوئی تھی قیماز شاہ سوزش سے بیتاب ہوکر اپنے لشکر کیطرف پھر گیا اور خیمہ میں آتے ہی بیہوش ہو گیا عمرو نے نوشدارو کی پٹی اُسکے زخم پر باندھی اور کیومرث سے آکر مقابل ہوا کیومرث اسکی ہیئت کذائی دیکھ کر بولا کہ اے مسخرے تجھکو کیا خبط نے گھیرا ہے کہ میرے سامنے آیا ہے معلوم ہوا کہ ملک الموت تجھکو میرے سامنے لایا ہے اگر آتا تو محفل میں آتا کہ محظوظ کر کے انعام لیجاتا یہاں سوائے مار دھاڑ کے اور کیا پائیگا مفت میں اپنی جان سے مارا جائیگا عمرو نے کہا کہ اگر آپ جیتے بچیگے تو محفل میں بھی حاضر ہوکر آپکی خدمتگزاری کرونگا دیکھنا کیسی عیاری کرونگا اور اسوقت بھی مقدور بھر مجھسے کوتاہی نہ ہوگی کیومرث نے ہنسکر کہا کہ دیوانہ ہوا ہے جا دوسرے کو بھیجدے عمرو بولا کہ آپنے میرا کیا بنا لیا ہے کہ دوسرے کا بنا لیجیےگا تب تو کیومرث کو غیظ آیا نیزے کو گردان کر عمرو پر چلایا عمرو نے کاغذ کی ڈھال منھ پر رکھ کے ایک جست ایسی کی کہ اُسکے سر پر پہونچا اور اس زور سے سونٹا اُسکے سر پر مارا کہ وہ تیورا گیا اور لگے ہاتھوں دوسرا سونٹا اُسکے ہاتھ پر مارا کہ نیزہ اُسکے ہاتھ سے گر گیا عمرو نے جلدی سے لپک کر نیزہ اُٹھا لیا چونکہ اُسکے نیزہ میں بہت جواہرات بیش قیمت جڑے تھے اسلیے اُسکو اپنے قبضے میں کیا کیومرث بولا کہ لا میرا نیزہ میرے حوالے کر اب میں تجھسے نہ لڑونگا پھر کبھی تیرا مقابلہ نہ کرونگا عمرو بولا کہ معلوم ہوا تو مجھسے واقف نہیں اے بھلے آدمی جو چیز کہ زمین پر گرے اُسکا مالک میں ہوں ہرچند کیومرث نے دم دلاسا دیا لیکن کچھ مفید نہ ہوا اُسکا کہنا ہرگز قبول نہ کیا اسمیں شام کا ڈنکا بجا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے عمرو نے وہ نیزہ لا کر امیر کی خدمت میں گذرانا امیر نے فرمایا کہ زہر اس کا دور کر کے سعد یمانی کو دو کہ وہ بھی نیزہ باز ہے سب نیزہ بازوں میں ممتاز ہے شب کیوقت ایک عیار نے آکر نوشیرواں سے کہا کہ بادشاہ تصوران نے اپنی بیٹی کو کہ آج حسن و جمال میں اپنا ثانی نہیں رکھتی آپ کے ساتھ عقد کرنے کیواسطے بھیجا ہے اُسکو اپنے پاس بلوائیے اُسکے آنے کیلیے اجازت فرمائیے نوشیرواں یہ مژدہ سنکر بہت خوش ہوا اور خواجہ بزرجمہر کو اُسکے لانے کیواسطے بھیجا خواجہ نے اُسکو محلسرا میں لاکر داخل کیا اُسکے آنے سے نوشیرواں کو بہت سرور حاصل ہوا راوی لکھتا ہے کہ وہ شاہزادی پیشتر سے حمزہ کی تصویر دیکھ کر بصد دل و جان مشتاق دیدار حمزہ تھی چند روز کے بعد ایک شب کو فرصت پاکے لباس مخبروی پہنکر حمزہ کے لشکر میں داخل ہوئی اور پشت خیمہ سے ایک پائزہ اُکھیڑا حمزہ کے خیمہ میں گئی دیکھا کہ امیر بیخبر سوتے ہیں دارو بیہوشی نتھنوں میں امیر کے جو دی تو امیر چھینک مار کر بیہوش ہو گئے امیر کا پشتارہ باندھ کر جسطرف سے گئی تھی اسی طرف سے نکلکر ایک خندق کے اندر لیگئی سب کی نظروں سے چھپا کر لیگئی اور امیر کی رفع بیہوشی

کرکے اپنے عاشق ہونیکا حال بیان کیا اپنے دلکا راز نہاں عیاں کیا امیر نے پوچھا کہ تو کون ہے اُسنے کہا کہ میرا نام زہرہ انگیز بنت شاہ تصوران ہے حسن و جمال میں میرا نظیر کہاں ہے اور اب زوجہ نوشیرواں کی ہوں امیر نے فرمایا کہ وہ امیر اخصر ہے دوسرے تو شوہر دار ٹھہری ایسا گناہ تو مجھسے کبھی نہ ہوگا ایسا فعل ہمارے مذہب میں حرام ہے ہر چند اُسنے امیر سے عشق انگیز باتیں کیں مگر امیر نے مطلق اسکی طرف التفات نہ کیا اُسکا کہنا بالکل سماعت نہ فرمایا جب اُس نے دیکھا کہ امیر راستے ہی نہیں ہیں تب اُسنے دھمکایا یہ سخن اُن کو سنایا کہ اگر تو مجھ کو قبول نہ کریگا تو حمزہ میں تجھ کو مار ڈالونگی امیر نے فرمایا کہ اگر میری یونہی بدی ہے تو چارہ کیا ہے مگر تیری بدی کرنے سے کچھ نہ ہوگا اسی تکرار میں صبح ہوگئی وہ امیر کو اسی جگہ مقید چھوڑ کے اپنے خیمے میں چلی گئی صبح کو امیر کے لشکر میں غل مچگیا کہ امیر اپنے خیمے سے غائب ہیں ہر شخص ہر طرف ڈھونڈھنے لگا شدہ شدہ یہ خبر کفار کے لشکر میں بھی پہونچی وہ بھی متعجب ہوئے کیومرث نوشیرواں کے آگے لن ترانی کی لینے لگا کہ حمزہ میرے نیزہ زہر آلود کے خوف سے جان بچا کر بھاگ گیا مرنے سے جی چھپا کر بھاگ گیا یہ کہکر نقارہ جنگ کا بجا کر میدان میں صف آرا ہوا پھر لشکر کا مقابلہ دوبارہ ہوا لشکر اسلام نے امیر کی جا پر رستم پیلتن کو قرار دیکر صف آرائی کی لندھور بن سعدان شاہزادہ سے رخصت ہو کر کیومرث کے مقابل ہوا کیومرث نے گھوڑے کو کاوہ دیکر نیزہ لندھور کے سر پر مارا لندھور نے ڈھال کے جھٹکے سے اسکو رد کیا اپنی چالاکی سے وار اسکا خالی دیا اور چاہا کہ گرز اسکو مارے اُسنے گھوڑے کی باگ پھیر کر دوسرا وار لندھور پر کرکے لندھور کو زخمی کیا لندھور مجروح اپنے خیمہ میں پہونچکر بیہوش ہوگیا زخم کی شدت سے مدہوش ہوگیا عمرو نے جھٹ پٹ ایک پٹی نوشدارو کی لندھور کے زخم پر چڑھادی کہ اس درد کی تکلیف سے اُسکو تسکین ہوئی فرہاد بن لندھور نے اپنے باپ کو مجروح دیکھ کر کیومرث سے مقابلہ کیا وہ بھی زخمی ہو کر پھرا اُسکے بعد سرکوب ترک نے اُسکا سامنا کیا وہ بھی مجروح ہوا جو اُسکے مقابل ہوا مجروح ہوا اتنے میں شام ہوگئی دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا سب لشکر اپنے اپنے مقام پر آیا شب کو وہ فاحشہ پھر امیر کے پاس گئی اور خبر دی کہ آج تمھارے لشکر کے فلانے فلانے تین پہلوان کیومرث کے ہاتھ سے زخمی ہوئے مجھکو اس بات کا بڑا ملال ہوا کہ ایسے پہلوانوں کا ایسا حال ہوا امیر نے کہا کہ حیف ہے اسوقت میں تو نے مجھکو قید کر رکھا ہے مجھے چھوڑ دے کہ میں کیومرث کو نیزہ بازی کا مزہ دکھاؤں اپنی شمشیر آبدار سے اُسکو شربت مرگ چکھاؤں وہ قحبہ بولی کہ جب تک میں کامیاب نہ ہونگی ہرگز ہرگز نہ چھوڑونگی اپنے حصول مقصد سے کبھی منھ نہ موڑونگی امیر نے کہا کہ چھوڑ یا نہ چھوڑ مجھ سے تو ایسی حرکت ہونی نہ ہوگی یہ کام خلاف شرع ہرگز نہ کرونگا غرضکہ وہ شب بھی اسی میں آخر ہوگئی وہ بدستور امیر کو چھوڑ کر اپنے خیمے میں گئی کیومرث پھر میدان میں آکر للکارا بڑے زور سے ایک نعرہ مارا کہ جسکے سر پر قضا کھیلتی ہو وہ میرے سامنے آوے میدان جنگ میں آکر گھوڑا کدا دے سعد یمانی شاہزادہ سے رخصت ہو کر کیومرث کے روبرو گیا کیومرث نے نیزہ اُس پر چلایا اُسکے اوپر ہاتھ اُٹھایا سعد نے رد کیا چار پانچ طعن کے بعد کیومرث نے غافل پاکر سعد کو بھی زخمی کیا اسمیں شام ہوگئی دونوں لشکر رزمگاہ سے پھرے رات کو پھر وہ فاحشہ

امیر کی خدمت میں گئی اور اپنا اشتیاق بصد ناز و نازی بیان کرنے لگی اُسکے پاؤں پر سر دھرنے لگی اتفاقاً عمرو بن امیہ امیر کی
تلاش کرتے کرتے اُدھر کو جا نکلا باتیں اُس مکارہ کی سنکر اُسکے سامنے گیا وہ عمرو کی صورت دیکھتے ہی وہاں سے بھاگی عمرو نے
امیر سے پوچھا کہ یہ کون تھا اگر حکم ہو تو مار ڈالوں اُسکا بھیجا اُسکے سر سے نکالوں امیر نے فرمایا جانے دو مت مارو یہ عورت
ہے اس سے درگذر کرو یہ ناحشہ زوجہ عال نوشیروال ہے وہ اسکے حال پر بہت مہربان ہے عمرو نے چاہا کہ بند امیر کے
کھولے امیر نے خود زور کیا تمام بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے عمرو نے کہا دو روز سے کیوں نہ زور کر کے قید سے چھوٹے کیا
سبب تھا کہ بند پہلے تم سے نہ ٹوٹے امیر نے کہا کہ تمام امر وقت پر موقوف ہیں اور خدا کی مرضی یوں ہی تھی کہ مجھ کو ایک عورت
بے حقیقت باندھے یہ کہکر خندق سے باہر آئے اور شکر خدا کا بجا لائے اور سلاح و اشقر کو منگوا کے وہیں سے سوار ہو کر رزمگاہ
میں گئے یاروں نے امیر کو دیکھ کر شادیانے بجوائے سب کے دلوں نے آرام پائے کیومرث نے میدان میں نکلکر باواز بلند کہا کہ
اے عرب میرے خوف سے کہاں بھاگ گیا تھا امیر نے مسکرا کر اشقر کو چمکا کر اُسکے مقابل جا کے فرمایا لے یاوہ گو حربہ کر اُسنے
گھوڑے کو کاوے پہ لگا کر امیر کے سر پر نیزہ چلایا امیر نے نیزے کو پکڑ لیا اُسکے ہاتھ کو خوب جھٹکا دیا کیومرث بولا کہ حمزہ
اسقدر میرے نیزے کا خوف تیرے دل پر غالب ہوا کہ نیزہ میرا پکڑ لیا یہی بہادری کا کام کیا امیر نے ہنسکر فرمایا کہ تو چھین
کیوں نہیں لیتا کیومرث نے اپنی قوت بھر زور کیا مگر نیزہ نہ چھین سکا امیر ایک جھٹکا دیکر نیزہ اُسکے ہاتھ سے چھین لیا اور زہر

جنگ باہم کرنا امیر حمزہ و کیومرث کا اور گرفتار ہونا کیومرث کا پنجۂ عمرو میں

نیزے کی انی سے دور کرکے کہا کہ اے کیومرث تو نیزہ بازی میں مطلق ناقص ہے فن نیزہ بازی تو ہرگز نہیں جانتا سپاہ گری کا طرز کچھ نہیں پہچانتا اب مجھ سے سیکھ لے یہ کہکر ڈانڈ نیزے کی اس زور سے ماری کہ کیومرث تیورا گیا اُسکی آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا اور مرکب سے گر کر مرغ نیم بسمل کیطرح تڑپنے لگا امیر مرکب سے کود کر اُسکے سینے پر چڑھ بیٹھے اور مشکیں کسکر عمرو کے حوالے کیا بے دست و پا کر کے عمرو کو دیا نوشیرواں نے دیکھا کہ کیومرث گرفتار ہو گیا بختک سے کہا کہ کیومرث تو گرفتار ہو گیا اب اپنا سو بیتا کرنا چاہیے اب یہاں سے نکلنا چاہیے بختک نے کہا کہ گیلان کو چلیے شاہ گنجال وہانکا حاکم ہے اور اُسکی ایک بیٹی ہے کہ پری بھی حسن و جمال میں اُس سے لگا نہیں کھاتی چشم فلک کو بھی ایسی صورت نظر نہیں آتی اور نیزہ بازی اور شمشیر بازی و گرز بازی وغیرہ جتنے فنون سپاہ گری کے ہیں کوئی اس سے سیکھ لے کیا مجال ہے کہ کوئی اُسکا مقابلہ کرے اور ایسی شجاع اور زور آور ہے کہ بڑے بڑے پہلوانوں کو اُسنے زیر کیا ہے حمزہ کی قوت اور سپاہ گری کو اُسکے آگے ہیچ سمجھنا چاہیے اُسکی تعریف کس زبان سے کیا چاہیے نوشیرواں نے اُسی دم وہاں سے کوچ کیا اور شبانہ روز منزل طے کر کے گیلان میں پہونچا اور ایک نامہ بمضمون زیادتی حمزہ و شکستہ حالی خود بہ استدعاے اعانت شاہ گنجال کو لکھا شاہ گنجال نامہ پڑھکر نوشیرواں کو استقبال کر کے اپنی بارگاہ میں لے آیا اور بہت سا اطمینان دلایا اور بڑے اخلاق و مروت سے پیش آیا نوشیرواں تو خوش و خرم ہو کر حمزہ کا انتظار کرنے لگا وہاں امیر نے کیومرث سے کہا اب کیا ارادہ ہے تمہاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہے کیومرث نے عرض کی ارادہ مسلمان ہونیکا اور تاحیات مستعار آپ کی خدمتگزاری کریگا ہے تمام عمر قصد تمہاری تابعداری کرنیکا ہے امیر نے اُسیدم اُسکو مشرف باسلام کیا اور بند اُسکے کھولکر خلعت فاخرہ پہنایا اور اپنے پہلو میں طلائی کرسی پر بٹھلایا عمرو نے حلقہ غلامی اُسکے کان میں پہنایا اُسکو بھی امیر کے حلقہ بگوشوں میں داخل کیا بعد تناول طعام جام مے گلرنگ چلنے لگا اور مطربان خوش آہنگ نے مجلس کو گرم کیا کیومرث نے ہاتھ باندھکر امیر سے کہا کہ امیدوار ہوں کہ میرے شہر میں تشریف لے چلیے کہ خدمت بجا لاؤں اُس شہر بےنظیر کی سیر تم کو دکھلاؤں امیر دوسرے دن اُسکی بارگاہ میں گئے اُسنے امیر کو تخت پر بٹھلایا آپ دامن گردان کے مثل چاکران کمتر خدمتگزاری میں مصروف ہوا۔

روانہ ہونا امیر کا شہر گیلان کیطرف اور مسلمان ہونا شاہ گنجال کا اور دی امیر کو اثنا کرنا کا گیلی سوار دختر شاہ گنجال سے

راوی لکھتا ہے کہ اُسکے شہر کے متصل مرغزار کثرت سے تھے امیر بطمع شکار مدت تک وہاں رہے دن سیر و شکار میں کٹتا تھا اور شب عیش و عشرت میں گذرتی تھی اوقات بڑی راحت سے گذرتی تھی ایکدن عمرو سے پوچھا کہ کچھ نوشیرواں کی خبر ہے اب اُس کو بختک کہاں لیگیا عمرو نے کہا کہ گیلان میں شاہ گنجال کے پاس ہے امیر نے فرمایا کہ گیلان کی بھی سیر کیا چاہیے وہاں بھی ضرور چلا چاہیے اُسیدن پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن امیر چلے چند روز میں شہر گیلان کے متصل خیمہ زن ہوئے جاسوسوں نے شاہ گنجال کو امیر کے پہونچنے کی خبر دی اُنکے حال سے اطلاع دی نوشیرواں نے اُسی دن طبل جنگ بجوایا گیلان و

مازندران کا لشکر لیکر میدان میں صف آرا ہوا امیر نے بھی اُسکے مقابل اپنے لشکر کو قائم کیا ہنوز دونوں طرف سے کوئی میدان میں نہ نکلا تھا کہ جنگل کی طرف سے گرد اُٹھی دونوں لشکر دیکھنے لگے کہ کون کسکی مدد کو آتا ہے اسقدر لشکر کثیر کون کس کا آشنا اُسکی مدد کے لیے لاتا ہے گرد کا دامن چاک ہوتے ہی ایک سوار نیزہ ہاتھ میں لیے ہوے نظر آیا جسکا رعب سب کے دلمیں سمایا اور خراماں خراماں میدان میں آکر دونوں طرف کے لشکر کو دیکھ کر لشکر اسلام سے مبارز طلب ہوا اُسکی جرأت دلاوری سے سب کو عجب ہوا شیر مار شیروانی امیر سے اجازت لیکر اُس سے مقابل ہوا اُس سوار صحرائی نے پہلے ہی وار میں شیر مار کو نیزہ مار کے گھوڑے سے گرا دیا اُسکو اپنی قوت سے مجروح کیا اور کہا تجھے کیا ماروں جا اور کسیکو بھیج دے تاز ترک نے اُسکا سامنا کیا اُسنے کمر میں ہاتھ ڈال کے تاز ترک کو زمین پر دے مارا اور کہا کہ جا دوسرے کو بھیج کاؤس شیروانی نے جاکر مقابلہ کیا یہی حال کاؤس کا بھی ہوا کہ اسمیں شام ہوگئی لڑائی تمام ہوگئی کاؤس اپنے خیمہ گاہ کی طرف اور وہ سوار جنگل کی طرف پھرا امیر عمرو کو ساتھ لیکر دریافت حال کیواسطے اُسکے پیچھے روانہ ہوے اُس سوار نے آہٹ پاکر پیچھے پھر کے جو دیکھا دو سوار اُسکو نظر آئے بہت مستعد جوان پائے جلدی سے ایک باغ میں گھس گیا امیر بھی اُسکے متعاقب باغ میں گئے باغ کو کمال تکلف سے آراستہ پایا نہایت خوشنما باغ نظر آیا ایک گوشے میں کھڑے ہوکر دیکھنے لگے دیکھا کہ وہ سوار مرکب سے اُترکر لب حوض کھڑا ہوا چار طرف سے چوبدار یساول و خدمتگار دوڑے مگر سب عورتیں تھیں مرد کا وہاں نام بھی نہ تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے یہ سوار عورت ہے ناگاہ اُسکی بھی نگاہ امیر پر پڑی خواجہ سرا کو بھیجا کہ دریافت کرو یہ دونوں سوار کون ہیں اور نام اُنکا کیا ہے اور یہاں آنے سے کیا مطلب ہے اس جگہ آنے کا کیا سبب ہے خواجہ سرا نے امیر سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے اور یہاں کیوں آئے ہو امیر نے فرمایا کہ حمزہ میرا نام ہے اور یہ رفیق میرا خواجہ عمرو عیار بن امیہ ضمیری کہلاتا ہے اسکی چالاکی کو کون پاتا ہے مگر اے مخلی تو کہہ تیری شاہزادی کا کیا نام ہے وہ بولا کہ میری شاہزادی کو گیلی سوار کہتے ہیں یہ کہکر شاہزادی کے پاس دوڑا گیا اور حقیقت حال بیان کی اُسکے حالات سے اطلاع دی شاہزادی نے بارہ دری میں جاکر لباس مردانہ و سلاح اُتار کے پوشاک زنانہ پہنی اور امیر کو استقبال کرکے بارہ دری میں لیجاکر مسند پر بٹھایا اور بہت اعزاز و اکرام امیر کا کیا اور خاصہ امیر کے ساتھ تناول کرکے ساقیان سیمین و شونکو طلب کیا پہلے جام بلورین مے گلرنگ سے بھر کے اپنے ہاتھ سے امیر کو دیا نشۂ شراب سے اُنکو مست کیا بعد ازاں آپ پیا جب دو چار جام کے پینے کی نوبت پہونچی شاہزادی کو سرور ہوا نقاب چہرہ سے اُٹھاکر امیر کی گود میں آبیٹھی سب شرم و حیا اُٹھا بیٹھی امیر نے جو اُس ماہ پارہ سے چار آنکھیں کیں ناوک مژگان اُس کمان ابرو کا امیر کے جگر میں لگا طالب معشوق غرق ہوگیا بیساختہ عقد کی استدعا کی درخواست نکاح پر بلاکی وہاں تو مادہ موجود ہی تھا اُسنے قبول کیا خواجہ نے فی الفور عقد پڑھایا بکمال رغبت سے اسکو نکاح میں لایا دونوں نے چھپر کھٹ پر جاکے داد عیش کی دی اُسکے ساتھ عیش و عشرت کی ناگاہ یہ خبر شاہ گنجال کو پہونچی فی الفور چار ہزار سوار سے باغ کو آکر گھیر لیا بڑی جمعیت سے محاصرہ کیا شاہزادی نے امیر سے کہا کہ اگر کہو تو اسکا سر کاٹ لاؤں ابھی اسکو ملک عدم میں پہونچاؤں امیر نے کہا کہ

اگر کوئی ہو تو کہو سو تمھارا باپ ہے تمھارا ہاتھ کبھی اُسپر نہ اُٹھے گا مگر میں جاتا ہوں اسکو اس جرأت کا مزہ چکھاتا ہوں یہ کہکر باغ کے
باہر آئے شاہ کہنے لگا الٰہی امیر تو ہو چکا ہو گا اور عرب ہیں بھی تو تو نے نوشیروان کی بیٹی بنائی کہ زبردستی اپنے عقد میں لایا وہی غرور اب
بھی تیرے دل میں سمایا دیکھ تجھے کیسی سزا دیتا ہوں تجھ سے ان حرکتوں کا کیسا انتقام لیتا ہوں یہ کہکر تلوار کھینچکر امیر کیطرف دوڑا
امیر نے اُسکا ہاتھ پکڑ کر اس زور سے کمان ماری کہ گھوڑے پر سے گر پڑا امیر خنجر نکال کے اُسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھے اور کہا
کہ خدائے عز و جل لاشریک ہے اور دین ابراہیم کا برحق ہے اُسنے خوشی تمام امیر کے قول کا اعادہ کیا امیر نے اُسکو چھوڑ دیا
وہ اپنی بیٹی کے پاس آیا اور اُسکو اپنے مسلمان ہونیکا سب حال سنایا یہ خبر تمام اطراف و اکناف میں منتشر ہو گئی سب چھوٹے
بڑے کو اس حال کی خبر ہو گئی ایک شب کو امیر گیلی سوار کے ساتھ باغ میں سوتے تھے کہ زرانگیز زوجہ نوشیروان جس نے تین
دن تک امیر کو خندق میں قید رکھا تھا لباس شب روی پہن کے تیر و کمان ہاتھ میں لیکر باغ میں آئی اُسکو وہاں یہ کیفیت نظر آئی کہ امیر
گیلی سوار ہو کر دنیا ایسے سوتے ہیں جیسے سانپ سا لپٹے ہیں یہ تو یاد نہیں کہا کہ حمزہ نے مجھکو قبول نہ کیا اور گیلی سوار کے ساتھ عقد
کیا مجھکو بڑا رنج دیا اور غیرت کا [illegible] ہو اب کسی طرح ان سے درگذر نہ کرنا چاہتی تھی کہ وار اپنا کرے گیلی سوار کی آنکھ کھل گئی
گیلی سوار اسکو دیکھ کر چھپر کھٹ پر سے اُٹھی وہ سقف بام سے نیچے پہونچی ہر گاہ گیلی سوار کو شک سے اُتری وہ گھوڑے
پر سوار ہو کے جلدی بارے ڈر کے اپنی راہ لی گیلی سوار نے بھی گھوڑے پر سوار ہو کے اُسکا پیچھا کیا جب باغ سے نکلکر میدان میں
دونوں پہونچیں وہ پیچھے پھر کر کھڑی ہوئی اور بولی کہ میں باغ سے حمزہ کی دہشت سے بھاگی تجھ سے مجھے کیا ڈر ہے اور تیرا مجھکو کیا
خوف و خطر ہے یہ کہکر ایک تیر گیلی سوار پر چلایا گیلی سوار نے اُسکو تلوار سے کاٹکر گھوڑے کو آسن سے دبایا گھوڑا بجلی کیطرح سے کوند کر
سر پر آیا گیلی سوار نے رکاب سے رکاب ملا کر ایک ہاتھ ایسا مارا کہ وہ دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گر پڑی ایک ہی ہاتھ میں پھر اُسنے
سانس نہ لی دنیا سے سیدھی ملک عدم کی لی امیر بھی دور سے کھڑے ہوئے تماشا دیکھ رہے تھے جب گیلی سوار نے زرانگیز کو مارا امیر
نے پکار کر کہا کہ اے گیلی سوار یہ تم نے کیا کیا نوشیروان جانیگا کہ حمزہ نے مارا اور مفت میں خجل ہو گا اس بات سے بہت منفعل
ہو گا گیلی سوار بولی کہ اب تو جو ہونا تھا سو ہوا چارہ کیا ہے امیر گیلی سوار کو لیکر باغ میں داخل ہوئے اور آرام کیا صبح کو نوشیروان
کو خبر ہوئی کہ زرانگیز موئی ہوئی صحرا میں پڑی ہے بے گور و کفن بیابان میں پڑی ہے عیاروں سے لاش اُٹھوا کر منگوائی اور
[illegible] دفن کرکے کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے یہ فاجرہ حمزہ کے پاس آئی تھی اُسنے اُسکو مارا ہے یہ کہکر اپنے غلاموں سے کہا کہ
بہت دن سلطنت کی اب جی چاہتا ہے کہ ملک بملک سیر کرتے پھریے وہ بولے کہ ہم فرمانبردار ہیں بہر صورت تابعدار ہیں جیسا
حکم ہو گا بجا لائیں گے وہی کرینگے جو آپ فرمائینگے نوشیروان نے آدھی رات گئے بہت مال و جواہر و زر نقد خرجیوں میں بھر کر
ہزار نفر غلام کو ساتھ لیا اور شہر سے باہر نکلکر ختن کی راہ لی اگر کوئی پوچھتا تو سوداگر اپنے کو بتاتا تھا اپنا حال واقعی سب سے
چھپاتا تھا یہاں لشکر میں صبح کو غل مچا کہ نوشیروان غائب ہے کسی نے کہا کہ امیر نے مار ڈالا کوئی بولا کہ عمرو چرا لیگیا مگر
بزرجمہر نے کہا کہ اگر حمزہ مار ڈالتا یا عمرو چرا لیجاتا تو ہزار سوار کیا ہو جاتے نوشیروان زرانگیز کی اس حرکت سے خجل ہو کر

کسی طرف چلا گیا ہرمز تاجدار نے چار طرف لوگ تلاش کرنیکو بھیجے اور خود بمشورہ اہالی اور موالی وارکان دولت تخت پر بیٹھا سلطنت کا انتظام کرنے لگا نوشیرواں کی جگہ سب کام کرنے لگا نوشیرواں کا حال سنیے کہ یہ جابجا اپنے کو سوداگر بتاتا منزل بمنزل چلا جاتا تھا ہزاروں طرح کی تکلیف سفر اٹھاتا تھا اتفاقاً جاسوسوں نے یہ خبر بہرام نامے راہزن کو پہونچائی کہ ایک سوداگر بڑے طمطراق سے ختن کو جاتا ہے وہ کئی ہزار راہزن ہمراہ لیکر سد راہ ہوا نوشیرواں نے رہزنوں کی خبر پاکر اسدن اسی مقام پر قیام کیا اپنی حفاظت کا انتظام کیا بہرام نصف شب کو مع فوج نوشیرواں کے اوپر آگرا اکثر غلام مارے گئے اور تمام مال و اسباب غارت ہوا اور نوشیرواں کو بھی پکڑ لے گیا اپنے مقام پر جا کے پوچھا کہ اے بوڑھے سچ کہہ تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور کس طرف جاتا ہے نوشیرواں نے کہا کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں بادشاہ با عدل و داد ہوں بہرام نے کہا کہ اے پیر بے پیر جھوٹ کیوں بولتا ہے کہاں تو نوشیرواں اور کہاں تو نوشیرواں ہفت اقلیم کا بادشاہ ہے وہ بڑا صاحب شوکت و جاہ ہے اسکو سوداگری سے کیا کام ہے یہ کہکے گردنیاں دیکر نکالدیا سب اسباب و مال لوٹکر ایک ایک پیسے کا محتاج کیا نوشیرواں لباس فقیری پہنکر ایک دن کی راہ چار دن میں قطع کر کے ختن میں پہونچا اجنبی دیکھکر ہر شخص پوچھتا تھا کہ اے درویش تیرا کہاں سے آنا ہوا نوشیرواں کہتا تھا کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں بہ نیت تجارت اختیار کر کے اسطرف کو چلا تھا اثناء راہ میں بہرام رہزن نے مجھکو لوٹ لیا اسباب مال و زر کیا جب کچھ نہ رہا مجبور ہو کر فقیری اختیار کی اس ملک کی راہ لی سامع اسکو جھوٹا سمجھ کر دتکارتا تھا ذلت سے نام لیکر پکارتا تھا شدہ شدہ یہ خبر بادشاہ ختن کو پہونچی کہ ایک فقیر اس شہر میں وارد ہوا ہے جو کوئی اس سے پوچھتا ہے کہ تو کون ہے تو کہتا ہے کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں بادشاہ نے اپنے روبرو بلایا جب نوشیرواں اسکے سامنے آیا کیفیت پوچھی اسنے اس سے بھی وہی کہا جو کہتا تھا بادشاہ کو یقین نہ ہوا حکم کیا کہ اس جھوٹے درویش کو ہماری سرحد سے نکالدو اس ملک سے اسکو باہر کرو والمختصر جس شہر یا گاؤں میں جاتا تھا اور لوگوں سے سچ سچ حال بیان کرتا تھا لوگ اسے کاذب سمجھکر اس مقام سے نکالدیتے تھے پھرتے پھرتے آتشکدہ نمرود پر پہونچا وہاں معمول تھا کہ جو مسافر وارد ہووے تین دن اسکو کھانا ملے چوتھے دن رخصت کر دیتے تھے اور اگر کوئی رہا تو اسکو جنگل سے لکڑی آتشکدہ کے مصرف کیواسطے لانی پڑتی تھی حکم حاکم سے یہ مشقت اٹھانی پڑتی تھی اس سبب سے تین دن نوشیرواں کو کھانا ملا چوتھے دن جواب دیا اور کہا کہ اگر لکڑی جنگل سے لا تو البتہ کھانا ملیگا اس شرط پر تجھکو ٹھکانا ملیگا نوشیرواں نے کبھی کاہیکو لکڑی کاٹی تھی مگر پیٹ بڑی چیز ہے مجبوراً جنگل میں گیا اور کسیقدر لکڑی کاٹ کر لایا مجبوری سے یہ رنج اٹھایا داروغہ نے کہا کہ یہ فقیر لکڑی بہت کم لایا ہے اسی مقدار پر اسکو کھانا بھی دیا جائے لکڑی کم لایا ہے کھانا بھی کم پائے نوشیرواں اس دن بھوکا رہا دوسرے دن جو لکڑی کاٹنے گیا اپنے سے تو نہ ہو سکا اوروں کی کاٹی ہوئی لکڑی میں سے چرا کر اپنے گٹھے میں رکھنے لگا ناگہاں کسی نے دیکھ لیا سبھوں نے ملکر خوب نوشیرواں کی ہڈیاں نرم کیں اور کہا کہ او فقیر تو چوری کرتا ہے ہماری کاٹی ہوئی لکڑیاں چرا چرا کر اپنے گٹھے میں رکھتا ہے مثل مشہور ہے بانس کے پاس ملاحی کی ملاحی مارا تو مارا

لکڑیاں بھی اُن لوگوں نے چھین لیں نوشیرواں پہلے دن سے بھی کم لکڑیاں لا یا اُسدن اور بھی کھانا کم پایا الغرض جسقدر لکڑیاں جنگل سے کاٹ کر لاتا تھا اُسیقدر کھانا بھی ملتا تھا اب ذرا نوشیرواں کے لشکر کا حال سنیے ہرمز نے بزرجمہر سے کہا کہ لوگوں نے ہرچند تلاش کیا مگر بادشاہ کا سراغ نہ ملا آپ تو رمل سے دریافت کیجیے اُن کے حال سے اطلاع ہمیں دیجیے بزرجمہر نے کہا کہ میں پہلے ہی دریافت کر چکا ہوں نوشیرواں آتشکدۂ نمرود میں ہے اور بڑی تکلیف میں ہے اگر کوئی معین نہ پہونچیگا تو صبح شام میں مرجائیگا پھر اُسکو کوئی زندہ نہ پائیگا ہرمز نے کہا کہ خواجہ تم نوشیرواں کو جاکر لے آؤ لازم ہے کہ اتنی مشقت تم اُٹھاؤ بزرجمہر نے کہا کہ میرے یا تمھارے جانے سے کام نہ نکلے گا جب تک حمزہ نہ جائیگا نوشیرواں ہرگز نہ آئیگا ہرمز بولا کہ حمزہ کاہیکو جائیگا وہ بھلا ایسی محنت کیوں اُٹھائیگا بزرجمہر نے کہا کہ اگر تمھاری ماں حمزہ کو لکھیں گی تو بلاشبہہ حمزہ جاکر نوشیرواں کو لے آئیگا انکا کہنا یقین ہے کہ عمل میں لائیگا کہ وہ بے مروت نہیں بداخلاقی اسکی عادت نہیں ہرمز نے جاکر اپنی ماں سے مشرح حال بیان کیا مہرانگیز بانو نے ایک خط حمزہ کو اس مضمون کا لکھا کہ اے فرزند سعادتمند اگرچہ مہرنگار کے مرنے سے رشتہ ٹوٹ گیا تمھارا علاقہ ہم سے چھوٹ گیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ بختک بدذات وبیحیا کے کہنے سے نوشیرواں نے سوائے بدی کے تمھارے ساتھ نیکی نہیں کی مفسدوں کے بہکانے سے ہمیشہ تمھیں اذیت دی لیکن چونکہ تم کو خدا نے سعادتمند و اولوالعزم و صاحب مروت وہمت پیدا کیا ہے اسواسطے لکھتی ہوں کہ تم جاکر آتشکدۂ نمرود سے بادشاہ کو لے آؤ اُسکو اس مصیبت سے چھڑاؤ نہیں تو اُسکا کام تمام ہوجائیگا وہ یہانتک کیونکر آنے پائیگا اور یہ تکلیف مالایطاق جو اُٹھاؤ گے اور اُسکو اُس بلائے جانستان سے چھڑاؤ گے تو لوگ جابجا یہ نیکی تمھاری چرچا کرینگے اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ اسوقت بادشاہ بڑی مصیبت میں گرفتار ہے دشمنوں کے ہاتھ سے سخت مجبور ونا چار ہے امیر نے خط پڑھکر عمرو کو بزرجمہر کے پاس بھیجا کہ آپکے نزدیک بادشاہ کہاں ہے اُسکے قیام کا پتہ لگائیے مفصل وہاں کا حال بیان فرمائیے بزرجمہر نے کہا کہ اُنسے کہدینا نوشیرواں آتشکدۂ نمرود میں ہے اگر فوراً جاؤ گے اور جلد پہونچو گے تو نوشیرواں کو پاؤ گے نہیں تو خدا جانے اُس کا کیا حال ہوگا پھر تم کو بڑا ملال ہوگا

جانا امیر کا آتشکدۂ نمرود کیطرف نوشیرواں کے لانیکے واسطے اور بعد مراجعت شادی کرنا نوشیرواں کی دوسری بیٹی سے

راوی روایت کرتا ہے کہ امیر پوشاک اسمار تہمد باندھ دلق پہن بساعت سعید نمرود کے آتشکدہ کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں امیر کو معلوم ہوا کہ بہرام رہزن نے نوشیرواں کو لوٹا تھا کمال سنگدلی سے ایسے بادشاہ عالی مکان کو لوٹا تھا لہذا بہرام کے قلعہ کے نیچے جاکر اس زور سے نعرہ مارا کہ قلعہ تھرا گیا جس نے وہ آواز سنی خوف کے مارے گھبرا گیا بہرام گھبرا کر ہزار سوار ساتھ لیکے قلعہ سے باہر نکلا امیر کو تنہا دیکھ کر گرز گھما کر مارا امیر نے گرز اُسکا چوبدستی سے رد کیا اور دہی

لکڑی اس زور سے ماری کہ بہرام چاروں شانے چت زمین پر گر پڑا فوراً چھاتی پر چڑھ کے کہا کہ کہہ خدا واحد ہے اور دین ابراہیم برحق ہے نہیں تو ابھی تیری گردن پر چھری چلاتا ہوں تجھ کو ملک عدم میں پہونچاتا ہوں بہرام بولا کہ پہلے آپ اپنا نام بتایئے اپنا مفصل حال بیان فرمایئے پیچھے جو کہنا ہوگا کہونگا جو آپ کہیے گا وہی کرونگا امیر نے فرمایا میرا نام حمزہ ہے بہرام نے حمزہ کا نام سنتے ہی بصدق دل کلمہ پڑھ کر اسلام قبول کیا اور امیر کو اپنے قلعہ میں لیجا کر کئی دن تک دعوت کی ہر طرح سے راحت دی امیر نے نوشیرواں کا حال پوچھا اُسنے کہا کہ یا امیر نوشیرواں کے باب میں میرا ہی قصور ہے میں نے سوداگر سمجھ کر اُسکو لوٹا جب اُسنے کہا کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں مجھ کو یقین نہ آیا میں اُسکے کہنے پر ہرگز اعتبار نہ لایا جھوٹا سمجھکر اُسکو بذلت وخواری نکالدیا اُسکو بیدست وپا کیا شاید ختن کیطرف گیا ہے یہ سُنکر امیر عازم ختن ہوے بہرام بھی ایک ہزار دینار کمر میں باندھ کر امیر کے ہمراہ ہوا چندروز میں ختن پہونچے ہر ایک سے حلیہ بتا کے پوچھنا شروع کیا لوگوں نے کہا کہ فی الحقیقت ایک بوڑھا فقیر اس شہر میں آیا تھا اپنے کو نوشیرواں بن قباد بتاتا تھا حاکم نے اس شہر کے اُسکی دروغگوئی پر شہر بدر کردیا اُسکے قول پر مطلق اعتماد نہ کیا پھر نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا امیر و بہرام شہر کے باہر نکلے اثنائے راہ میں دو شخص آپس میں باتیں کرتے آتے اور کسی طرف کو جاتے تھے ایک شخص نے کہا کہ ایسا خبطی فقیر بھی نہیں دیکھا کہ اس سن اور اس حالت میں ایسی لن ترانی کی لیتا ہے دوسرا بولا کہ بھائی تعجب کیا ہے کہ وہ راست گو ہو اور گردش فلکی نے یہانتک نوبت پہونچائی ہو برگشتہ بختی سے اُسپر یہ مصیبت آئی ہو امیر نے اُنکی باتیں سُنکر اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں سے آتے ہو اور یہ کسکا ذکر ہے ذرا ہم سے صاف صاف کہو اس شخص کے حال سے ہمکو اطلاع دو دونوں نے کہا ہم اہل حرفہ ہیں آتشکدۂ نمرود سے آتے ہیں وہاں ایک بوڑھا فقیر کسی طرف سے وارد ہوا ہے اپنے کو نوشیرواں بن قباد بتاتا ہے اپنی عالی خاندانی اور سلطنت موروثی کا حال سب کو سناتا ہے لوگ اُسکی دروغگوئی پر اُسکو بھیک بھی نہیں دیتے ہیں خارکشی کرتا ہے تو آتشکدہ سے قوت لایموت اُسکو ملتا ہے اس طرح پر اپنی اوقات بسر کرتا ہے یہ معاملہ اُس پر گزرتا ہے امیر یہ سُنکر آتشکدہ کیطرف روانہ ہوے آتشکدہ میں پہونچے خادموں نے امیر کو دیکھ کر کھانا لا کے سامنے رکھا امیر نے مع بہرام کھانا نوش فرمایا دونوں شخصوں نے ملکر کھانا کھایا اور وہیں بیٹھکر آیندہ روند کو دیکھنے لگے شام کو خارکش لکڑیونکا بوجھ لیکر پہونچے آتشکدہ کے خادم نے ایک ایک روٹی سب کو دی حسب معمول تقسیم کی سب کے پیچھے نوشیرواں بھی تھوڑی سی لکڑیاں سر پر رکھے پہونچا آتشکدہ کے خادم نے لکڑیوں کو دیکھ کر کہا کہ اے بوڑھے تو لکڑیاں تو سب کے برابر لا نہیں سکتا سب کی طرح تو مشقت اُٹھا نہیں سکتا تجھ کو ایک روٹی کیونکر ملیگی ظاہر ہے کہ سب سے کمتر ملے گی یہ کہکر آدھی روٹی نوشیرواں کو دی نوشیرواں نے آدھی روٹی کو غنیمت جانا خادم سے لیکر کھا کے ایک گوشے میں بیٹھ رہا کسی سے کچھ نہ کہا امیر نوشیرواں کو دیکھ کر آبدیدہ ہوے اور فرمایا کہ وتعز من تشاء وتذل من تشاء وہی نوشیرواں ہے کہ جسکے دسترخوان پر ہزاروں قسم کا کھانا چنا جاتا تھا ہزاروں آدمی بے تکلف کھانا کھاتا تھا اسمیں ایک خوان کھانیکا بڑے تکلف سے خادم آتشکدہ

امیر کیواسطے بھیجا امیر نے بہرام سے کہا تم جاکر نوشیرواں کو بلا لاؤ بہت جلد جاؤ مگر میرا ذکر اُس سے نہ کرنا اور اُسکو بھی نوشیرواں کہکر نہ پکارنا کہنا کہ اے بوڑھے یہاں آ کھانا کھا جا بہرام نے حسب الارشاد امیر نوشیرواں کو پکارا وہ کھانیکا نام سنتے ہی دوڑ کر امیر کے سامنے آیا کھانیکی لالچ سے اپنے تئیں جلدی سے اُن کے پاس پہونچایا امیر نوشیرواں کی تعظیم کر کے بے اختیار رونیلگے اُسکی خستہ حالی دیکھکر زار زار رونے لگے نوشیرواں بولا کہ اے جوان صاحب ہمت مجھ پر نوازش کر کے روتا کیوں ہے امیر نے کہا کہ آپ کی صورت میرے باپ کی صورت سے بہت مشابہ ہے اس سے مجھ کو رونا آیا اُنکو یاد کر کے میرا دل تاب لایا امیر نوشیرواں کو اپنے پاس بٹھا کر اپنے ہاتھ سے نوالے کھلانے لگے چپکے چپکے آنسو بہانے لگے جب نوشیرواں سیر ہو کر کھا چکا امیر سے پوچھنے لگا کہ اے جوان سچ بتا تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کس ضرورت سے تو نے اپنے تئیں یہاں تک پہونچایا ہے امیر نے فرمایا کہ سپاہی ہوں اور ہمیشہ سفر میں رہتا ہوں مگر تو بتا کہ کون ہے اور تیرا کیا نام ہے وہ بولا کہ اے جوان میرے نام سے تجھ کو کیا کام ہے اگر راست کہونگا تو ابھی مار پیٹ کر اپنے پاس سے دور کریگا امیر نے سوگند یاد کی کہ میں ہرگز تم کو کچھ نہ کہونگا سچ سچ کہو اور میری طرف سے مطمئن رہو خاطر جمع رکھو میں تمکو کبھی آزردہ نہ کرونگا بوڑھا بولا کہ میں نوشیرواں بن قباد ہوں گردش آسمانی سے اس نوبت کو پہونچا ہوں امیر نے کہا کہ تم نے اپنا جاہ و حشم و ملک و مال چھوڑ کر کیوں اپنے کو اس خرابی میں ڈالا اپنے وہاں سے اپنے کو نکالا نوشیرواں بولا کہ حمزہ نامے ایک عرب کے ظلم سے سلطنت چھوڑ کر چندے روز سوداگری میں گذرانی جنگل جنگل کی خاک چھانی ایک دن بہرام نامے رہزن نے لوٹ لیا مجھ کو مفلس محض کیا وہاں سے افتاں و خیزاں یہانتک پہونچا سچ ہے کہ تدبیر تابع تقدیر ہے امیر نے پوچھا کہ حمزہ نے تیرا کیا ظلم کیا تم کو کس طرح کا رنج دیا نوشیرواں بولا کہ پہلے وہ میرا تابعدار تھا پھر وہ میری بیٹی پر عاشق ہوا اور بے اجازت میرے اُسکو نکالکر لے گیا اُسکی مفارقت کا داغ میرے دل میں دیگیا میں تنگ سمجھ کر اُسکے لیے شہر بشہر گھومتا پھرا امیر نے کہا کہ میں نے سنا ہے وہ تمھارے تخت کا ارادہ نہیں رکھتا ہے بلکہ تم ہی اُسکے دشمن ہو ہمیشہ اسکے قتل کرنیکی فکر میں رہتے ہو اب ہمارے سامنے اُلٹی بات کہتے ہو نوشیرواں بولا کہ اے جوان راست تو یہی ہے کہ وہ کبھی میری جان و حکومت کا خواہاں نہیں ہوا مگر بختک نامے میرا ایک وزیر تھا وہ نالائق بد نفس شریر تھا اُس بدبخت نے میرے اور حمزہ کے درمیان میں عداوت ڈلوائی امیر نے فرمایا کہ اگر میں حمزہ کو باندھ کر تمھارے حوالے کر دوں تو مجھ کو کیا دوگے سچ کہو میرے ساتھ کیا سلوک کروگے نوشیرواں خوش ہو کر بولا کہ اے فرزند ارجمند لات و منات کے فضل و کرم سے وہ بھی دن میں دیکھونگا کہ وہ سرکش میرے قابو میں آئیگا میرے ہاتھ سے اپنے کردار کا بدلا پائیگا امیر نے فرمایا کہ تم خاطر جمع رکھو میں حمزہ کو باندھ کر تمھاری خدمت میں حاضر کر دونگا نوشیرواں نے کہا کہ اے جوان اگر حمزہ کو تو مجھے پکڑ دے گا ایسا احسان مجھ پر کرے گا تو میں اپنی بیٹی مہر افروز سے تیرا عقد کر دونگا اور زیست بھر تیرا ممنون منت رہونگا امیر بانواع تلطف و مدارا نوشیرواں سے پیش آئے اور دوسرے دن سے لکڑیاں لانیکو جانے نہ دیا مگر ابھی تک اپنے حال سے آگاہ بھی نہیں کیا دونوں وقت کھانا اپنے ساتھ کھلانا عزت سے اپنے ساتھ بٹھلانا جب تین دن امیر مہمانی کھا چکے اور سب

طرح کی راحت اُٹھا چکے چوتھے دن آتشکدہ کے خادم نے حسب دستور امیر و بہرام سے کہا کہ موافق معمول کے تین دن مہمانی ہو چکی اب اگر یہاں رہنا منظور ہو تو جنگل سے لکڑیاں لاؤ سب کے ساتھ جنگل میں جاؤ حسب دستور روٹی پاؤ گے بشرطیکہ سب کے برابر لکڑی لاؤ گے امیر مع بہرام و نوشیرواں جنگل کیطرف گئے اور ایک درخت کے سائے میں پاؤں پھیلا کے سو رہے جب تھوڑا سا دن باقی رہا نوشیرواں نے امیر سے کہا کہ اے جوان کبتک سویا کریگا مفت میں اپنی اوقات کھویا کریگا دن تھوڑا ہے لکڑی جنگل سے توڑ کر آتشکدہ میں پہونچائیں اور کچھ کھانا پائیں امیر نے کہا کہ تم بھی سو رہو ہم تمھارے حصے کی بھی لکڑیاں توڑ دیں گے تمھارے بدلے بھی ہمیں محنت اٹھا دینگے امیر تو یہ کہکر سو رہے مگر نوشیرواں نے اُٹھ کر کچھ لکڑیاں ادھر اُدھر سے جمع کیں اور دوسرے خارکشوں کی آنکھ بچا کر اُنکے بوجھے میں سے چرا کے اپنے گٹھے میں رکھیں امیر نے یہ حرکت نحیف نوشیرواں کی دیکھ کر فلک کیطرف نگاہ کر کے فرمایا کہ ماں غیرت سے یہ کلمہ زبان پر آیا کہ تیری گردش بادشاہ ہفت کشور سے بھی چوری کراتی ہے تیری ذات سے نئی نئی بات ظہور میں آتی ہے امیر یہ کہکر پھر سو رہے جب آفتاب غروب ہونے لگا نوشیرواں نے امیر کو جگایا اور کہا کہ اے فرزند تمام دن تم نے سو کے کاٹا اب سب خارکش بوجھا اپنا لے لیکے چلے جاتے ہیں تم لکڑیاں کب توڑو گے اور چلو گے میں نے تو ناچار ہو کر تھوڑی سی لکڑی توڑ کر رکھی ہے امیر نے کہا کہ تم کو تو منع کیا تھا کہ تم اس محنت سے اپنے کو دور رکھو پھر تم نے کیوں محنت کی اپنے تئیں تکلیف عبث دی آخر بہرام نے اُٹھ کر سوکھے سوکھے درختوں کو اُکھیڑ اُکھاڑ زمین پر مار کے توڑ تاڑ بڑے بڑے بوجھے باندھے لکڑہارے دیکھ کر کمال متحیر ہوئے اور آپسمیں کہنے لگے کہ یہ آدمی ہیں یا دیو ہیں کہ بڑے بڑے درختوں کو جڑ سے اُکھیڑ ڈالا ایسے درخت کہ جو مثل کوہ ہیں اُنکو تہ زمین سے نکالا القصہ ایک بوجھ امیر نے نوشیرواں کو دیا اور ایک بوجھ بہرام کے حوالے کیا اور ایک بوجھ اپنے سر پر رکھ کر خارکشوں کے ساتھ آتشکدہ کی طرف چلے اثنائے راہ میں دیکھا کہ نوشیرواں لکڑیوں کے بوجھ سے دبا جاتا ہے بہزار خرابی آہستہ آہستہ قدم اُٹھاتا ہے امیر نے نوشیرواں کو بھی بوجھ سمیت اپنے سر پر بٹھا لیا اُسکو راہ چلنے کی اذیت سے بھی آرام دیا جب آتشکدہ کے قریب پہونچے نوشیرواں کو سر سے اُتار کر بوجھ لکڑیوں کے آتشکدہ میں ڈالدیے خادمان آتشکدہ دیکھکر بولے کہ یہی دو آدمی لکڑیاں لانے کیواسطے بس ہیں دوسرے خارکشوں کی حاجت نہیں ہے اور آدمیوں کی کچھ ضرورت نہیں ہے یہ کہکر طعام لذیذ کثرت سے امیر و بہرام کیواسطے بھیجا امیر نے مع نوشیرواں و بہرام کھانا تناول فرمایا سب کے دلوں نیں آرام آیا شب کو امیر نے نوشیرواں سے پوچھا کہ اس آتشکدہ کا خرچ کس سے متعلق ہے اسکا صرف کہاں سے آتا ہے مہتمم یہاں کا کس سے پاتا ہے نوشیرواں بولا کہ اے فرزند یہ خادم جو ہیں سب میرے غلام ہیں اور خرچ اسکا میری سرکار سے ملتا ہے امیر نے فرمایا کہ تم اپنے کو ظاہر کیوں نہیں کرتے نوشیرواں نے کہا کہ اے فرزند جب میں آیا تھا میں نے اپنا نام بتایا تھا مگر کسی نے باور نہ کیا رہنے تک کا ٹھکانا نہ دیا اور اسقدر خادموں نے مارا کہ سر سے پاؤں تک سوج کر کپا ہو گیا امیر نے کہا کہ اگر تم قسم کھاؤ کہ میں پھر کبھی آتش پرستی نہ کرونگا اور خدا کو واحد اور دین ابراہیم

کو برحق جانونگا تو میں ان خادموں کو ازکر آتشکدہ کو خراب کروں اور تمکو تخت پر بٹھلاؤں ان سب کو تمھارا فرمانبردار بناؤں نوشیرواں قسمیہ ہوا امیر نے اُسیدم آتشکدہ میں جا کر ایک خادم کو آگ میں ڈالدیا اور بہتیرونکو جہنم واصل کیا اور آتشکدہ کو بتخانہ سمیت کہ اسکے گرد و پیش تھے مسمار کیا اسباب آتش پرستوں کو ذلیل و خوار کیا لوگوں نے امان مانگی امیر نے امان دیکر کہا کہ بدبختو تم نہیں جانتے تھے کہ نوشیرواں شاہنشاہ ہفت اقلیم گردش فلکی سے بھاگ کر یہاں آیا ہے بخت کی برگشتگی نے اُسکا یہ حال بنایا ہے تم نے اُس سے خارکشی کروائی کے بھی پیٹ بھر کے روٹی نہ دی اپنے مالک اور آقا کے ساتھ ایسی بدسلوکی کی سب آنکر بادشاہ کے قدموں پر گرے اور عرض کی کہ ہم مطلق ناواقف تھے امیدوار معافی کے ہیں برائے خدا ہماری تقصیر معاف کیجیے اور کدورت سے اپنے دلکو صاف کیجیے نوشیرواں نے سب کو معاف کیا اور وہاں کے تحصیلدار سے خزانہ طلب کر کے لٹانا شروع کیا اور ہر فقیر کو تو انگر بنانا شروع کیا اور سامان سلطنت تیار کر کے بڑی دھوم سے شہر ختن میں داخل ہوا امیر کی حمایت سے سب طرح کا اطمینان اُسکو حاصل ہوا وہانکا بادشاہ نوشیرواں کے استقبال کیواسطے اپنے دولتخانہ سے نکلا نوشیرواں نے امیر سے کہا کہ اے فرزند اس بادشاہ نے مجھ کو کیا کیا ایذا و ذلت دی ہے کیسی کیسی بُرائی میرے ساتھ نہیں کی ہے اسکو قتل کرو ہرگز اسکو جیتا نہ چھوڑو شاہ ختن نے امیر کو اپنا شفیع کر کے قصور معاف کروایا اور بہت سا عذر کیا کہ میں نے پہچانا نہ تھا اور سبب نہ پہچاننے کا یہ ہے کہ کبھی حضور کی زیارت نہ کی تھی بارے بادشاہ نے امیر کی خاطر سے شاہ ختن کا قصور معاف کیا اور امیر سے کہا کہ شاہ ختن کا قصور تمھاری خاطر سے معاف کرتا ہوں لیکن تمکو بھی اتنا میرا کام کرنا ہوگا کہ حمزہ کو گرفتار کر کے میرے حوالے کر دینا امیر نے کہا کہ بسر و چشم میں آپکے ارشاد کی تعمیل کرونگا اور حمزہ کی گرفتاری میں بہت سی تعجیل کرونگا بعد ازاں امیر نے فرمایا کہ ہم تم تنہا تمھارے لشکر میں جاویں اور نیا بھیس بناویں دیکھیں تو کوئی پہچانتا ہے یا نہیں امیر و نوشیرواں لشکر کے بازار میں ایک نانبائی کی دوکان پر روٹی مول لیکر کھانے لگے اتفاقاً مقبل اشقر کو پانی پلانے کیلیے جاتا تھا اشقر امیر کی بو پاکر کھڑا ہو گیا اور عمرو کا بھی اسوقت اسطرف گذر ہوا دیکھا کہ امیر و نوشیرواں ایک اجنبی آدمی کو ساتھ لیکر کھانا کھا رہے ہیں عمرو نے سلام کر کے امیر سے کہا کہ یا امیر خوش آمدی و خوش رفتی نوشیرواں نے اُسوقت امیر کو پہچانا عمرو نے جب نام لیا تب نوشیرواں نے جانا پھر اپنے دلمیں کہا کہ اتنے دنوں تک حمزہ کا اور میرا ساتھ رہا مگر میں نے حمزہ کو نہ پہچانا اور کیا کیا نہ حمزہ کی بدگوئی حمزہ سے کی البتہ حمزہ اپنے دلمیں ناخوش ہوا ہوگا کہ اُسنے کیا کیا نہ مجھ کو کہا اور میں چپ ہی رہا یہ سوچکر وہاں سے اُٹھ کے اپنے لشکر میں گیا ارکان دولت نوشیرواں کو دیکھ کر باغ باغ ہوئے اور اُسیدم تخت پر بٹھلا کے شادیانے بجوائے سب امیر امرا نذریں لائے امیر بھی اپنے لشکر میں جا کر اپنے یاروں سے ملے اور تمام سرگذشت بیان کی سبکو تمام سرگذشت سے اطلاع کی دوسرے دن امیر نے سعد سے فرمایا کہ میرے ہاتھ باندھ کر نوشیرواں کے پاس لیچلو کہ ایفائے وعدہ ہو عمرو بولا کہ میری رائے نہیں ہے کہ تم اسطرح سے نوشیرواں کے پاس جاؤ مبادا قابو پا کر یہ بدی پیش آوے کسی طرح کی آفت تمھارے سر پر لاوے امیر نے فرمایا کہ میں اپنی تقدیر پر شاکر ہوں جب تک خدا کا فضل ہے وہ میرا کیا کر سکتا ہے

آخر الامر سعد امیر کو باندھ کر نوشیرواں کے پاس لیگیا نوشیرواں نے ہکا بکا ہو کر پوچھا کہ یہ ماجرا کیا ہے امیر کو کیوں مقید کیا ہے امیر نے کہا کہ میں نے تم سے وعدہ کیا تھا کہ حمزہ کو باندھ کر تمھارے حوالہ کر دونگا سو اقرار پورا کرنے کیواسطے اپنے کو بندھوا کر آپکے پاس حاضر کیا اب آپ بھی اپنا وعدہ وفا کیجیے اور اسلام قبول کرنے میں تامل کو دخل نہ دیجیے بختک نے اٹھکر نوشیرواں کے کان میں کہا کہ حمزہ اسوقت بآسانی تمام مارا جاسکتا ہے اپنے کردار کی سزا میں پہنچایا جا سکتا ہے پھر ایسا وقت ہاتھ نہ آئیگا بعد اسکے کوئی حمزہ پر قابو نہ پائیگا نوشیرواں نے کچھ جواب نہ دیا امیر نے عقیلہ دریافت کیا کہ نوشیرواں مجھ سے صاف نہیں ہے ہاتھ کھولکر سعد سے فرمایا کہ بختک بدبخت کو پکڑ کے شلاق کرو اس بدذات کو اسکی شرارت کی سزا دو سعد نے فوراً حکم کی تعمیل کی نوشیرواں بختک کا حال دیکھ کر محل میں چلا گیا بختک بداختر کی اعانت کرنیکو جسنے چاہا وہ امیر کے ہاتھ سے مارا گیا القصہ امیر اپنے لشکر میں آئے اور دوسرے دن عمرو کو نوشیرواں کے پاس بھیجا کہ میں نے اپنا وعدہ وفا کیا اب آپسے بھی ایفاے وعدہ چاہتا ہوں یعنی ملکہ مہر افروز سے میرا عقد کر دیجیے جو زبان سے کہا ہے وہ کیجیے عمرو نے نوشیرواں کے پاس جاکر امیر کا پیغام ادا کیا پہلے نوشیرواں نے عمرو کو اس بات کا جواب کچھ نہ دیا اور وزرا و ندما سے بیان کیا کہ میں نے حمزہ سے وعدہ کیا ہے کہ مہر افروز کا عقد تیرے ساتھ کر دونگا پس اس امر میں تمھاری کیا صلاح ہے کروں یا نہ کروں کون سی بات موجب فلاح ہے ایک منھ ہو کر سب بولے کہ ایک بیٹی دیکر تو حضور آجتک ملک بملک خراب و خستہ پھرتے ہیں دوسری بیٹی دیکر دیکھا چاہیے کہ کیا گت ہوتی ہے اب دوبارہ کیسی کیسی ذلت ہوتی ہے اور سوا اسکے شاہان امصار حضور کو کیا کہینگے اس حال کو سنکر سب نفرین کرینگے نوشیرواں بولا کہ ہرگاہ ایک بیٹی دی دوسری بیٹی دینے میں کیا قباحت ہے ذلت و خواری کیا ہے کہ میرے نزدیک حمزہ سے بہتر داماد میسر نہ آئیگا اُسکی سی لیاقت کون پائیگا یہ کہکر عمرو سے کہا کہ جاؤ حمزہ سے کہو کہ شادی کی تیاری کرے اور اپنے یہاں بھی سامان عروسی تیار کرنیکا حکم دیا سب سامان شادی جیسا چاہیے مہیا کیا دوسرے دن ساعت نیک دیکھ کر عمرو نے امیر کی عقد خوانی کی کمال رغبت سے نوشیرواں نے اپنی لڑکی اُسکے نکاح میں دی امیر مہر افروز کو اپنی بارگاہ میں لیگئے بختک نے جابجا خط بھیجے کہ اے شاہو اے شاہزادو حیف ہے کہ تمھارے ہوتے ایک ادنی عرب نوشیرواں کی دو بیٹیوں سے عقد کرے اور شاہنشاہ ہفت کشور کا داماد کہلاوے اور ایسا مزہ اُٹھاوے اب بھی کچھ نہیں گیا ہے اگر ہمت ہو تو آکر اُس عرب سے مہر افروز کو چھین لو اتنی ہمت ضرور کرو جمیع رؤسا نے باہم مشورہ کر کے ہرمز سے کہا کہ بادشاہ کی تو کبر سنی سے عقل مار گئی ہے مگر تم جوان عقل اور جوان بخت ہو اگر قصد کرو تو ابھی حمزہ مار لیا جاتا ہے اپنے افعال ناشائستہ کا عوض پاتا ہے ورنہ یہ سلطنت ایک نہ ایک دن تمھارے ہاتھ سے جاتی رہیگی ہرمز نے پوچھا صلاح کیا ہے سبھوں نے کہا کہ بادشاہ سے کہیے کہ البرز میں جاکر شاہ البرز سے پناہ لیویں اگر حمزہ سے ہزاروں جاوینگے تو پہلوان عادی کے ہاتھ سے مارے جاوینگے اور شاہ البرز پر قابو نہ پاوینگے اور اگر بادشاہ یہ امر قبول نہ کرے تو بادشاہ کو مدائن کیطرف بھیجدیجیے یہ تدبیر ضرور کیجیے اور آپ تخت پر بیٹھ کے کوہ البرز کیطرف روانہ ہوجیے دیکھیے تو ہوتا کیا ہے ہرمز نے

ارکان دولت کے مشورہ کو بادشاہ سے کہا نوشیرواں بولا کہ صاحبو مجھ سے کیا کہتے ہو میں نے کیا کیا تدبیر حمزہ کے مارنیکی نہیں کی مگر حمزہ کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہوا اسکو میں کیا کروں اسمیں مجبور ہوں تقدیر بھی کچھ چیز ہے یا نہیں باقی البرز جانے سے اگر حمزہ مارا جائے اور وہ اُسکے ہاتھ سے نجات نہ پائے تو اس سے کیا بہتر ہے کوہ البرز کیطرف پیش خیمہ روانہ کرو سب کو تیاری کا حکم دو الغرض اُسدن تو پیش خیمہ روانہ ہوا دوسرے دن بادشاہ نے کوچ کیا اور جا بجا سے مدد طلب کی

روانہ ہونا امیر کا کوہ البرز کیطرف

راوی لکھتا ہے کہ عمرو نے امیر کو خبر دی کہ نوشیرواں کو بختک ورغلا کر کوہ البرز کیطرف لیگیا منصوبہ یہ ہے کہ حمزہ اگر وہاں جاوے تو چھٹا نیک بخت دست امیر نے یہ خبر سنکر تبسم کیا اور جواب دیا کہ ہمارا بھی پیش خیمہ اس طرف روانہ ہووے وہ شبانہ روز عیش و عشرت میں کاٹا صبح کوچ کیا جب کوہ البرز کے دامن میں پہونچے دیکھا کہ نوشیرواں دامن کوہ میں خیمہ زن ہے جان دینے کو موجود ہر صف شکن ہے امیر بھی کچھ فاصلہ دیکر اُتر پڑے ہر روز اطراف و جوانب سے نوشیرواں کی مدد آنے لگی جو فوج آئی اپنے موقع پر پڑے جمانے لگی ہر گاہ بہرام چوب گرداں و عادی چوب گرداں کہ پہلوانان ہمعصر میں ضرب المثل تھے شجاعت و دلاوری میں بے بدل تھے چالیس ہزار سوار کی جمعیت سے پہونچے مدد کرنیکی نیت سے پہونچے نوشیرواں نے طبل جنگ بجوایا اور لشکر کو رزمگاہ میں صف آرا کیا سب لشکر مقابلہ کو آیا امیر بھی اُسکے مقابل جا کھڑے ہوئے نقیب صفوں کے سامنے پکارنے لگے باواز بلند للکارنے لگے کہ اے پہلوانو اے بہادرو آج ننگ ناموس رکھنے اور باپ دادا کا نام روشن کرنیکا دن ہے چاہیے کہ حریف روبرو آکر حقیانہ پھرنے پاوے اسی میدان میں قتل ہوکر ڈھیر ہو جاوے عادی چوب گرد انکو جوش شجاعت جو آیا صف آرا ہوکر مبارز طلب ہوا اور عرصۂ قتال میں گھوڑا کودایا قیماز شاہ خاوری نے کہ عادیوں کے ملک کا بادشاہ ہے امیر سے رخصت لیکر عادی چوب گرداں کا مقابلہ کیا اس مابین میں جنگل کیطرف سے ایک سوار آیا اور دونوں لشکروں کے درمیان میں کھڑا ہوکر لشکر کفار سے مبارز طلب ہوا عادی چوب گرداں نے قیماز شاہ کو چھوڑکر اُسکا مقابلہ کیا اور ہزار منی گرز اُس سوار کے سر پر مارا اُس نے سپر پر روکدیا اور رکاب سے رکاب ملا اُسکی دوال کمر پکڑکے با آسانی تمام گھوڑے پر سے اُٹھا کے چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دیمارا کہ گویا ہڈیاں اُسکی سرمہ ہوگئیں ایک ہی وار میں اُسکا کام تمام کیا بہرام چوب گرداں نے اپنے بھائی کا حال دیکھ کے میدان میں آکر اس سوار پر حربہ کیا اُسنے اسکا بھی وہی حال کیا تب تو نوشیرواں کے لشکر میں شور پیدا ہوا سب کے دلوں سے ہراس ہویدا ہوا اور کسی نے اُس سوار سے لڑنیکی جرأت نہ کی سبکی ہمت پست ہوئی اپنے اپنے خیموں کی راہ لی اُس سوار نے جب دیکھا کہ لشکر کفار سے کوئی نہیں آتا ہے اور ہر شخص لڑنے سے جی چراتا ہے تب لشکر اسلام کیطرف رخ کرکے مبارز طلب ہوا رستم پیلتن نے آکر اُسکی کمر پکڑی اور اُسنے بھی رستم کی کمر پر ہاتھ ڈالا دونوں زور ہونے لگا ہر گاہ گھوڑے انکے زمین میں دھنس گئے اور ایک دوسرے پر غالب ہوا جنگی سوار نے

رستم سے کہا کہ اب آپ جا کر لشکر میں سستایئے تھوڑی دیر آرام فرمایئے سعد طوقی کو بھیج دیجیے سعد طوقی سے بھی دو ساعت
تک اُس سوار نے زور کیا جب کوئی کسی پر بالادست نہ ہوا تب اُس سوار نے سعد بن عمرو کو طلب کیا وہ بھی آکر برابر رہا آخر
سوار نے امیر کو بلوایا جب امیر اُسکے مقابلہ پر آیا امیر کی کمر پکڑ کے زور کرنے لگا امیر نے ایک نعرہ کیا کہ تمام دشت کانپ گیا
اس آواز کو سنکر ہر شخص گھبرا گیا اسکے ذہن میں خوف سمایا اور اُسکی کمر پکڑ کے سر پر اُٹھا لیا اور سر سے اونچا کیا پھر چرخ دیکر زمین
پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ گئے چاہا کہ خنجر اُسکی گردن میں ماریں کہ جان فنا ہو جائے ملک عدم میں جگہ پائے وہ جوان
بولا کہ مجھکو نہ مارئیے میں آپکا پوتا ہوں پوچھا کس کا بیٹا ہے التماس کیا رستم پیلتن کا فرزند ہوں آپکے فرزند ارجمند کا
دلبند ہوں اور نام میرا قاسم خاوری ہے مجھکو خداداد دلاوری ہے امیر نے اُٹھکر اُسکو گلے سے لگایا اور سر و رو کے بوسے
لیے اور رستم پیلتن سے بلا کر فرمایا کہ اے فرزند دلبند مبارک ہو یہ تمہارا لخت جگر ہے میرا بھی نور نظر ہے اتنے میں ایک سوار چالیس
گز کا قد و قامت پشت لشکر کفار سے برآمد ہوا اور میدان میں کھڑا ہو کر ہومان خاور کو للکارا کہ اگر مرد میدان کارزار ہے
تو میرے سامنے آ اپنی بہادری دکھا ہومان اُسکے مقابل ہوا اس سوار نے کمر پکڑ کے ہومان کو اُٹھا لیا اور آہستہ سے
زمین پر چھوڑ کے کہا کہ جا قیماز شاہ خاوری کو بھیجدے کہ وہ آ کر میرا مقابلہ کرے قیماز شاہ آنکر اُس سے زور کرنے لگا بہت تک
دونوں نے زور کیا کہ ماندے ہو گئے قیماز شاہ کو چھوڑ کر اُسنے کہا کہ جا حمزہ کو بھیجدے دیکھوں وہ کتنا زور رکھتا ہے
امیر یہ سنکر میدان میں آئے اُس جوان نے دوڑ کر امیر کی کمر پکڑ لی امیر نے بھی اُسکی دوال کمر پر ہاتھ ڈالا اور طرفین سے زور
ہونے لگا جب امیر نے دیکھا کہ یہ زیر نہیں ہوتا ہے نعرہ کر کے اُٹھا لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے بتا نہیں تو زمین پر پٹک کے
ہڈیاں سرمہ کر دونگا دم بھر میں خاک سیاہ کر دونگا وہ بولا کہ قیس قیماز خاوری میرا نام ہے اور قیماز شاہ کا بیٹا ہوں اُسی
بادشاہ والا جاہ کا بیٹا ہوں امیر نے آہستہ سے اُسے چھوڑ کے گلے سے لگایا اور اچھی طرح سے اُسے پیار کیا اور قیماز شاہ
کو بلا کر فرمایا کہ بیٹا تم کو مبارک ہوئے قیماز شاہ بہت خوش ہوا امیر طبل بازگشت بجوا کر اُسکو لشکر میں لے آئے
اُس دن مجلس جشن کی ترتیب دی محفل عیش و نشاط کی تیاری کی دوسرے دن جو میدان میں صف بندی ہوئی عادی
چوب گردان لشکر کفار سے نکلا اور لشکر اسلام میں سے فرخاری شبان باہر آیا شام تک دونوں میں جنگ رہی مگر کوئی
کسی پر مظفر و منصور نہ ہوا دونوں میں سے ایک بھی مغلوب و مقہور نہ ہوا رات کو دونوں لشکروں نے آرام کیا
صبح کو پھر صف آرائی ہوئی عادی چوب گردان نے میدان میں آ کر امیر کو للکارا بڑے زور و شور سے نام لیکر پکارا امیر نے
اشقر کو اس طرح میدان میں ڈپٹایا کہ میدان کی زمین اشقر کی ٹاپوں سے اُڑ گئی عادی چوب گردان نے اپنی چوب کو چرخ
دیکر امیر کے سر پر مارا امیر نے اُسکی چوب دست چھین لی جھٹ پٹ اپنے قبضے میں کی اور اُسی چوب کو اس زور سے اُسکے
بازو پر مارا کہ وہ بیتاب ہو کر زمین پر گر پڑا عمرو نے باندھ لیا اپنے پاس قید کیا بہرام چوب گردان نے میدان میں آ کر امیر کا
سامنا کیا وہ بھی باندھا گیا امیر نقارۂ ظفر بجاتے ہوئے لشکر گاہ کو پھرے شب کو سر محفل بہرام و عادی کو طلب کر کے

پوچھا کہ اب کیا ارادہ ہے تمھاری طبیعت کس بات پر آمادہ ہے وہ بولے کہ سوائے اطاعت کے اور کیا ارادہ ہوگا امیر نے اُنکو مسلمان کیا اور عمرو نے اُنکے کانوں میں حلقہ غلامی کا ڈالدیا امیر نے اُنکو خلعت دیکر اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اپنے پہلو میں بہت اعزاز و اکرام سے بٹھلایا اور دور ساغر شروع ہوا بہرام و عادی نے اپنے لشکر سے کہلا بھیجا کہ آج لشکر شیروئی پر شبخون مار کے لشکر اسلام میں داخل ہو کہ تمکو دولت دین و دنیا کی حاصل ہو

داستان پیدا ہونا شاہزادہ بدیع الزمان کا گیلی سوار دختر گنجال کے بطن سے اور بہا دینا شاہزادے کو صندوق میں بند کرکے دریا میں اور لیجا کر پرورش کرنا قریشہ بنت آسمان پری کا شہزادے کو حضرت خضر کے حکم سے

راوی لکھتا ہے کہ امیر نے جب کوہ البرز کیطرف کوچ کیا تھا گیلی سوار کو کہ حاملہ تھی گنجال کے سپرد کر آئے تھے گویا کہ یہ اپنی ایک امانت اُس کے پاس دھر آئے تھے گنجال احسان فروش نے لونڈیوں اور دایہ کو بلا کر حکم دیا اور اُن سے اقرار لیا کہ جب گیلی سوار کے لڑکا ہووے بجنسہ میرے پاس لے آنا ہرگز اس بات میں دیر نہ لگانا انھوں نے جانا کہ نانا ہے کوئی بات تمین و سعد اس کے لیے تجویز کی ہوگی کسی نجومی نے کچھ سعادت یا نحوست کی خبر دی ہوگی لڑکے کو پیدا ہوتے ہی اُس کے پاس حاضر کیا اُس بیرحم نے کہ ترس جان سے بسبب ظاہر مسلمان ہوا تھا حکم کیا کہ اسکو مار ڈالو اس لڑکے کو اسیوقت قتل کرو دایہ کو اُسکی پیاری پیاری صورت دیکھ کر ترس آیا اُس کا کہنا اُسکو ہرگز نہ بھایا اُسنے شاہ گنجال سے کہا کہ اگر حکم ہو تو اُسکو جیتا زمین میں گاڑ دوں اگر فرمائیے تو ایسا کروں بولا کہ بہت اچھی بات ہے دایہ نے ایک صندوق میں بند کرکے دریا میں بہا دیا اُس بچے کو خدا کے سپرد کیا اتفاقاً اُسدن آسمان پری اور قریشہ دریا کی سیر کو آئی تھیں وہ صندوق بہتے بہتے اسی کنارے سے جا لگا جہاں وہ وارد تھیں صندوق کو دریا سے نکلوا کر جو کھولا تو ایک لڑکا رشک خورشید و غیرت ماہ ہاتھ کے انگوٹھے چوستا نظر آیا اُنکے دل میں اس لڑکے کا پیار سمایا اُسکی پیشانی پر جو سیاہ داغ چمکتا ہوا دیکھا آسمان پری بولی کہ یہ داغ علامت خلیل اللہی ہے اُسپر بڑا افضل الٰہی ہے اتنے میں حضرت خضر نے ظاہر ہو کر آسمان پری سے کہا کہ یہ لڑکا حمزہ کا بیٹا ہے تم اسے اچھی طرح سے پرورش کیجو جب بالغ ہوئے تب حمزہ کے پاس اسکو بھیجد یجیو اور نام اسکا بدیع الزمان رکھنا یہ کہکر حضرت خضر تو غائب ہو گئے قریشہ گود میں اُٹھا کے بدیع الزماں کو قاف پر لے گئی اور پریوں کا دودھ پلا کر حفاظت و احتیاط سے پرورش کرنے لگی جب سات برس کا ہوا قریشہ نے فنون سپاہ گری میں طاق کرکے ہتھیار بند ہوائے جتنے فن سپاہ گری کے تھے سب اُسکو سکھائے اور جب کسی مہم پر اُسکا جانا ہوتا تو اُسکو بھی لیجاتی اُس معرکے کا اُسکو تماشا دکھاتی جب گیارھویں برس میں پاؤں رکھا قریشہ سے کہا کہ میرے باپ ماں کا کیا نام ہے اور کہاں ہیں اور اُنکا کس شہر میں قیام ہے اور بتاؤ وہ جہاں ہیں قریشہ بولی کہ باپ تو میرا تیرا ایک ہی ہے پردہ دنیا میں سلطنت کرتا ہے صاحبقران گیتی ستان زلازل قاف کوچک سلیمان ابو العلا عرف امیر حمزہ بن عبد المطلب ہے باقی تیری ماں کے نام سے میں واقف نہیں ہوں کہ وہ کون ہے اور کہاں ہے

اُسکا کیا پتہ کیا نشان ہے اور تمام کیفیت صندوق کی مفصل اُس سے بیان کی اُس تمام ماجرے سے اطلاع دی بدیع الزمان
نے کہا کہ مجھکو میرے باپ کے پاس بھیجدو اتنی مہربانی میرے حال پر کرو آسمان پری نے بہت سا تحفہ قاف کا ساتھ کر کے
قریشہ اور پریوں کے سپرد کیا کہ اسکو بحفاظت تمام کوہ البرز پر لشکر اسلام میں پہنچا دو اسکو راہ میں کسیطرح کی تکلیف نہ ہو
اور چلتے وقت سمجھا دیا اور یہ قصہ سنا دیا کہ تیرے جتنے بھائی ہیں سب پہلی ملاقات میں امیر سے لڑے ہیں تو بھی لڑ کر ملازمت
کیجیو اپنے خاندان کا رسم ہاتھ سے نہ دیجیو اور جمیع اقربا کے نام بتا دیے القصہ بدیع الزمان ملکہ آسمان پری سے رخصت
ہو کر کوہ البرز پر پہونچا دیکھا کہ دونوں طرف کے لشکر صف آرا ہیں جوانان تیغ آزما معرکہ پیرا ہیں پریوں نے بدیع الزمان
کو دونوں لشکروں کا نشان بتا دیا قرارگاہ فوج سب دکھا دیا کہ یہ لشکر تیرے باپ کا ہے اور وہ لشکر حریف کا ہے اور آپ
سب کی نظروں سے پوشیدہ ہو کر تماشا دیکھنے لگیں بدیع الزمان دونوں فوج کے بیچ میں کھڑا ہو کے لشکر اسلام کی طرف
رخ کر کے للکارا آواز بلند پکارا کہ اے عزیزو جسکو آرزوے وصال شاہد مرگ ہو وہ میرے سامنے آوے اپنی شجاعت اور
دلیری دکھاوے دونوں لشکر بدیع الزمان کا حسن و جمال و لباس و سلاح دیکھ کر متعجب ہوے کہ نہ ایسا جوان دیکھا اور
نہ ایسا سلاح و لباس کبھی نظر آیا ہے یہ شخص کس ملک کا ہے اور یہ سامان اُسنے کہاں پایا ہے اسمیں بدیع الزمان نے پھر
للکارا کہ اے مسلمانو اتنی دیر سے میں مبارز طلب ہوں کوئی تم میں سے نہیں آتا ہے میرے مقابلے کی تاب نہیں لاتا ہے
ایسی جان پیاری ہے تو سلاح لگا کر میدان میں کیوں آتے ہو اوڑھنی اوڑھ کر گوشے میں کیوں نہیں بیٹھتے ہو یہ آواز سنکر
کیومرث نیزہ باز امیر سے رخصت ہو کر بدیع الزمان کے سامنے آیا میدان جنگ میں آکر گھوڑا کودایا بدیع الزمان
نے نام پوچھا وہ بولا کہ کیومرث کہتے ہیں بدیع الزمان نے حملہ طلب کیا اُسنے عذر کیا کہ ہمارے مذہب میں پیشدستی
جائز نہیں ہے پہلے تم حربہ کرو بشرط حیات میں جواب دونگا بعد تمہارے حملے کے میں حربہ کرونگا بدیع الزمان نے ہاتھ بڑھا کر
اُسکو گھوڑے سے اُٹھا لیا اور سر گردان کر کے بسہولت تمام زمین پر چھوڑ دیا کہا جا دوسرے کو بھیجدے کہ وہ مجھ سے مقابلہ
کرے قیماز خاوری نے آکر مقابلہ کیا اُسکو بھی شاہزادے نے مثل کیومرث گھوڑے پر سے اُٹھا کے چرخ دیکر کہا کہ جا
دوسرے کو بھیجدے لندھور نے آکر سامنا کیا شاہزادے نے نام پوچھکر مانند خلال مرکب سے اُٹھا کر زمین پر دے پٹکا مثل اوروں کے
اُسکو بھی زیر کیا اور کہا کہ حمزہ کے فرزندوں میں سے کسی کو بھیج میں نے سنا ہے کہ وہ بہت زور آور ہیں بڑے صاحب جرأت اور
دلاور ہیں لندھور نے امیر سے آکر کہا کہ وہ جوان آپکی اولاد سے خواہان جنگ ہے قاسم خاوری نے امیر سے رن
کی اجازت طلب کی امیر نے فرمایا کہ خدا کے سپرد کیا دیکھو بہت ہوشیاری سے لڑنا یہ جوان کچھ بے طرح مجھکو معلوم ہوتا ہے اس سے
سر برہونا مشکل نظر آتا ہے بارے قاسم میدان میں جا کر اُسکے مقابل ہوا اُسنے ہتھیار تہ کر کے کمر بند پر قاسم کے ہاتھ ڈالا قاسم
نے بھی اُسکے دوال کمر کو پکڑا دونوں باہم یکدیگر زور کرنے لگے جب مرکب زانو تک زمین میں دھنس گئے تب دونوں گھوڑے
سے نیچے آئے اور ہاتھ سے ہاتھ ملائے آخرش بدیع الزمان نے قاسم کا لنگر اُٹھا کے سر پر لیجا کے چرخ دے کے زمین پر

چھوڑ دیا اور رونگا سا حال اُسکا بھی کیا اور کہا کہ جا رستم پیلتن کو بھیج کہ میں اُسکا بہت مشتاق ہوں ذرا وہ بھی میری تیغ آزمائی دیکھے رستم نے آکر بدیع الزماں کا سامنا کیا پہر بھر کی محنت میں رستم کو بھی بدیع الزماں نے زیر کیا اور کہا کہ سعد بن عمرو کو بھیجدے سعد بن عمرو نے اُس سے مقابلہ کیا اور بدیع الزماں سے زیر ہو گیا سعد سے کہا کہ اپنے دادا حمزہ کو بھیج کہ زور کا مزہ بھی ملے سعد نے امیر سے آکر کہا امیر میدان میں آئے اُسکے مقابلے پر پاؤں جمائے بدیع الزماں بجلی کی طرح مرکب کو کڑکا کے امیر کے پہلو میں پہونچا اور جھٹ کمر بند امیر کا پکڑ لیا امیر نے بھی اُسکی کمر پر ہاتھ ڈالا یہانتک دونوں نے زور کیا کہ مرکب بد حواس ہو گئے اگر اُتر نہ پڑتے تو یقین تھا کہ کمر مرکبوں کی ٹوٹ جاتی جب امیر عرق عرق ہو گئے نعرہ کرکے بدیع الزماں کے لنگر اُٹھانیکا قصد کیا اُسکو سر سے اونچا لیجانیکا قصد کیا لیکن تب بھی بدیع الزماں کو جنبش نہ ہوئی امیر نے دوسرا نعرہ کیا اس سے بھی کچھ سود نہ ہوا نخنگ کہنے لگا کہ تعجب نہیں اگر حمزہ اس جوان کے ہاتھ سے مارا جاوے اور آج اس جوان کے ہاتھ سے شکست پاوے راوی لکھتا ہے کہ اُس دن امیر نے متعدد نعرے کیے مگر بدیع الزماں کو اُس نعرہ کی ہیبت سے اثر نہ ہوا اور ابھی خبر نہ ہوا آخرش امیر نے طیش میں آکر صمصام و قمقام کو میان سے لیکر چاہا کہ بدیع الزماں پر وار کریں اپنی شمشیر آبدار کا اُس جوان پر وار کریں کہ قریشہ نے ظاہر ہو کر امیر کا ہاتھ پکڑ لیا اور انکو اس امر سے آگاہ کیا کہ بابا جان یہ تمہارا بیٹا میرا بھائی ہے امیر متحیر ہوے کہ یہ کس کے بطن سے ہے قریشہ نے تمام قصہ صندوق کا اور جو کہ حضرت خضرؑ نے فرمایا تھا من و عن امیر سے بیان کیا اُس راز نہاں کو امیر پر عیاں کیا امیر نے بکمال بشاشت بدیع الزماں کو گلے سے لگایا اُسکی محبت نے اُنکے دلمیں جوش کھایا اور عمرو سے پکار کر کہا کہ یہ فرزند ارجمند میرا ہے آفریدگار نے میری مدد کیواسطے بھیجا ہے یہ کہکر شادیانے بجواتے ہوے خیمے میں داخل ہوے اور جشن چہل روزہ ترتیب دیکر مصروف عیش و عشرت ہوے مہیا سب سامان راحت ہوے راوی لکھتا ہے کہ سمندون دیو جو امیر کے ڈر کے مارے کوہ قاف سے بھاگا تھا کوہ البرز پر آنکے اُسنے قیام کیا تھا وہاں پناہ جانکر آرام کیا تھا اُسکو امیر کے آنیکی خبر پہونچی دو پہر رات گئے امیر کے لشکر میں آیا اور کسی حکمت سے اپنے کو فوج کے اندر پہونچایا اتفاقاً سعد بن عمرو کا خیمہ اُسکے مدنظر ہوا خیمے کے اندر گیا دیکھا کہ سعد بن عمرو بیخبر سوتا ہے سعد کو بیہوش کر کے اپنے مکان پر لیگیا صبح کو امیر کو خبر پہونچی کہ سعد اپنے خیمے سے گم ہے امیر بہت متردد ہوے کہ سعد کو کون لیگیا عمرو سے فرمایا کہ سعد کا حال بزرجمہر سے دریافت کیا چاہیے ضرور اس سے اُسکا حال پوچھا چاہیے بزرجمہر نے عمرو سے کہا کہ امیر جن دنوں کوہ قاف پر دیو کشی کرتے تھے سمندون نامے دیو نے امیر سے ڈر کر کوہ قاف کو چھوڑ دیا تھا اور کوہ البرز میں آکر رہنا اختیار کیا تھا بالفعل دریا البرز کا جو جوش میں آیا اُس دیو نے بھاگ کر امیر کے لشکر میں اپنے تئیں پہونچایا جب اُسکو یہ معلوم ہوا کہ یہ لشکر صاحبقران کا ہے وہ امیر کو ڈھونڈھنے لگا امیر کو جب نہ پایا وہ مطلب اُسکے ہاتھ نہ آیا تب سعد بن عمرو کو اُٹھا لیجا کر دریا کے پار قلعہ میں قید کیا اگر امیر تنہا جاوینگے تو سعد بن عمرو کو زندہ پاوینگے امیر عمرو سے یہ خبر سنکر فی الفور یاروں سے رخصت ہوے اور اشقر کو دریا پیرا کر پار گئے اشقر کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا

اُسکو مطلق العنان کیا اور شکار کے کباب لگائے اور خوب اطمینان سے کھائے اور رات کی رات ایک درخت کے نیچے سو رہے صبح سوار ہوکر بزرجمہر نے جو نشان دیا تھا اُسی پتے پر چلے گئے جب قلعہ کے قریب پہونچے دیووں نے کہ امیر کو پہچانتے تھے سمندون کو خبر دی جلد دوڑکر اطلاع کی کہ صاحبقران عفریت کش آپہونچا سمندون کئی ہزار دیو لیکر قلعہ سے نکلا امیر نے اُس کو دیکھکر فرمایا کہ او ملعون یہ تو نے کیا حرکت کی مجھ کو اس سفر کی اذیت دی بھلا اب میرے ہاتھ سے تو جانبر ہوگا دیکھنا کہ اب تیرا حال کیسا ابتر ہوگا سمندون نے ایک دیو کو کہ پہلوان مشہور تھا حکم دیا کہ اس آدمی کو پکڑ لاؤ ابھی جلد تم سب جاؤ وہ جو امیر کی گرفتاری کو آیا امیر کے ہاتھ سے مارا گیا پھر ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اسیطرح سات دیو بدفعات امیر کے پکڑنے کے لیے آئے امیر نے سب کے سب جہنم میں پہونچائے پھر ہر چند سمندون نے ایک ایک سے کہا اگر کسی نے امیر کے پاس آنے کی جرأت نہ کی سمندون نے خوف سے کئی سو من کا پتھر امیر کے سر پر پھینکا امیر نے اسکو رد کر کے ایک تلوار ایسی لگائی کہ سات ہاتھ اُسکے ضرب سے کٹ گئے اور دیوؤں کے یہ حال دیکھ کر کلیجے پھٹ گئے وہ دیو وہاں سے غائب ہوکر ایک ساعت کے بعد تندرست ہوکر پھر امیر کے سامنے آیا اور امیر سے لڑنے لگا القصہ اُس دن شام تک یہی سوانگ رہا کیا

سمندون دیو ہزار دست کا حمزہ کی ضرب شمشیر سے زخمی ہوکر حوض آبحیات پر جانا پھر صحیح و سالم ہو کے بمقابلہ صاحبقران آنا

شب کو دیو قلعے کے اندر چلے گئے اور امیر ایک درخت کے نیچے سو رہے خواب میں حضرت خضرؑ نے امیر سے فرمایا کہ قلعے کے اندر ایک چشمہ آبحیات کا ہے پہلے جاکر اُسکو بند کرو تب اس سے لڑو نہیں تو تمام عمر یوں ہی لڑا کرو گے اور وہ مارا نہ جائیگا تمھاری تلوار کے تلے نہ آئیگا امیر اس خواب کے دیکھتے ہی چونک اُٹھے اُسیوقت قلعہ میں جاکر اُس چشمے کو کوڑے کرکٹ سے بند کر دیا

جو حضرت خضرؑ نے فرمایا تھا اُسپر عمل کیا اور بدستور درخت کے نیچے آکر سو رہے اطمینان سے بیتہ لگا کر سو رہے صبح کو سمندون اپنی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا میدان میں آکر پرا جمایا اور بدستور روز اول ایک پتھر ہزار من کا امیر کے سر پر پھینکا امیر نے اُسکو روکر کے ایک ہاتھ ایسا لگایا کہ آدھی گردن اُسکی کٹ کر لٹک پڑی وہ امیر کے روبرو سے بھاگا امیر نے بھی اُسکا پیچھا کیا دیکھا کہ اُس دیو نے چشمہ کو جو نہ پایا سر پٹک کے مرگیا اُسیوقت اپنی جان سے گذر گیا اور دیو جو اُسکے رفیق تھے مانند شتر بے مہار بھاگ گئے امیر نے اُسکے سر کو کاٹ کر اُسکا بند میں لٹکا دیا اور جسم ناپاک اُسکا خوراک جانوران صحرائی کیا اور سعد بن عمرو کو قلعے میں تلاش کرنے لگے آخر ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے ایک حجرے میں پہونچے دیکھا کہ سعد بیہوش پڑا ہے کچھ تن بدن کی خبر نہیں مدہوش پڑا ہے امیر نے سیفی حضرت ابراہیم کی پانی پر دم کرکے اُسکا منھ دھلایا سعد کو ہوش آیا آنکھ کھولکر اپنے جد بزرگوار کو دیکھ کے شکر خدا کا بجا لایا اُنکے دیکھنے سے جی میں جی آیا امیر سعد کو قلعے سے باہر لائے اور کباب شکار کرکے آپ بھی کھائے اور اُسکو بھی کھلائے دوسرے دن سعد کو اشقر پر سوار کرکے لشکر کیطرف لیچلے جب دریا پر پہونچے سعد سے فرمایا کہ تم سوار ہو کہ تم کو پیرنا نہیں آتا ہے آپ اشقر کی دم پکڑ کے پار اُترے جسوقت لشکر میں پہونچے دیکھا کہ بازار کارزار گرم ہے امیر نے سر دیو سمندون کا حریف کے لشکر کیطرف پھینک کر فرمایا کہ یہی دیو میرے پوتے کو اُٹھا لیگیا تھا سو میں اُسکو مار کے آیا میرے ہاتھ سے اُسنے اپنے کردار کا بدلا پایا لشکر کفار دیو کا سر دیکھ کر متحیر و متعجب ہوا کہ جبکا ایسا سر ہے وہ دیو کیسا ہوگا جسم اُسکا مثل کوہ فلک فرسا ہوگا حمزہ نے اس قد و قامت پر اسکو مارا یہ جو آدمی کہ دیو کش ہو اُس سے آدمی کیونکر لڑ سکے یہ کہہ رہے تھے کہ جنگل کی طرف سے ایک گرد اُٹھی دونوں لشکر کے جاسوس خبر لینے کو دوڑے کہ دوست ہے یا دشمن معلوم ہوا کہ بخنیہ شتربان اور مالک اشتر با فوج جرار نوشیرواں کی مدد کو آئے ہیں اسکی کمک کیلیے جمعیت کثیر اپنے ساتھ لائے ہیں نوشیرواں نے ہرمز اور کئی بادشاہوں کو استقبال کے واسطے بھیجا جب دونوں شاہزادے مع فوج لشکر کفار میں داخل ہوئے اُنکے آنے سے ہزار طرح کے اطمینان اُنکو حاصل ہوئے نوشیرواں طبل بازگشت بجوا کے اپنی بارگاہ میں اُنکو لیگیا اور بانواع عزت و احترام پیش آکر خلعت فاخرہ سے اُنکو سرفراز کیا عنایت و نوازش فرماکے اپنے سب سرداروں سے اُن کو ممتاز کیا اور مجلس جشن کی اُنکے لیے ترتیب دی تیاری بزم عیش و نشاط کی کی

داستان عجل بن عبدالمطلب برادر کوچک امیر حمزہ صاحبقران

راویان شیریں سخن اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ امیر کے آنے کے بعد خواجہ عبدالمطلب کے بیٹا پیدا ہوا گویا صدف شرافت سے در شاہوار ہویدا ہوا خواجہ عبدالمطلب نے نام اُسکا عجل رکھا اور پرورش کرنے لگے عجل نے بارہ مرحلہ اپنی عمر سے طے کیے تھے کہ قلماق شاہ نے مکہ پر چڑھائی کی اُن سے لڑنے کے لیے صف آرائی کی اہل مکہ صف جنگ میں اُس سے سر بر نہ آسکے قلعہ بند ہوئے قلت جمعیت سے مستمند ہوئے یہ خبر عجل تک پہونچی خواجہ عبدالمطلب سے سائل ہوا کہ ایک گھوڑا اور ہتھیار مجھ کو دیتے تو میں اس کافر سے لڑتا ایک ایک کو چن چن کے مار ڈالتا خواجہ عبدالمطلب نے ہنسکر کہا کہ تم اپنے

سن وسال کو دیکھو اور ایسے زبردست سے لڑنیکو ذرا دل میں خیال کرو سوا اسکے گیارہ بیٹے میرے اور بھی ہیں بات حمزہ ہی پر ختم ہے کہ ہزاروں کا مقابلہ کرے لاکھوں سے نہ ڈرے عجل نے کہا کہ خدا ہمارا یاور ہے آخر ہم بھی حمزہ ہی کے بھائی ہیں جب اسنے بہت اصرار کیا لوگوں نے عبدالمطلب سے کہا کہ آپ عجل کو کیوں روکتے ہیں جانے نہیں دیتے سچ ہے کہ جسکا خدا یاور ہے اسکو کیا پروا ہے معلوم ہوا کہ یہ بڑا شجاع ہے دلیری میں یکتا ہے عبدالمطلب لوگوں کے کہنے سننے سے مجبور ہوئے اور عجل کو ایک مرکب اور اسکے لائق ہتھیار دیکے فاتحہ خیر پڑھا خدا کی پناہ میں سونپا عجل پوشاک پہن اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کے قلعے کے باہر نکلا بڑی شان سے وہ دلاور نکلا یار جو عجل کے تھے وہ بھی ہمراہ ہوئے جب میدان میں پہونچا قلماق شاہ نے دیکھا کہ ایک سوار کمسن چند پیادے ہمراہ لیکے قلعے کے باہر نکلکر اس طرف کو آتا ہے سمجھا کہ صلح کا پیغام دینے کو آتا ہوگا کوئی پیغام طرف ثانی کی جانب سے لاتا ہوگا ایک سوار کو حکم دیا کہ خبر تو لاؤ یہ لڑکا کس ارادے پر آتا ہے کون کام اس کو یہاں لاتا ہے سوار نے عجل کے نزدیک آکر پوچھا کہ اے جوان کس ارادے پر آئے ہو اگر صلح منظور ہے تو میرے ہمراہ ہو کر چلو میں صلح کرا دوں تمھارے درمیان میں مصالحہ کرا دوں اور بادشاہ سے خلعت بھی تم کو دلوا دوں عجل نے کہا کہ اے کافر صلح کس سے کروائیگا اور خلعت کسکو پہنوائیگا تو نہیں جانتا کہ عجل میرا نام ہے اور حمزہ کا چھوٹا بھائی اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں کیسے شخص عالی نسب کا بیٹا ہوں کافروں کی جان کا ملک الموت ہوں اگر مرد ہے تو حربہ کر اس کافر نے خیرہ ہو کر عجل پر تلوار لگائی عجل نے ڈھال کے جھٹکے سے اسکو رد کیا اسکا زخم اپنے اوپر آنے نہ دیا اور کمربند پکڑ کے اسکو معلق گھوڑے پر سے اٹھا کے زمین پہ دے مارا یاروں نے عجل کے اسکو باندھ لیا فوراً قید کیا قلماق شاہ نے دوسرے سوار کو حکم دیا کہ ہاں جلد جا کر اس لڑکے کو کہ میرے پہلوان کو باندھے لیے جاتا ہے پکڑ لاؤ اسنے بھی مقابل ہو کر عجل کے سر پر تلوار چلائی عجل نے اسکو بھی اسی طرح سے باندھا حتی کہ ایک ایک کر کے چالیس پہلوان عجل نے باندھے جو جو اسکے روبرو آئے سب اس بے بدل بہادر نے باندھے تب تو قلماق شاہ طیش کھا کر خود عجل سے مقابل ہوا اور گرز عجل کے سر پر مارا عجل نے اسکی ضرب کو رد کر کے ایک گرز ایسا مارا کہ گھوڑا قلماق شاہ کا مر گیا گرز کے لگتے ہی جان سے گذر گیا قلماق شاہ نے چاہا کہ عجل کے گھوڑے کو پے کرے عجل نے کود کر قلماق شاہ کی کمر میں ہاتھ دیکے اٹھا لیا اپنی قوت بدنی سے سر سے اونچا کیا اور چرخ دیکے زمین پر دے مارا اور سینہ پر چڑھ کے مشکیں باندھ لیں قلماق شاہ کے لشکر میں خبر ہوئی لشکر نے چاہا کہ اس ایک پر سب آگریں قلماق شاہ نے اشارے سے منع کیا کسی کو اسپر حملہ کرنے نہ دیا عجل نے قلماق شاہ سے کہا کہ اگر تو مسلمان ہوتا ہے تو تیری جان بچتی ہے ورنہ ابھی تجھ کو قتل کرونگا میں ہرگز تیرے فوج و لشکر سے نہ ڈرونگا قلماق شاہ بولا کہ اے عجل میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں اگر تو مجھے حمزہ کے پاس لیچلے یہ التماس میری قبول کرے عجل نے کہا یہ تو بے استدعا تیرے شدنی ہے قلماق شاہ ایمان لایا عجل نے اسکو قید سے رہا کر کے گلے سے لگایا اور اپنے باپ کے پاس لیگیا عبدالمطلب نے عجل اور قلماق شاہ کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا اور بڑے تکلف سے قلماق شاہ کی ضیافت کی اسکی بڑی عزت

اور حرمت کی دوسرے دن عجل نے عبدالمطلب سے کہا کہ میں اپنے بھائی حمزہ کے پاس جاؤنگا ان کو یہ سب سرگذشت سناؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے اسکو خوشی خوشی رخصت کیا جانیکا حکم دیا دو منزل گئے ہونگے کہ سامنے سے ایک فوج نظر آئی عجل نے عیاروں کو بھیجکر خبر منگائی معلوم ہوا کہ کرب معدی نام عادی کرب کا بیٹا کہ گستہم کی بیٹی کے بطن سے ہے اپنے باپ کی ملاقات کیواسطے کوہ البرز کا عازم ہے عجل نے اپنے دلمیں کہا کہ اس سے ملاقات کرنا لازم ہے عجل خود اس سے جاکر بغلگیر ہوا اور کہا کہ میں بھی حمزہ سے ملنے کیلیے کوہ البرز کیطرف جاتا ہوں اسی ارادے سے وطن سے آتا ہوں چلو خوب ہوا ہمارا تمہارا ساتھ ہوا تکلیف سفر راحت سے کٹے گی یہ راہ بہت فراغت سے کٹے گی کرب معدی بولا کہ اگر مجھ کو ہمراہ رکاب لیچلنا منظور ہے تو دو تین دن یہاں مقام کرو تکلیف ہے چند روز آرام کرو میں مکہ کی زیارت کر آؤں عجل نے اسجگہ خیمہ ڈالا اور کرب معدی چھٹے دن مکہ کی زیارت کر کے عجل کے پاس حاضر ہوا دوسرے دن دونوں لشکر باہم ہو کر کوہ البرز کیطرف چلے عجل نے اثناء راہ میں کرب معدی سے کہا کہ میں نے سنا ہے جو فرزند حمزہ کا پہلے پہل جاکر ملا ہے پہلے ان سے زور آزمائی کی ہے پس ہم تم بھی حمزہ سے زور آزمائی کر کے ملاقات کریں سب کی رسم کو ہاتھ سے نہ دیں کرب معدی نے کہا بہت بہتر اسی جا خیمہ استادہ کیا چاہیے آگے چلنے کی اجازت نہ دیا چاہیے کہ حمزہ کے لشکر سے چار کوس کا فاصلہ ہے عجل نے کہا پہلے میں تنہا جاتا ہوں پیچھے سے تم بھی آنا مگر تنہا لشکر کو اسی جگہ چھوڑنا القصہ عجل دونوں فوجوں کے بیچ میں جاکر کھڑا ہوا اور امیر کیطرف مخاطب ہو کر پکارا کہ حمزہ کے فرزندوں میں جس کو دعوی شجاعت ہو وہ میرے سامنے آئے شاہزادہ رستم پیلتن امیر سے رخصت ہو کر گیا عجل نے دوڑ کر رستم کی کمر میں ہاتھ ڈالا رستم نے اسکی کمر کی دوال تھامی دونوں میں زور ہونے لگا دونوں لشکر دونوں پہلوانوں کا زور دیکھ کر وجد کرتے تھے آخر عجل نے رستم سے کہا کہ تیرا زور میں نے دیکھا اب اور کسی اپنے بھائی کو بھیج رستم نے میدان سے پھر کر تقریر اسکی امیر سے بیان کی امیر نے بدیع الزمان کو بھیجا جب دونوں میں زور ہوا بدیع الزمان عجل پر غالب ہا عجل نے کہا کہ اے بدیع الزمان تیرا بھی زور میں نے دیکھا ماشاء اللہ اللھم زد اب تو جا حمزہ کو بھیج انکا بھی زور آزماؤں اپنی قوت دکھاؤں بدیع الزمان نے آکر امیر سے کہا کہ اسطرح سے وہ پہلوان کہتا ہے امیر اشقر کو صف سے نکالکر اسکے سامنے گئے اور بایکدیگر کمریں پکڑ کے زور کرنے لگے امیر نے دیکھا کہ کسی طرح سے اسکا لنگر نہیں اٹھتا ہر چند زور کرتا ہوں مگر یہ دلاور نہیں اٹھتا ایک نعرہ کر کے جو زور کیا عجل کو اٹھالیا اور پوچھا کہ سچ کہہ تو کون ہے جلد اپنا نام بتا اپنے باپ دادا کا مقام بتلا عجل بولا کہ میں تیرا بھائی اور عبدالمطلب کا بیٹا ہوں امیر نے اسے آہستہ زمین پر چھوڑ کے گلے سے لگایا آنکھو اسکے اوپر بہت سا پیار آیا اور کہا اسطرح کیا آنا تھا پہلے مجھ کو خبر کی ہوتی تا میں فوج یہاں سے بھیجدیتا اور خود استقبال کر کے لے آتا تیرے لینے کو بڑی شان وشوکت سے مع لشکر جاتا یہ گفتگو دونوں بھائیوں میں ہو رہی تھی کہ ایک جوان مانند شیر نر کے غراں میدان میں آ کھڑا ہوا امیر نے عجل سے پوچھا کہ تم اسکو پہچانتے ہو عجل نے ناواقفیت بیان کی اتمیں کرب معدی نے اس زور سے گرز مارا کہ تمام بدن میں امیر کے عرق آگیا آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا امیر نے گرز کو رد کر کے اسکی کمر پکڑ کے اور ایک لات اسکے گھوڑے کو اس زور سے ماری کہ گھوڑا دس قدم پیچھے ہٹ گیا

اُس صدمے سے کلیجہ اُسکا پھٹ گیا اور اُسکو سر پر اُٹھالیا اُسنے عرض کی یا امیر مجکو زمین پر نہ ٹپکیے گا میں آپکا خانہ زاد پسر معدیکرب ہوں امیر نے اُسکو آہستہ سے زمین پر چھوڑ کے گلے سے لگایا اور عمرو نے معدیکرب سے پکار کر فرمایا کہ بیٹا مبارک ہو اُسنے کہا کہ یا امیر اُسنے بڑی بے ادبی کی اسکو مار ڈالو اسکا بھیجا اسکے سر سے نکالو امیر نے کہا کہ میں نے اُسکی تقصیر معاف کی اور اسکو نجات دی اتنے میں قلماق شاہ مع لشکر حاضر ہوکے آداب بجالایا بہت عجز و نیاز سے پیش آیا امیر تینوں پہلوانوں کو ساتھ لیکر خیمہ گاہ میں آئے بڑی عزت و حرمت سے اُنکو اپنی فرودگاہ میں لائے اور ہر ایک کے بیٹھنے کو طلائی کرسی عنایت کی اور جشن کا حکم دیا رات بھر تو امیر جشن میں رہے صبح کو آواز طبل جنگ کی سنکر رزمگاہ میں گئے بخیہ شتربان میدان میں آکر للکارا شیر کی طرح با آواز بلند پکارا کہ اے عرب جسکو آرزو مرگ کی ہو وہ میرے سامنے آئے سید ھا ملک عدم کو جائے شبان طائفی امیر سے رخصت ہوکر اُسکے سامنے گیا اور کہا کہ اے شتربان اسقدر کیوں بلبلاتا ہے سخن بیہودہ کیوں زبان پر لاتا ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے اُسنے ایک گرز بقوت تمام شبان طائفی کو مارا مگر اُسکو کچھ خبر بھی نہ ہوئی جیسا کھڑا تھا اُسیطرح کھڑا رہا اُسی جگہ اڑا رہا اُسنے دوسرا اور تیسرا وار کیا شبان طائفی نے سب کو رد کرکے ایک گرز بخیہ کے گھوڑے کو مارا کہ ہڈیاں اُسکی ریزہ ریزہ ہوگئیں بخیہ پیادہ ہوگیا شبان طائفی بھی اپنے گھوڑے سے کودا اور گرز بگرز لڑا کیا شام کیوقت دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے صبح کو بدستور بخیہ میدان میں آیا پھر اہل فوج کو وہی اپنا زور دشور دکھایا ادھر سے قیس قیماز جاکر اُس سے مقابل ہوا دونوں پہلوان دو پہر کامل گرز بگرز لڑے بعد ازاں باہدیگر کمر پکڑ کے زور کرنے لگے بخیہ نے بڑی محنت سے قیس قیماز کو اُٹھا کر دیا را چاہتا تھا کہ مشکیں باندھے قیس نے لات مار کے بخیہ کو گرا یا اسکو زیر لیا اور آپ اُسکی چھاتی پر چڑھ کے قصد باندھنے کا کیا بخیہ نے بھی دونوں پاؤں ملا کر قیس کے لنگر کو ایسا اچھالا کہ قیس زمین پر گر پڑا الغرض شام تک اسیطرح سے دونوں پہلوان لڑا کیے باخود ہا مقابلہ کیا کیے کوئی کسی پر غالب نہ ہوا رات کو فوجوں نے آرام کیا صبح کو پھر صف آرائی کی بدستور میدان میں آکر تیغ آزمائی کی بدیع الزماں نے جاکر بخیہ کا مقابلہ کیا بخیہ نے سات سو من کا گرز بدیع الزماں پر چلایا اُسکے سر پر یہ گرز گراں لایا بدیع الزماں نے اُسکو رد کرکے کہا کہ دو حملے اور بھی کرے بخیہ نے بقوت تمام دو حملے اور کیے مگر بدیع الزماں کے کچھ بھا نویں نہ ہوا آخر بدیع الزماں نے نعرہ کرکے بخیہ کو سر پر اُٹھالیا بے تکلف سر سے اونچا کیا اور پھر چکر دیکر عمرو کے حوالے کیا عمرو باندھ کر اپنے خیمے میں لے آیا اُسکو اپنا قیدی بنایا مالک اشتر نے جب اپنے چچا کا یہ حال دیکھا نوشیرواں سے کہا کہ حمزہ کے فرزند بہت زور آور و بہادر ہیں اسوقت میرے چچا کو کس بہادری سے اس جوان نے باندھا نوشیرواں بولا کہ حمزہ کی جتنی اولاد ہے سب ایسی ہی ہے مالک اشتر نے کہا کہ آج جنگ موقوف رہے کل میں اس جوان سے لڑونگا تا لوگ یہ نہ کہیں کہ پسر حمزہ کا تھکا ہوا تھا اس سے باندھا گیا نوشیرواں طبل بازگشت بجوا کر اپنے خیمے میں داخل ہوا امیر بھی اپنی بارگاہ میں گئے اور بہت کچھ بدیع الزماں پر سے نثار کیا محتاجوں فقیروں کو بہت کچھ دیا اور سیلانی کی کرسی پر بخیہ کو طلب کیا اور مکلف اسلام کے ہوے اُسنے عرض کیا کہ تا آنے مالک اشتر کے مجھ کو معاف رکھیے امیر نے اُسکو

معدیکرب کے سپرد کیا اسمیں عرض بیگی نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ایک قاصد خرسنہ سے آیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ وہاں کے لوگونکا پیام لایا ہے امیر نے اُسکو بلوایا اُسنے حاضر ہو کر فتحنوش کا خط گذرانا لکھا تھا کہ مرزوق فرنگی نے یہاں تک ہماری نوبت پہونچائی ہے کہ ہم قلعہ بند ہوئے اُسکے جور و ستم سے بہت مستمند ہوئے یا تو آپ آئیے یا رستم پیلتن کو بھیجیے نہیں تو ملک بھی ہاتھ سے جائیگا اور لوگوں کے اسلام میں بھی فرق آئیگا امیر نے بآواز بلند اس خط کو پڑھ کر یاروں سے فرمایا سب کو سنایا کہ میں خرسنہ کو جاتا ہوں اُس مردود کو اُسکی سرکشی کی سزا دکھاتا ہوں میری جگہ پر رستم کو سمجھنا رستم نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ مجھ ہی کو حکم ہووے خرسنہ میں جا کر اُس کافر کو سزا دے آؤں اُس نالائق کا سر کاٹ لاؤں امیر نے فرمایا کہ اچھا پچاس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیتے جاؤ جلد وہاں اپنے تئیں پہونچاؤ رستم نے کہا کہ حاجت فوج کی نہیں ہے آپکے اقبال سے میں اکیلا اُس کافر کے قتل کرنے کیواسطے کافی ہوں امیر نے کہا کہ لشکر کی کثرت سے حریف خائف ہوتا ہے لہذا تنہا جانا تمہارا نازیبا ہے ایسے حریف زبردست کے مقابلے پر بغیر لشکر حملہ لانا نازیبا ہے رستم نے نہ مانا اور اکیلا رخصت ہو کر دیو دہ سم خرسنہ کیطرف راہی ہوا چندروز میں جا پہونچا اُس ملک میں کمال جرأت سے جا پہونچا دیکھا کہ لشکر فرنگ قلعہ کو محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہے اُس قلعہ کے لینے کو اڑا ہے جاتے ہی اُسکی فوج میں نعرہ کر کے مبارز طلب ہوا مرزوق شاہ نے مالیا نامے اپنے خلعت اکبر کو کہ پچاس گز کا قد تھا رستم سے مقابلہ کرنے کیواسطے بھیجا مالیا نے امیرزادہ کا نام پوچھا رستم نے اپنا نام بتایا اپنا حسب و نسب اُسکو سنایا مالیا نے قبضہ پر ہاتھ ڈال کے رستم پر وار کیا رستم نے اُسکا ہاتھ پکڑ کے تلوار چھین لی اور وہی تلوار اس صفائی سے اُسکے سر پر ماری کہ خود و سر و سینہ و شکم کو کاٹتی ہوئی زانو سے نکل گئی اُس حال کے دیکھنے سے سب فوج مارے خوف کے دہل گئی اور مالیا مانند خیار تر دو پھانک ہو کر گر پڑا لشکر فرنگ اُسکی ضرب دیکھ کر خائف ہوا کوئی اس سے مقابلہ کرنے نہ آیا اُسکے مقابلے کی تاب نہ لایا تب تو رستم تلوار کھینچکر اسطرح سے لشکر فرنگ پر گر پڑا جیسے شیر گلے میں بکریوں کے گھستا ہے جسکے سر پر وار لگاتا تھا اسکو کھیرے کی طرح سے سراپا دو پھانک کرتا تھا اور وہ زمین پر آتا تھا جس سوار کی کمر پر ہاتھ جماتا تھا وہ دو ٹکڑے ہو ادھر اُدھر گرتا تھا سیدھا ملک عدم کو جاتا تھا لشکر فرنگ میں عجب طرح کی چل پوں مچی مرزوق نے دیکھا کہ مالیا کے مارے جانے سے فوج کا جی چھوٹ گیا دست ہمت سب کا ٹوٹ گیا اُسنے شاہزادے کیطرف رخ کیا اسپر بھی لشکریوں کے پاؤں نہ ٹھہرے مثل گلہ روباہ بھاگ کھڑے ہوئے مرزوق سمجھا کہ میں تنہا حریف پر غالب نہ ہونگا وہ بھی اپنے ہمراہیونکے ساتھ بھاگا رستم نے اُسکا تعاقب کیا اور چار کوس تک کشتوں سے پشتے باندھتا چلا گیا فتحنوش بھی فوج لیکر شاہزادے کے پاس پہونچا اور کہا کہ بس چار کوس تک تم نے حریف کا پیچھا کیا اُنکو خوب صدمہ دیا اس سے زیادہ دستور نہیں ہے اب آگے ہمکو منظور نہیں ہے رستم نے نہ مانا اور کہا کہ آپ جائیے قلعہ کی مضبوطی کیجیے وہاں کی خبر لیجیے ایسا نہ ہو کہ حریف قلعہ خالی سنکر فوج کو بھیجکر اپنا بندوبست کر کے پھر کہیں دھوکا دے فتحنوش تو قلعہ کیطرف پھرا اور رستم حریف کے پیچھے گیا فتحنوش نے اُسی دم یہ کیفیت امیر کو لکھ بھیجی القصہ شاہزادہ کفار کو مار کے شام تک دوسرے حاکم کی سرحد میں پہونچا اور شب کے لحاظ سے ایک

درخت کے نیچے سو رہا صبح کو اُٹھ کر شکار کے اسباب کھا کر پھر گھوڑے پر سوار ہوا سیطرح جا بجا پھرتا رہا اور کفار کا تعاقب کیا اُنکو بھگا گئے نہ دیا اب تھوڑا احوال امیر کا سنیے کہ جس دن رستم کو شہر خرسنہ کیطرف روانہ کیا اسی شب کو مہرافروز بنت نوشیروان کے بطن سے لڑکا پیدا ہوا امیر نے اُسکا نام ہرمز شاہ رکھا اور چالیس شبانہ روز کے جشن کا حکم دیا بڑا سامان محفل عیش جمع کیا بعد انفراغ جشن آواز کوس حربی کو سنکر امیر بھی اپنے لشکر میں آئے کوس اسکندری بجایا سب کو تیاری کا حکم فرمایا۔ فوج لیکر میدان رزم میں صف آرا ہوئے ہنوز لڑائی شروع نہ ہوئی تھی کہ قاصد فتحنوش کا مع نامہ پہونچا امیر نے اُس خط کو پڑھ کر یاروں سے کہا کہ دیکھو رستم کا لڑکپن باوجود جاننے کے کہ مرزوق شاہ کے ساتھ فوج کثیر ہے تنہا اُسکا تعاقب کیا ہے دیدہ و دانستہ اپنے تئیں ایک بلا میں پھنسا دیا ہے خدا جانے ابتک کیا ہوا ہوگا بہرحال اب مجھ کو جانا ضرور ہوا تم لوگ میری جا بدیع الزماں کو سمجھنا اور عمرو سے فرمایا کہ میں پانچ پہلوان اپنے ساتھ لیے جاتا ہوں باقی سب فوج یہاں موجود ہے جو ابھی لشکر کی تمہارے ذمے ہے تم جانو اور تمہارا کام جانے جمیع امور میں تم کو اختیار ہے تمہارے حکم میں ہر پیادہ اور سوار ہے یہ کہکر ملک لندھور و شباک طائفی و کرب معدی و استفتانوش و قیماز خاوری کو ہمراہ لیکے دو اسپہ خرسنہ کیطرف روانہ ہوئے دو روزہ و سہ روزہ راہ کو ایک دن میں طے کرتے ہوئے خرسنہ کے متصل پہونچے فتحنوش استقبال کر کے امیر کو قلعہ میں لیگیا اور جشن کا حکم دیا سامان دعوت ہرطرح کا مہیا کیا امیر نے فرمایا کہ مجھ کو کھانا تک خوش نہیں آتا جشن کیسا انشاء اللہ تعالے پھرتے وقت سمجھا جائیگا جبتک میں اپنے حریف کو قتل نہ کرونگا مجھ کو چین نہ آئیگا جشن موقوف رہا رات کی رات وہاں آرام کیا صبح کو مرزوق شاہ کے لشکر کیطرف چلے مرزوق شاہ کا حال سنیے اُسنے رستم کے منزلوں تعاقب کرنے سے معلوم کیا کہ یہ حمزہ نہیں ہے حمزہ کا بیٹا ہے کیونکہ حمزہ حریف کا تعاقب چار کوس سے زیادہ نہیں کرتے ہیں اور مرد دانشمند تجربہ کار ایسی جرأتوں سے ڈرتے ہیں اور یہ بسبب ناکردہ کاری کے منزلوں سے پیچھا کیے چلا آتا ہے اُسکے دلمیں کسیطرح کا اندیشہ نہیں سماتا ہے یہ سمجھ کر رستم کیطرف پلٹا اور کہا کہ او عرب زادے میں سمجھتا تھا کہ تو حمزہ ہے نہیں تو میں تیرے سامنے سے روگرداں ہوتا تیرے ہاتھ سے میں عاجز اور پریشان ہوتا یہ کہکر رستم پر حربہ کیا رستم نے اُسکے حربے کو خالی دیکر ایک ہتھکٹی جو ماری ہاتھ اُسکا قلم ہو گیا اُسنے اپنے گھوڑے کو ہٹا کر لشکر سے کہا کہ ہاں اسے مارو یہ جانے نہ پائے آگے قدم بڑھانے نہ پائے تمام لشکر نے رستم پر یورش کی رستم نے دونوں ہاتھوں سے اسقدر تلواریں ماریں کہ کشتوں کے پشتے بندھ گئے مگر امیرزادہ بھی مجروح ہوا اور گھوڑا بھی مارا گیا کفار نے چاہا کہ رستم کو گرفتار کریں لیکن کسیکو جرأت نہ ہوئی اُسکے باندھ لینے کی کسیکو قدرت نہ ہوئی آخر رستم ایک ٹیلے پر چڑھ کر تیر سے مارنے لگا ہر تیر میں چار چار یا پانچ پانچ کافر چھیدتے تھے مگر اُسپر بھی مرزوق شاہ اپنے لشکر کو للکارتا تھا کہ جسطرح ہو اس عرب زادہ کو پکڑ لو اسکو ہرگز جانے نہ دو ہر گاہ تیروں سے ترکش خالی ہو گیا اُسوقت امیرزادہ نے متردد ہو کر دست دعا کا بلند کیا کہ اے معین و یاور بیکساں یہ وقت مدد کا ہے میں سوا تیرے کس سے اعانت چاہوں ہنوز دست دعا کو نہ کھینچا تھا کہ امیر مع پہلوانان سام نژاد آپہونچے رستم کو مجروح دیکھ کر کفار پر جا گرے مع ہمراہیان اُس فرقہ اشرار پر جا گرے اور نعرے کر کے

کہا کہ جو کوئی جانتا ہو تو جانے اور جو نہ جانتا ہو تو اب جانے کہ میں حمزہ بن عبد المطلب ہوں اور کافروتمھارے قتل کیلیے بر سرغضب
ہوں لشکر کفار نے جو امیر کا نعرہ سنا ایک تلاطم ہو گیا سب کا ہوش گم ہو گیا ایسے بدحواس ہوئے کہ تلوار سیدھی اُلٹی میں امتیاز نہ تھا امیر
نے ہزار ہا کافر انکو قتل کیا ہزاروں سرداروں نے انکے ہاتھ سے شربت مرگ پیا آخر مرزوق شاہ بھاگ کر قلعہ بند ہوا امیر رستم کے پاس آئے
اور زخموں نہیں بچا ہے نوشیرواں سے لگا کر قلعہ کیطرف متوجہ ہوئے مرزوق نے دیکھا کہ حمزہ دیے قلعہ لیے رہیگا نہیں اسوقت قتل عام
کر یگا زن و بچہ و لواحق امیر سے سب بار یجا دینگے اُسکے ہاتھ سے ہرگز نجات نپا دینگے اپنے بیٹوں پوتوں سمیت گھاس دانتوں میں
دبا کر قلعہ کے باہر آیا اور اپنے سب بال و عیال کو امیر کے سامنے لایا اور امیر کے قدموں پر گر کے امان خواہ ہوا امیر نے فرمایا کہ اگر
تو فرزندان و متعلقین سمیت مسلمان ہو اور میرے بیٹے رستم پیلتن کو اپنی بیٹی دے تو البتہ میں تیرے اور تیرے لواحقوں کے
قتل سے درگزروں اور تیرا سب قصور معاف کروں مرزوق اُسیوقت مع فرزندان ہمراہی مسلمان ہوا اور رستم کو بیٹی دینے
کا اقرار کیا امیر کو یاروں سمیت قلعہ کے اندر لیجا کر مجلس عروسی مرتب کی امیر نے لندھور کو بھیجکر رستم کو طلب کر کے اسکی بیٹی کے
ساتھ منعقد کیا امیر زادہ تو محل میں داد عیش کی دینے لگا اور امیر مع یاران دیوان عام میں مصروف بہ جشن ہوئے چندروز
کے بعد مرزوق کو ساتھ لیکر خرسنہ میں آئے اُن سب کو اپنے ساتھ لائے اور فتحنوش سے صلح ملوا دیا دونوں کو متفق کرایا اور
ایک شبانہ روز فتحنوش کی دعوت کھائی وہاں کی خوب کیفیت اُٹھائی دوسرے دن مع رستم پیلتن و یاران ہمراہی مرزوق
شاہ کوہ البرز کیطرف روانہ ہوئے عین صف جنگ میں پہونچے امیر کے لشکر کے سردار امیر کو دیکھ کر بہت قوی دل و خوش و خرم
ہوئے اور ہر ایک قدمبوس ہوا امیر نے اُنکو گلے سے لگا کر تمام سرگذشت بیان کی وہاں کے حال سے ہر ایک کو اطلاع دی مالک
اشتر نے امیر کو دیکھکر نعرہ مار کر کہا کہ حمزہ تو میری دہشت سے کہاں بھاگ گیا تھا بارے اجل تیری تجھ کو گھیر لائی تیری تقدیر نے
اب میرے ہاتھ سے چاشنی مرگ چکھائی امیر نے فرمایا کہ اے پہلوان جنگجو بیہودہ لاف زنی نہیں کرتے ہیں لا کیا حربہ رکھتا ہے
اُسنے گرز گھما کر اس زور سے امیر پر مارا کہ گرز سے شرارے اُڑنے لگے امیر نے سپر پر روک کے اسکو رد کیا اور کہا کہ اے پہلوان
دو حملے اور تجھ کو معاف ہیں پھر باری میری ہے اُسنے دوبار گرز سے حملہ کیا لیکن امیر کو کچھ بھی خبر نہ ہوئی جب باری امیر کی آئی اور اسکے
حملوں سے فرصت پائی امیر نے اسکو ہوشیار کر کے گیارہ سو منی گرز سام کا اس قوت سے اُسکو مارا کہ جسکے صدمے سے اُسکے گھوڑے کی کمر
ٹوٹ گئی عنان اختیار اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور وہ سپر روک کے مرکب سے الگ جا کر کھڑا ہوا امیر بھی اپنے مرکب سے کود سے
مالک اشتر بولا آفریں صد آفریں حمزہ تیرے دست و بازو کو یہ ہے کہ مثل تیرا جہاں میں کہاں ہے تو منتخب پہلوانان جہان ہے امیر نے
دوسرا گرز اُسکے حوالہ کیا اُسنے بہزار مشقت اُسکو بھی رد کیا پھر دونوں پہلوانوں میں گرز بازی ہونے لگی دوپہر کے بعد گرز پھینکدیا اور
تلوار بایکدیگر چلنے لگی آخر مالک اشتر کی تلوار ٹوٹ گئی قبضہ تلوار کا مع ڈانڈوں کے اُسکے ہاتھ میں رہ گیا اُسنے امیر پر پھینک مارا
عمرو بن امیہ نے دوڑ کر اُٹھا لیا مالک اشتر نے ایک تیر عمرو بن امیہ کو مارا عمرو نے اپنی کاغذی سپر پر اُسکو روکا اور ایک
جست ایسی کی کہ بہتر گز زمین سے اونچا گیا اور اُترتے وقت ایسی گردنی مالک اشتر کی گردن پر ماری کہ مالک کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا

ایک خوف وہراس اُسکے دل پر چھاگیا مالک نے سنبھلکر ایک تیر اور چلایا جھٹ سے امیر نے وہ تیر سپر پر روکا مالک نے امیر سے کہا کہ حمزہ تونے عجیب شخص بلا کو بلایا ہے۔ فی الحقیقت یہ کھٹک کہ عقل اسکی پاسداری سے حیران ہے یہ تو آفت کا جوان ہے یہ کہکر ایک وار تلوار آبدار کا امیر پر کیا امیر نے سپر پر روکا سپر امیر کی چار انگل کٹ گئی لیکن مالک کی تلوار بھی ٹوٹ گئی عمرو نے پکار کر کہا ارے مالک قبضہ تلوار کا تیرے ہاتھ میں بدنما معلوم ہوتا ہے اور اب یہ میرا حق ہے اسکو ہاتھ سے پھینکدے مالک نے ہنسکر قبضہ کو اسکی طرف پھینکدیا عمرو نے اسکو زمین سے اٹھا کر پونچھ کے زنبیل کے حوالے کیا پھر مالک نے نیزہ ہاتھ میں لیکر امیر پر چلایا اُسکا صدمہ پہنچا امیر پر تو آیا امیر نے اسکو پکڑ کے ایک جھٹکا ایسا دیا کہ نیزہ مالک کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اسکو نہتا کیا امیر نے اُسکے بغل کو نکالکر ڈنڈا اسکی اس زور سے مالک کو ماری کہ نیزہ کی پور پور جدا ہوگئی لیکن مالک نے مردانہ وار اپنے کو سنبھالکر کمند امیر پر پھینکی امیر نے کمند کو پکڑ لیا طرفین نے اسقدر زور کیا کہ کمند ٹوٹ گئی امیر نے مالک سے کہا کہ اے پہلوان جتنے ہنر سپاہگری کے تھے وہ سب ہوچکے اب آ میرے تیرے زور ہو کہ میں تیری کمر پکڑوں اور تو میری کمر میں ہاتھ دے جو جسکو اُٹھا لیوے وہ اُسکی فرمانبرداری کرے مغلوب جب تک زندہ رہے تابعداری کرے مالک نے بکشادہ پیشانی اس شرط کو قبول کرکے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے بھی دوال کمر تھاما دونوں پہلوانوں میں زور ہونے لگا ان دونوں کی زور آزمائی کا تمام لشکر میں شور ہونے لگا جب امیر کو جنبش نہ ہوئی امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہوجاؤ میں نعرہ کرتا ہوں مالک بولا کہ آپکی فریاد و فغاں سے لڑکے ڈرتے ہونگے مردان جنگ نادیدہ تجھ سے خوف کرتے ہونگے اور میں نے تو بہت سے نعرے سنے ہیں امیر نے نعرہ اللہ اکبر کرکے پہلے ہی حملہ میں مالک کو سر پر اُٹھا لیا اور کئی ہاتھ سے اونچا کیا اور چرخ دیکر اس زور سے زمین پر دے ٹپکا کہ مالک بیہوش ہوگیا اُسکے صدمے سے مدہوش ہوگیا امیر نے جھٹ پٹ دست بازو اُسکے کمند سے باندھدیے

مالک اشتر اور امیر حمزہ کی لڑائی اور عمرو کی گردنی دینا مالک کو پھر زیر اور مسلمان ہونا اُسکا

مالک بولا کہ یا امیر مجھے باندھنے سے کیا فائدہ ہے اب میں تا زیست آپکا غلام رہونگا جب تک زندہ ہوں آپکی اطاعت جان و دل سے کرونگا امیر نے اُسیدم کلمہ تلقین کرکے اپنے گلے سے لگایا اُسکے حال پر بہت التفات فرمایا اور عمرو نے اُسی جاپر

حلقہ غلامی کا اسکے کان میں ڈالدیا اور غلاموں کے زمرے میں داخل کیا امیر شادیانے بجواتے ہوئے اسکو اپنے خیمے میں لے آئے اور کرسی طلائی پر بٹھا کے بختیہ کو طلب کیا وہ بھی بلا عذر مسلمان ہوا اور حلقہ غلامی کا اپنے کان میں ڈالا امیر نے اسکو بھی برابر کے کرسی طلائی پر بٹھلایا اور تھوڑی دیر کے بعد باہم بیٹھ کر کھانا تناول فرمایا اور تمام رات شراب چلا کی اور رقص ہوا کیا صبح ہوتے ہی خبر ہوئی کہ زروبین فولاد تن بافوج کثیر نوشیرواں کی مدد کو آیا ہے اور لشکر کثیر اپنے ساتھ لایا ہے امیر سنکر چپ ہو رہے اور عیش و عشرت میں مصروف ہوئے ایک دن سردربار امیر سے عرض بیگی نے عرض کی کہ ایک شخص دروازے پر کھڑا کہتا ہے کہ میں حمزہ کا باپ ہوں ذرا میری خبر امیر کو کردو جلد انکو اطلاع کردو امیر سنکر بہت بھیانک ہوئے کہ سوائے خواجہ عبدالمطلب کے کون میرا باپ ہے مجھ کو اسکی بات سے کمال حیرت ہے بلکہ مقام غیرت ہے مقبل نے یاد دلایا کہ یا امیر وہ جو سوداگروں کا قافلہ خرسنہ کی راہ میں ملا تھا اور آپنے خواجہ عبدالمطلب کا دوست سنکر قافلہ سالار کو باپ کہا تھا شاید وہی ہوگا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی صورت سے یہاں آیا ہے اپنے تئیں تم تک پہونچایا ہے امیر نے فرمایا کہ جاؤ دیکھو اگر وہ ہو تو اسکو لے آؤ ہرگز توقف نہ لگاؤ مقبل زجو بارگاہ سے نکلا دیکھا کہ وہی قافلہ سالار ہے اسکو لے آیا بارگاہ میں پہونچایا امیر نے بکمال عزت و توقیر اسکو اپنے پاس بٹھلایا اور بہت التفات فرمایا اور احوال پرسی کرکے نوازا اور پوچھا کہ آپ کا رنگ کیوں زرد ہے کیا بیمار تھے یا کسی بلا میں گرفتار تھے اسنے کہا کہ مبتلائے بلائے تپ عشق ہوں اسکے بدولت یہ میرا حال ہے کیا کہوں جو جو مجھ کو ملال ہے امیر نے فرمایا آخر مفصل بیان کرو میں تو سنوں اسکا حتی الامکان تدارک کروں اسنے امیر کو ایک تصویر نکالکر دکھلائی اور کہا کہ یہ جسکی تصویر ہے وہ شہر بردع کے فرمانروا کی ہمشیرہ ہے اور نام اس بادشاہ کا ہردم ہے اسکے باپ کی وصیت ہے کہ جو کوئی ہردم کو پچھاڑے وہ اس شخص کی بیٹی کے ساتھ شادی کرے قضا رکار میرا شہر بردع میں گذر ہوا ایک دن اسکے جھروکے کے نیچے سے جو ہو کر نکلا میرے اور اسکے چار آنکھیں ہوئیں دیکھتے ہی جنون نے آکر مجھ کو سلام کیا اسکے عشق نے مجھ پر خواب و خور حرام کیا گریبان صبر و طاقت کو تا بدامن ہوش چاک کرکے مجھے اس حال کو پہونچایا میرا یہ حال بنایا میں نے اپنے میں یہ قوت نہ دیکھی کہ ہردم مجھ سے زیر ہوئے آپ کے پاس حاضر ہوا کہ آپکی مدد سے وہ نازنین مجھ کو ملے تصویر اسکی کھنچوا کر میں نے اپنے پاس رکھی ہے جب بیتاب زیادہ ہوتا ہوں تصویر کو دیکھتا ہوں کسی قدر تسکین ہوتی ہے فی الجملہ تسلی پذیر میری خاطر اندوہگین ہوتی ہے جتنے سردار امیر کی محفل میں حاضر تھے تصویر کو دیکھ کر بولے کہ حق بجانب اس سوداگر بیچارے کے ہے ایسے معشوق کو دیکھ کر کیونکر دل از دست دادہ نہ ہو کسواسطے جان دینے پر آمادہ نہ ہو امیر نے اس سوداگر کو کھانا کھلوا کر رخصت کیا اور انجام اس مہم کا قول دیا راوی لکھتا ہے کہ سعد بن عمرو اس تصویر کو دیکھتے ہی ایک جان چھوڑ ہزار جان سے عاشق ہو گیا جب دو پہر رات گذری دربار سے اٹھکر گھوڑے پر سوار ہوا اور بردع کی راہ لی اس ملک کے جانیکی تیاری کی اور تنگ فیگو رنگ طلایہ پھر رہے تھے سعد کو دیکھ کر پوچھا کہ اے بادشاہ اسوقت کدھر کا عزم ہے سعد نے کہا کہ اگر میرے ساتھ چلنا منظور ہو چپکے چلے آؤ کچھ وسوسہ اپنے دلمیں نہ لاؤ باقی کچھ پوچھو نہیں جہاں کہیں جاتا ہوں آپ کو خود معلوم ہو جائیگا جو ارادہ میرے دلمیں ہے

تمہارے سامنے آئیگا دونوں سعد کے ہمراہ روانہ ہوے چند روز میں بمدوع کی سرحد میں پہونچے ایک باغ عالیشان نظر آیا اسکا چمن اور فضا نہایت ان کے دلکو بھائی اُسکے اندر جاکر سیر کرنے لگے ایک طرف کو لب تالاب بکریونکا گلہ نظر آیا گویا سامان شکم سیری کا پایا سعد نے کہا ازبسکہ اسدم اشتہا غالب ہے چار پانچ بکریاں اُس گلے سے پکڑکے کباب کرو اب اسمیں کسی سے نہ ڈرو اورنگ و گورنگ اپنے بادشاہ کا حکم بجا لائے جھٹ پٹ اُن بکریونکے کباب لگائے رکھوالے نے جو دیکھا کہ تین آدمی بکریوں کے کباب لگا رہے ہیں بے تکلف کھا رہے ہیں آگ ہوگیا نزدیک جاکر کہنے لگا کہ اے مسافرو کیا تمہاری موت یہاں لے آئی ہے یہ کیا بات تمہارے دلمیں سمائی ہے نہیں جانتے ہو کہ یہ بکریاں ہردم ملک الموت کی ہیں سعد نے کہا کہ کیوں بیہودہ بکتا ہے جا اپنے ہردم کو خبر کردے کہ حمزہ کا پوتا آیا ہے اور تجھ کو بلاتا ہے دیکھ تو وہ اسکا جواب کیا تجھ کو سناتا ہے رکھوالے نے ہردم سے جاکر کہا ہردم نے ہفت زرہ داؤدی پہنی اور گرز کو ہاتھ میں لیکر دیوانہ وار جھومتا ہوا باغ میں آیا اسکے پاس جلد اپنے تئیں پہونچایا سعد و اورنگ و گورنگ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ اے جوانوں تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو سچ بتاؤ یہاں کیوں تشریف لائے ہو سعد بولا کہ میں حمزہ کا پوتا ہوں اور نام میرا سعد بن عمرو ہے تجھ کو گرفتار کرنے آیا ہوں اس جرأت کو دیکھ کہ فقط دو آدمی اپنے ساتھ لایا ہوں ہردم یہ سنکر بہت ہنسا اور بولا کہ اے عرب زادے اتنی فضولی کیوں بکتا ہے میری کثرت لشکر سے نہیں ڈرتا ہے حمزہ نے کیا میرا آوازہ نہیں سنا کہ تجھ سے لڑکے کو میرے پاس بھیجا ہے سعد نے کہا کہ پہلے تو مجھکو جواب دیلے پیچھے حمزہ کا نام لینا ہردم اسکا سامنا کرنیکو موجود ہوا اورنگ و گورنگ بولے کہ بادشاہ ہم سرفروش جو ہمراہ ہیں کس دن کے لیے ہیں پہلے یہ ہم سے لڑلیوے بعد ازاں آپ سے مقابلہ کرے ہر چند سعد نے منع کیا مگر ان اجل گرفتہ نے نہ مانا پہلے ہردم کا مقابلہ اورنگ نے کیا ہردم نے اورنگ کو ایک ہی ضرب میں ٹھنڈا کیا گورنگ مقابل ہوا اُسکا بھی وہی حال ہوا جب یہ دونوں مارےگئے تو سعد کو بہت ملال ہوا سعد خشمگین ہوکر ہردم کے سامنے آیا اُسنے گرز گھماکر سعد پر مارا سعد نے اسکو دکیا اور پیچھے ہٹکر اسقدر تیر مارے کہ ساتوں زرہ ہردم کی سوراخدار ہوگئیں ہردم نے کمر پکڑکر سعد کو اُٹھا لیا اور زمین پر پھینک کر کہا کہ جا حمزہ کو بھیج تیرے اوپر مجھ کو رحم آتا ہے میرے ہاتھ سے تو قتل ہوگا یہ کام مجھ کو نہیں بھاتا ہے یہ کہکر اپنی بہن سے جاکر کہا کہ حمزہ کا پوتا دو رفیقوں سے آیا تھا سو رفیق تو اُسکے میرے ہاتھ سے مارےگئے ہیں مگر میں نے اسکو پچھاڑکر چھوڑ دیا اسکو قتل نہ کیا اور کہا جا حمزہ کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے وہ بولی کہ بہت خوب کیا سعد جو اس باغ سے نکلا دو کوس گیا ہوگا کہ دلمیں خیال آیا کہ تو امیر کو جاکر کیا منھ دکھائیگا کیونکر اُنکے سامنے جائیگا اس سے بہتر ہے کہ کسی اور ملک میں چل اور نام و نشان سے اپنے کسیکو واقف نہ کر یہ سوچکر جنگل کی راہ لی کئی فرسنگ گیا ہوگا کہ ایک باغ نظر آیا باغ کے اندر گیا تو نمونہ بہشت پایا گھوڑے کو نہر سے پانی پلاکر چرنے کیلیے چھوڑ دیا اور آپ لب حوض زین پوش بچھاکے بیٹھا فکر و تردد میں اپنے عصا پر تکیہ لگاکے بیٹھا اُسیوقت صاحب باغ کہ ہردم کی بھانجی تھی چند خواصوں کو ساتھ لیے ہوے اس طرف آئی بطریق سیر وہاں تشریف لائی دیکھا کہ ایک جوان رعنا لب حوض بیٹھا ہوا ہے سعد بن عمرو کے پاس آکر مستفسر ہوئی کہ اے جوان

تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے کس ضرورت نے تجھ کو یہانتک پہونچایا ہے سعد نے اسکو دیکھ کر جھٹ پٹ سلاح اپنے بدن سے لگائے اور اُسکے مقابل ہوا اس ماہ پارہ نے چھوٹتے ہی سعد پر نیزہ چلایا سعد نے نیزہ چھین کر ایسی ڈانڈ ماری کہ وہ نازنین لوٹ پوٹ ہوگئی سعد اُسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور قصد باندھنے کا کیا کہ ہاتھ اُسکے سینے پر جا پڑا فوراً اسکے سینے پر سے اتر کے نقاب اُلٹ کر دیکھا کہ ماہ چہار دہم اس ماہ چہاردہ سالہ کے پرتو حسن سے کسب ضیا کرتا ہے اس کے سامنے آنے سے حیا کرتا ہے اُسکو دیکھ کر ہردم کی بہن کو بھول گیا اسکی صورت دلفریب دیکھ کر مارے خوشی کے پھول گیا پوچھا کہ اے جہاں افروز تو کون ہے وہ بولی کہ ہردم کی بھانجی ہوں سعد نے کہا کہ ہردم کی بہن کی تو ہنوز شادی نہیں ہوئی تو کیونکر پیدا ہوئی اس غیرت ماہ نے کہا کہ وہ میری خالہ ہے سعد نے کہا کہ اگر مجھ غریب مسافر پر کرم کیا ہے تو ایک ساعت اپنے نور جمال سے میری آنکھوں کو روشن کر میرے ویرانہ دلکو اپنا جمال دکھا کر گلشن کر وہ بولی تمام عمر لونڈی گری میں حاضر ہوں مگر تو سچ سچ اپنا نام و نشان بتا اپنا حسب و نسب ٹھیک ٹھیک جتا سعد بولا کہ میں حمزہ کا پوتا ہوں سعد بن عمرو میرا نام ہے میرے آبا و اجداد کا مکہ معظمہ مقام ہے یہ کہکر کیفیت اپنے آنیکی مفصل بیان کی اپنے قصد و ارادے سے اسکو اطلاع دی وہ مہ پارہ سعد کو اپنے مکان پر لیگئی اور خوشی خوشی سعد کے نکاح میں درآئی امیر کا حال سنیے سعد کے گم ہونیکی خبر سنکر نہایت متردد ہوے چار طرف آدمی تلاش کو دوڑائے لیکن سعد کا کہیں پتہ نہ ملا کسی نے اسکا نشان کچھ نہ دیا لندھور نے عرض کی کہ جسوقت اس سوداگر نے تصویر دکھائی تھی میں نے دیکھا تھا کہ سعد کے حواس درست نہ تھے کیا عجب ہے اگر سعد نے بروع کی راہ لی ہو اسکے شہر میں پہونچنے کی نیت کی ہو اتنے میں خبر پہونچی کہ اورنگ و گورنگ بھی لشکر سے غائب ہیں امیر نے فرمایا کہ بلاشبہ سعد بروع کیطرف گیا اورنگ و گورنگ بھی اُسکے ساتھ گئے عمرو بولا کہ میں نے سنا ہے کہ ہردم بڑا زبردست پہلوان ہے اسکے لشکر کا منتخب زمانہ ہر ایک جوان ہے ایسا نہ ہو کہ سعد کے دشمنوں کو کچھ چشم زخم پہونچے امیر نے رستم پیلتن کو اپنا قائم مقام کیا اور اپنے سب کاروبار کا اسکو اختیار دیا اور عمرو کو ہمراہ لیکر بروع کیطرف روانہ ہوے چند روز کے بعد بروع کی سرحد میں پہونچکر اسی باغ میں وارد ہوے جہاں سعد پہونچا تھا دیکھا کہ اورنگ و گورنگ کی لاشیں پڑی ہیں عمرو سے کہا کہ سعد بھی مارا گیا عمرو بولا کہ اگر سعد مارا جاتا تو اُسکی بھی لاش یہیں ہوتی مگر ہردم نے اُسکو زندہ پکڑ کے قید کیا ہو تو عجب نہیں ہے امیر نے اورنگ و گورنگ کو اسی باغ میں دفن کیا اور بہت سا اُنکے لیے روئے اسمیں وہی گلہ بکریوں کا نظر آیا عمرو نے چار بکریاں پکڑ کے ذبح کیں اور کباب لگانے لگا اور نہایت اطمینان سے وہ کباب کھانے لگا رکھوالا چار بکریاں گلے میں کم دیکھ کر باغ میں تلاش کرنے لگا دیکھا کہ دو شخص بیٹھے ہوے بکریوں کے کباب لگا رہے ہیں بہت مزے سے کھا رہے ہیں دوڑ کر امیر کے پاس آیا اور گھڑک کر امیر سے کہنے لگا کہ اے مرنیوالو کیا اجل تمھاری دامنگیر ہورہی ہے کہ بکریوں کو ذبح کر کے کباب لگاتے ہو پرایا مال اپنا سمجھ کر قبضہ میں لاتے ہو ابھی کئی دن ہوے کہ حمزہ کا پوتا دو رفیقوں سے یہاں وارد ہوا تھا اور اُسنے بھی تین بکریوں کے کباب لگائے تھے ہردم نے آکر انکو جان سے ہلاک کیا کسی سے کچھ خوف و باک نہ کیا امیر نے پوچھا کہ حمزہ کا پوتا بھی مارا گیا یا زندہ

گرفتار ہوا اُسنے کہاکہ ہردم نے اسکے رفیقوں کو مارا حمزہ کے پاس و لحاظ سے اسکو جیتا چھوڑ دیا اُسکے قتل کا ارادہ نہ کیا پھر معلوم نہیں کہ وہ کدھر کو گیا امیر نے سجدہ شکر کیا کہ بارے سعد زندہ ہے مارا نہیں گیا کھواس سے فرمایا کہ جاکر ہردم کو خبر کر دے کہ حمزہ آیا ہے اور تجھے بلاتا ہے کچھ سخن ضروری تجھ کو سنانا ہے کھواس نے ہردم کو اطلاع دی کہ حمزہ کے آنیکی خبر دی ہردم گرز اُٹھاکر باغ میں آیا امیر ہردم کو دیکھ کر سلاح لگاکے گھوڑے پر سوار ہوے ہردم امیر کو دیکھ کر ہنسا اور کہنے لگا کہ حمزہ جب سے میں نے تیرا نام سنا تھا میں تیرا مشتاق تھا کہ تجھ سے ملاقات ہوے تو میں تجھ سے لڑوں تیری شجاعت و بہادری دیکھوں ہاں حربہ کر امیر نے کہا کہ پیشدستی کرنیکا اپنا معمول نہیں ہے پہلے تو حربہ کر پھر میں کرونگا تیرے حربہ کا جواب دونگا ہردم نے گرز کو چرخ دیکر امیر کے سر پہ مارا امیر نے اپنے گرز پر روکا تو زنجیر اُسکے گرز کی امیر کے گرز میں لپٹ گئی دونوں آدمی اپنی اپنی طرف کھینچنے لگے زنجیر ہردم کے گرز کی چٹ چٹ ٹوٹ گئی اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہردم نے قبضہ اسکا امیر کے اوپر پھینک مارا امیر نے اسکو خالی دیا ہردم جب نہتا ہو گیا باغ سے درخت اُکھیڑ کر امیر پہ پھینکا امیر جست کر گئے اسکی دہلے الگ ہو گئے درخت ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

امیر پہ ہردم کا ایک درخت اکھاڑ کر پھینکنا اور امیر کا اس سے بچنا

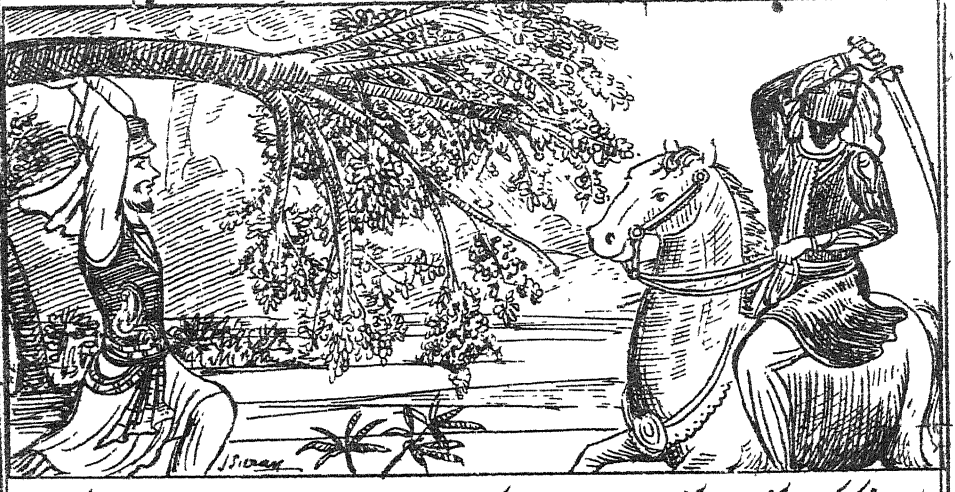

ہردم نے کہا کہ حمزہ آفریں صد آفریں تیرے دست و بازو کو جیسا میں نے سنا تھا ویسا ہی پایا تجھ سا جوان دلیر آجتک نظر نہیں آیا ذرا اپنے چہرہ سے نقاب اُٹھادے اپنا جمال باکمال برائے خدا مجھ کو دکھادے کہ میں تیری زیارت کروں اپنی آنکھوں کو جلا دے وافر دوں امیر نے اپنے چہرہ انور سے نقاب کو اُٹھادیا اپنا چہرہ پرنور اسکو دکھادیا ہردم نے دیکھا کہ چہرہ امیر کا آفتاب کو شرماتا ہے مگر سن رسیدہ ہے ایک مرد دانشمند اور جہاندیدہ ہے ہردم نے کہا کہ آج تو رات ہوئی اب کل تجھ سے لڑونگا صبح پھر تیرا مقابلہ کرونگا یہ کہکر اپنے مکان پر گیا اور چند بکریاں مجرب و صراحیاں گوناگوں شراب کی امیر کے واسطے بھیجیں عمرو نے اُنکے کباب لگائے امیر نے عمرو کو ہمراہ لیکر کباب و شراب کھاپی کے چین سے آرام کیا اور ہردم نے بہت ہی تعریف امیر کی اپنی بہن سے کی

اور کہا کہ ہر چند پُرفن ہے مگر ایسا ذی قدرت و صاحب جمال دیکھنے میں کیا کبھی سننے میں نہیں آیا اللہ نے اسکو سب باتوں میں بے مثل بنایا ہے وہ سنکر بہت خوش ہوئی دوسرے دن پھر ہردم گرز لیکر امیر کے پاس آیا اور مستعد بجنگ ہوا آخر لڑتے لڑتے شام ہوگئی قریب شام گرز ہردم کا ٹوٹ گیا ہردم نے امیر سے کہا کہ میرے پاس دو گرز تھے سو وہ دونوں ٹوٹ گئے اب جب تک گرز تیار ہو مجھکو مہلت ملے لڑائی سے دو ایک روز فرصت ملے امیر نے کہا بہت بہتر ہے مگر سچ بتا کہ تو امیر کیا ہوا ہردم بولا کہ حمزہ تیرا نام سنکر میں نے تیرے [illegible] کے ساتھ سلوک بد کیا مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ کدھر گیا یہ کہہ کر ہردم اپنے گھر گیا اور چند [illegible] شربت کے امیر کے واسطے بھیجدیے اُس دن بھی امیر کی جوانمردی کا حال اپنی بہن سے بیان کیا اور کہا کہ اس سے بہتر [illegible] واسطے دنیا میں جفت نہ ہوگا اور لوہار کو بلا کر حکم دیا اور اسکو اس بات پر آمادہ کیا کہ راتوں رات تو سو من کا گرز تیار کر دے اسکی مزدوری جو مانگے سو دے لوہار نے صبح ہوتے ہوتے گرز تیار کر دیا ہردم کا حکم تعمیل کیا ہردم ضروریات سے فراغت کر کے باغ میں آیا اور امیر سے کہنے لگا کہ دو گرز تو میرے ٹوٹ چکے ہیں اگر یہ گرز بھی ٹوٹ جائیگا تو مجھکو بڑی دقت ہوگی کیونکہ تم اپنے گرز پر میرے گرز کو روکتے ہو اس سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے گرز کو الگ رکھدو اگر بہادری کا دعوی ہے تو میرا کہنا کرو امیر نے قبول کیا اور گرز اُسکا سر پہ روکا امیر کے سر میں چار انگل گرز دھنسا اس ضرب سے انھوں نے بڑا صدمہ پایا امیر نے جھنجھلا کر ایک ہاتھ تلوار کا مارا ساتوں زرہیں ہردم کی کٹ گئیں وہ مجروح ہوا ہردم نے دم سرد کھینچکر امیر سے کہا یہ سن ہو امیر الڑتے لڑتے مگر آج میں زخمی ہوا دونوں پہلوان اپنے اپنے زخم اچھا کرنے میں مصروف ہوئے مقابلے موقوف رہے چند روز میں ہردم و امیر اچھے ہوئے اور باہمدیگر لڑنے لگے ہردم نے چاہا کہ پھر اسی زخم پر گرز مارے امیر نے دوڑ کر دونوں بازو اُسکے پکڑ لیے اور نعرہ کر کے سر پر اُٹھا لیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور چھاتی پر چڑھ کے دعوت اسلام کی کی اسلام لانے پر اس سے قسم لی وہ صدق دل سے مسلمان ہوا ہر طرح سے تابع فرمان ہوا اور امیر و عمرو کو اپنے مکان میں لیجا کر بڑے تکلف سے دعوت کی اور کہا کہ میرے باپ کی وصیت تھی جو کوئی تیری پیٹھ زمین کو لگا دے تیرے اوپر غالب آئے اُسکے ساتھ اپنی بہن کی شادی کر دینا یہ لڑکی بیخوف و خطر دینا سو آپ نے مجھکو پچھاڑا اب میری بہن کے ساتھ شادی کیجیے اسکو اپنے عقد میں لیجیے امیر کی اجازت سے عمرو نے خطبہ پڑھا امیر محل میں جا کر مصروف عیش ہوئے یہ خبر سعد کو پہونچی کہ امیر یہاں تک پہونچے اور ہردم کی بہن کے ساتھ عقد کیا اسکو اپنے نکاح میں لیا سعد مسلح ہو کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو ہردم کے پاس جانیکو تیار ہوا اور شہر بردع کی راہ لی ہرگاہ ہردم کے دروازے پر پہونچا ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ امیر کے کانوں میں آواز پہونچی اور امیر نے ہردم سے کہا دیکھو یہ نعرہ کس پہلوان نے کیا ایسا قصد دلیرانہ کس جوان نے کیا ہردم اپنا گرز اُٹھا کر باہر آیا ایک جری کو اپنے دروازے پر کھڑا پایا سعد نے مرکب سے کود کر دونوں بازو ہردم کے پکڑ لیے اور رکھ دیکر زمین سے اُٹھا لیا سر پر چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور سینے پر چڑھ بیٹھا ہردم بولا کہ اے بہادر اپنا نام بتا کہ تو کون ہے سعد نے کہا کہ میں سعد بن عمرو بن حمزہ ہوں ہردم نے کہا کہ میرے سینے سے اتر تا تجھکو تیرے دادا سے ملا دوں

تیرے ساتھ میں یہ احسان کروں سعد کے بیٹنے سے اتر کر ہمراہ ہوا جب امیر سے چار آنکھیں ہوئیں دوڑ کر قدموں پر گرا امیر نے سعد کو
چھاتی سے لگایا اسکے دیکھنے سے انکے قلب کو چین آیا اور مسرور ہوگئے بعد اسکے ہرم نے امیر سے عرض کی کہ ایک امر میں میں کمال
متحیر ہوں پہلے آپکے پوتے سعد کو ساز نام دیو نے اٹھا لیا تھا اور آج سعد نے اس سہولت سے مجھ کو اٹھا لیا جیسے کوئی پہلوان
کسی بچہ شیرخوار کو اٹھائے سعد ان دنوں کیا تھا اور آج کیا ہے اسکا راز مجھ سے کہیے کہ یہ کیا ماجرا ہے امیر نے فرمایا کہ آگے وہ بیمار
عشق خانہ خراب تھا جو اس حمسہ نشر تھے طاقت سلب تھی دل میں خفقان اور اضطراب تھا اور آج بفضلہ تعالے تندرستی
اور قوت اصلی موجود ہے یہ کہکر ہرم کو سعد سے بغلگیر کرا دیا اور دونوں کو آپس میں ملوا دیا اور کھانا منگوا کے سبھوں نے ایک
دستر خوان پر تناول کیا ساقیان ماہوش خورشید منظر صراحیاں بادہ گلفام کی لیکر حاضر ہوئے اور مطربان خوش آہنگ
رقاصان پری پیکر مجرا کرنے لگے صبح کو امیر نے ہرم سے کہا کہ اب میں اپنے لشکر میں جاؤنگا اپنا ارادہ بتا کہ کیا ہے تو کس بات
پر مائل ہے اس نے عرض کی یا امیر ہرم آپکے ساتھ موجود ہے جب تک دم میں دم ہے ایکدم تو جدا ہونیکا نہیں امیر ہرم کی
بہن سے رخصت ہوئے اور ہرم و سعد کو ہمراہ لیکر اپنے لشکر کی طرف چلے اس وقت پہونچے کہ ژوپین اور مرزوق شاہ فرنگ سے
صف جنگ میں لڑائی ہو رہی تھی دو بدو تیغ آزمائی ہو رہی تھی امیر کو دیکھ کر جتنے سردار تھے سب خوش ہوگئے اور آکر قدمبوس ہوئے
ژوپین فولادتن نے مرزوق کو اٹھا کر زمین پر دے مارا کہا کہ اے فرنگی تجھ کو کیا ماروں جا اور کسی کو بھیج مرزوق تو لشکر میں
آیا اپنا حال خراب سب کو سنایا مالک اشتر نے جا کر ژوپین کا مقابلہ کیا ژوپین فولادتن نے مالک اشتر پر ایسا گرز مارا کہ بدن سے
عرق ٹپکنے لگا مالک اشتر نے بھی اپنے کو سنبھال کر ایسا جواب دیا کہ ژوپین بھی حیران ہوگیا دوپہر تک دونوں پہلوان گرز بگرز
لڑے پھر تلوار پکڑی ژوپین فولادتن نے قریب شام کے مالک کے ہاتھ کو زخمی کیا جرأت کرکے زخم کاری دیا اسمیں شہسوار فلک
اول نے درمیان میں آکر مصالحہ کیا دونوں لشکر اپنے اپنے مقام پر گئے جب شہنشاہ فلک چہارم پہلوانوں کی جنگ کا تماشا
دیکھنے کیواسطے تخت روز پر جلوہ افروز ہوا اور اسکی روشنی سے سطح روے زمین بہرہ اندوز ہوا دونوں لشکروں نے صف آرائی کی
نیت زور آزمائی کی ژوپین اور بخیہ شتربان سے مقابلہ ہوا ژوپین نے نیزہ سے مرکب بخیہ کو گرا کر کہا کہ جا اور کسی کو بھیج بخیہ لشکر
میں آیا قندز سرشبان ژوپین کے سامنے گیا قندز نے ژوپین کے وار کو رد کر کے ایک گرز مارا ژوپین نے خالی دیکر کمند
کا لچھا پھینک کر قندز کو گھوڑے سے کھینچ لیا کمند کا بند پیچ اسکی گردن میں ڈالکر اپنی طرف اینچ لیا لندھور کو برداشت نہ ہوئی میدان
میں جا کر ژوپین سے تا شام گرز بگرز اس چمک دمک سے لڑا کہ دونوں لشکروں میں آواز احسنت و آفرین کی بلند ہوئی ہر ایک جوان
کی زبان سے صدا تحسین کی بلند ہوئی ہر گاہ دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کی طرف پھرے بختک نے نوشیرواں سے کہا کہ کل ژوپین
فولادتن سے اور بدیع الزماں سے ضرور جنگ ہوگی کہ اس لڑائی کے دیکھنے سے عقل بہادر دنگ ہوگی نوشیرواں نے کہا
تعجب کیا ہے میرا دل بھی اس بات پر گواہی دیتا ہے بارے رات گذر گئی جب صبح ہوئی اور میدان میں طرفین کے لشکر آئے ژوپین نے
گھوڑا میدان میں نکالا اپنے تئیں خوب سنبھالا اور مبارز طلب ہوا ادھر سے شاہزادہ بدیع الزماں اپنے مرکب کو اٹھا کر اس سے

مقابل ہوا ژوبین بولا کہ او پست قد تو کون ہے اپنا نام بتا کہ بے نام و نشان مارا نہ جاوے تیرے قتل پر ہر شخص افسوس کھائے امیرزادہ بولا کہ بدیع الزمان بن حمزہ میرا نام ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے ژوبین نے ایک گرز امیرزادہ کے ایسا مارا کہ تین سو ساٹھ رگوں میں خون دوڑ گیا اور بن مو سے خون ٹپکنے لگا مگر امیرزادہ نے مردانہ وار اپنے کو قائم رکھ کر کہا کہ ہاں اور دو حربہ کر لے ژوبین نے کمال گرما گرمی سے دو حربے اور شاہزادے پر کیے اور چند گرز متواتر اسکے بدن پر مارے شاہزادے نے اُسکے حربے کو رد کر کے ایسا گرز مارا کہ سپر ژوبین کی ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی اور ژوبین کی آنکھوں میں اندھیرا آ گیا سیاہی کا عالم اُس پر چھا گیا اسیطرح دو پہر کامل تک دونوں پہلوان گرز بگرز لڑے پھر نوبت تلوار کی آئی معرکہ جنگ نے اور ہی صورت دکھائی تلواریں بھی لڑتے لڑتے آری ہو گئیں کمندیں چلنے لگیں بعد ازاں دونوں بہادر پیادہ ہو کر بایکدیگر زور کرنے لگے امیرزادے نے دو بار ژوبین کو تا بزانو اٹھا لیا بڑے زور سے گھٹنوں تک لایا لیکن زیادہ اس سے نہ اٹھا سکا کسی طرح وہ سر تک نہ آ سکا اسمیں شام ہو گئی دونوں لشکروں میں طبل بازگشت بجا صبح کو پھر بدستور صف آرائی ہوئی ژوبین رزمگاہ میں جا کر للکارنے لگا ہر ایک کا نام لیکر پکارنے لگا کہ جسکی موت ہو میرے سامنے آئے ممکن ہے کہ میرے سامنے سے بچکر زندہ جاوے امیر نے اشقر دیوزاد کو قلب لشکر سے نکالا اور ژوبین نے چھوٹتے ہی امیر کی کمر پکڑی امیر بھی اسکی کمر پر دست انداز ہوئے اور بایکدیگر زور کرنے لگے جب دونوں کے مرکب تا بزانو زمین میں دھنس گئے دونوں بہادر پیادہ ہوئے کشتی کرنے پر آمادہ ہوئے دیر تک داؤ پیچ چلا کیے آخر امیر نے نعرہ کر کے ژوبین کو اُٹھا کر سرگرداں کیا اور زمین پر دے مارا کے چھاتی پر چڑھ بیٹھے عمرو بن امیہ نے کمند سے باندھ لیا فی الفور اسیر کیا امیر نقارہ شادمانی کا بجواتے ہوئے خیمہ گاہ کیطرف پھرے اور سیدھے محلسرا میں چلے گئے یہاں پہلوانوں نے جمع ہو کر عمرو بن امیہ سے کہا کہ ژوبین نے ہم سب کو ذلیل و سبک جنگ میں کیا ہے بڑا صدمہ دیا ہے اگر یہ زندہ رہے گا تو ہمیشہ آنکھ اس سے جھپکتی رہیگی کسی تدبیر سے یہ مروا ڈالا جاتا تو رنج مٹتا عمرو نے کہا کہ امیر کبھی ژوبین سے پہلوانوں کو نہ مارینگے بلکہ بہ نسبت سب کے زیادہ عزیز رکھیں گے کہ ایسے پہلوان شہ زور میسر نہیں آتے ہیں قدر شناس بہادران ایسے جوان جری کا قتل کبھی خیال میں بھی نہیں لاتے ہیں جب لوگوں نے عمرو کو لالچ دیا عمرو نے ہردم سے کہا کہ تو سیسہ گرم کر کے ژوبین کو پلا دے اگر امیر کچھ آزردہ ہونگے تو میں جوابدہی کر لونگا انکو ہر صورت رضامند کر لونگا ہردم نے سیسہ گرم کر کے ژوبین کو پلا دیا ژوبین کا دل و جگر اسی وقت پگھل گیا امیر جو محل سے برآمد ہوئے ژوبین کو طلب کیا معلوم ہوا کہ ہردم نے اسکو سیسہ پلا کر بیدم کر دیا اسکے ساتھ ایسا سلوک نامناسب کیا امیر ہردم سے بہت ناراض ہوئے ہردم نے عرض کی کہ میں نے عمرو بن امیہ کے کہنے سے عمل کیا انکے کہنے سے میں نے اسکو سیسہ پلا دیا میرا کچھ اسمیں قصور نہیں ہے ایسا کام از خود کرنا میرا مقدور نہیں ہے خون اسکا عمرو بن امیہ کی گردن پر ہوگا امیر نے عمرو سے ناخوش ہو کر کہا کہ اس نے تیرا کیا بگاڑا جو تو نے اسکو مروا ڈالا عمرو بولا کہ یا امیر یہ گردن زدنی اسی قابل تھا کہ مارا جائے تا مخلوق اسکے دست ظلم سے نجات پائے امیر نے ارشاد کیا کہ کیا کروں اگر عمرو کی جا پر کوئی اور ہوتا تو رب کعبہ اسکو بھی سیسہ پلا کر مار ڈالتا مگر اسپر بھی سات چابک عمرو کو مارے اور فرمایا کہ اگر بار دگر

اس طرح کی حرکت بے حکم میرے کی تو بہت بُری طرح سے پیش آؤنگا ایک بلائے عظیم تیرے سر پر لاؤنگا عمرو نے کہا کہ سات کوڑوں کے بدلے ستر کوڑے امیر کو نہ مارے تو امیہ ضمری کے نطفے سے نہیں یہ کہکر سیدھا نوشیرواں کے پاس چلا گیا اور کہا کہ اے شاہنشاہ میں نے اس عرب کے لیے کیا کیا سرکھپی اور جانفشانی کی اسکا نتیجہ یہ حاصل ہوا کہ ایک کافر کیواسطے سات کوڑے مجھ کو مارے تمام پہلوانوں کی آنکھوں میں مجھ کو سبک و ذلیل کیا اگر حضور مجھ کو رکھیں تو خدمتگزاری میں حاضر رہوں دل و جان سے آپکی تابعداری میں حاضر رہوں نوشیرواں نے خوش ہوکر کہا کہ اے عمرو تو میری آنکھوں پر رہ یہ کہکر خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا سب مصاحبوں سے اسکو ممتاز کیا اور کرسی بیٹھنے کو دی بہت توقیر اور عزت کی امیر نے جو یہ خبر سنی اُسکی دہشت سے شب بیداری اختیار کی ہر طرح سے ہوشیاری اختیار کی اور عمرو ہر شب امیر کی فکر میں آتا مگر بیدار پاکر چپکا چلا جاتا آخر ایک شب کو امیر سو گئے بمقتضائے بشریت غافل ہو گئے عمرو تو اسی تاک جھانک میں رہتا تھا امیر کو غافل پاکر تفنگ سے داروے بیہوشی نتھنوں میں پھونک کر بیہوش کیا اور کمند سے باندھکر جنگل کیطرف لیجا کر ایک درخت تنہ وار سے مضبوط باندھکر رفع بیہوشی کی ان کوڑوں کے عوض میں یہ ذلت دی امیر نے اپنے کو درخت سے بندھا دیکھکر انگلی دانتوں میں دبائی انکو بڑی غیرت آئی عمرو ایک ٹہنی درخت سے کاٹ لایا اور ستر لکڑیاں گن کر امیر کو ماریں امیر نے تبسم کرکے کہا کہ بھلا اے دزد مکار

بدلہ لینا عمرو کا صاحبقران سے اور معاف کرانا اپنے قصور کا صاحبقران سے بعجز و انکساری

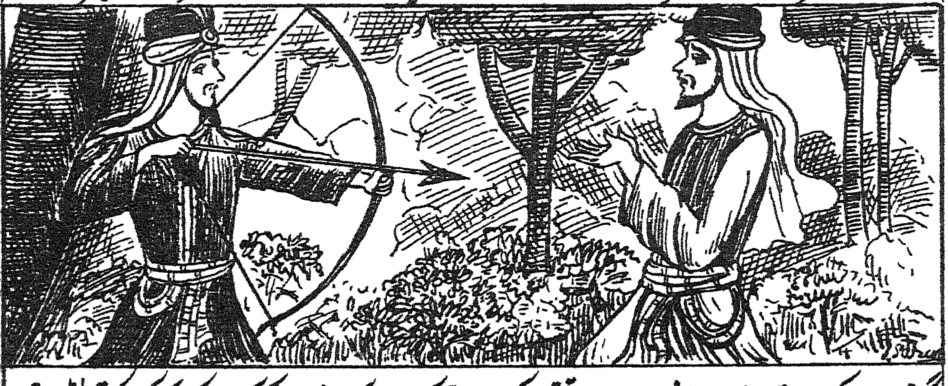

اگر خون تیرا نہ کروں تو میرا حمزہ نام نہیں اب بغیر قتل کیے تیرے مجھ کو چین و آرام نہیں یہ کہکر زور کرکے کمند کو توڑ ڈالا عمرو مثل خشتر بے مہار امیر کے سامنے سے بھاگا امیر نے تیر و کمان کو ہاتھ میں لیا عمرو نے جانا کہ تیر امیر کا بیخطا ہوتا ہے مفت میں تو مارا جائیگا اسکے ہاتھ سے نجات نہ پائیگا دوڑ کر امیر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ یا امیر میرا قصور معاف کرو امیر نے فرمایا کہ میں نے سوگند کھائی ہے کہ تیرے بدن سے خون نکالونگا تجھ کو عذاب میں ڈالونگا عمرو نے کہا کہ اگر یہی مرضی ہے تو میں حاضر ہوں میری گردن ماریے بے تامل سر میرا میرے تن سے اُتاریے امیر نے سوگند اُتارنے کیواسطے نشتر نکال کے عمرو کی رگ سے قدرے خون نکالا اور بعد ازاں عمرو کو لیکر لشکر میں آئے

آنا مزدک حکیم کا لشکر امیر میں اشارہ سے بختک کے اور اندھا کردینا امیر کو مع سردارنکے

راوی لکھتا ہے کہ ایک دن مزدک نامی حکیم کہ بختک سے بہت دوستی رکھتا تھا بختک کے پاس آیا اور یہ سخن اسکو سنایا کہ اگر نوشیرواں کہے تو میں امیر کو اسکے یاروں سمیت اندھا کروں ایک تدبیر سے سب کو نابینا کروں نوشیرواں نے بختک سے یہ تقریر سنکر کہا کہ اندھا کیا چاہیے دو آنکھیں انکو کور کیا چاہیے مزدک کو بلا کر خلعت دیا اور بہت سی نوازش کی اور انعام دیکر بہت خوش کیا مزدک عمرو بن امیہ کے پاس گیا اور اپنی بیکسی و مصیبت بیان کرکے بہت سی زاری و نالی کی اور کہا کہ اگر آپ کی عنایت سے امیر کی خدمت میں میرا رہنا ہوتا تو لشکر یونکی دوا کر کے اوقات بسر کرتا عمرو نے موقع پاکر امیر سے عرض کی امیر نے کہا کیا مضائقہ ہے اگر وہ حکمت کر کے اپنی اوقات بسری لشکر میں کریگا تو خالی از ثواب نہیں ہے بارے عمرو حکیم مزدک کو امیر کے پاس لے آیا اور اُسکی تعریف کر کے انسے ملایا امیر نے اُسکے حال پر بہت سی نوازش کی اور فرمایا کہ بہتر ہے ہمارے لشکر میں رہکر بیماریوں کا علاج کیا کر جو بیمار ہو اسکو دوا دو مزدک لشکر میں رہنے لگا اتفاقاً امیر کی آنکھوں میں کچھ غبار سا آگیا اُنکی بینائی پر جالا سا چھا گیا امیر نے مزدک سے بلا کر بیان کیا مزدک نے ایک سرمہ معقول تیار کر کے امیر کی آنکھوں میں لگایا امیر کی آنکھیں تارا سی روشن ہوگئیں اس تکلیف سے افاقہ پایا امیر نے دوبارہ سہ بارہ اس سرمہ کا استعمال کیا اور مزدک کو بہت کچھ انعام دیا ہر صور سے خوش کیا یاروں نے بھی امیر سے سرمہ کی تعریف سنکر اپنی آنکھوں میں اس سرمہ کو لگایا ہر شخص اپنی حاجت اسکے پاس لایا سب نے فائدہ دیکھ کر حسب استطاعت مزدک کے پیشکش کیا جسکو جو میسر ہوا اسکو دیا بعد ازاں مزدک نے اس سرمہ میں اندھے ہونیکی دوائیاں شامل کیں اور امیر سے جاکر عرض کی کہ بالفعل جو سرمہ میں نے بنایا ہے ایک جز اعظم اسمیں ملایا ہے پہلے سرمہ سے کہیں بہتر ہے حقیقت میں اکسیر کے برابر ہے زیادہ تر صفت اسمیں یہ ہے کہ ایک دفعہ کے لگانے سے زندگی بھر آنکھوں میں سرمہ لگانیکی احتیاج نہ ہوگی پھر کبھی آنکھ سرمہ کی محتاج نہ ہوگی امیر نے یاروں سمیت اس سرمہ کو لگایا سب کے استعمال میں وہ سرمہ آیا مزدک نے دیکھا کہ میں اپنا کام کرچکا سب کا کام تمام کرچکا اب اگر یہاں رہونگا تو امیر آنکھیں میری نکلوا لینگے اس میری حرکت کی کسر نکالینگے وہاں سے چلتا ہوا کہ اب یہاں رہنا نامناسب ہے اس جگہ سے بھاگنا واجب ہے نوشیرواں سے آکر کہا کہ میں نے امیر کو یاروں سمیت نابینا کر دیا سب کو یک قلم اندھا کیا نوشیرواں نے کہا کیونکر معلوم ہو کہ قول تیرا راست ہے جو تو کہتا ہے بے کم و کاست ہے اسنے عرض کی کہ طبل جنگ بجوائیے آپ ہی معلوم ہوجائیگا سارا لشکر اندھا ہے مقابلے کو کون آئیگا نوشیرواں نے اسیوقت طبل جنگ بجوایا امیر نے معہ یاروں کے طبل جنگ کی آواز سنکر پانی منھ دھونیکو منگوا کر منھ دھویا دیکھیں تو کچھ نظر نہیں آتا ایک سرے سے سب نے اپنے تئیں اندھا پایا امیر نے فرمایا کہ ہاں مزدک کو دیکھو تو کہاں ہے مزدک مردک اب کب دکھائی دیتا ہے امیر نے کہا کہ یارو بڑا ظلم ہوا آنکھوں سے نظر نہیں آتا اور حریف کے لشکر میں طبل جنگ بجا اگر میدان میں نہیں جاتے ہیں تو وہ دن دہاڑے لشکر پر آگرینگے سب مال لوٹ لیجائینگے اور سب کو ایک ایک کوڑی کا محتاج کرینگے بہر حال جو کچھ ہو صف آرائی کیا چاہیے امیر یہ سوچکر میدان میں آئے اور لشکر کی صفوں کو قائم کیا نوشیرواں نے مزدک سے کہا کہ اگر یہ لوگ اندھے ہوتے تو میدان میں نہ آتے اندھوں کو لڑنے کے لیے

نہ لاتے وہ مردک بولا کسی کو لڑنے کیواسطے بھیجیے معلوم ہو جائیگا نوشیرواں نے عادیونمیں سے ایک پہلوان کو بھیجا اُسنے میدان میں آکر باآواز بلند کہا کہ اے عرب تم کیا ایک مرتبے سے اندھے ہو گئے ہو گو شیطانت میدان طلب ہوں وہ تم میں سے کوئی نہیں آیا تا میدان میں آکر اپنی بہادری نہیں دکھاتا ہر دم کو اُسکا کہنا ناگوار ہوا اپنے گھوڑے کو اُٹھا کر اُسکے روبرو آیا اور گرز اپنا گھما کر ایسا اُس عادی کے سر پہ مارا کہ عادی مع مرکب نیست ہو گیا تو نوشیرواں نے پے در پے چھ پہلوان عادیونمیں سے ایک ایک کر کے اور بھیجے ہر دم نے سبکو طعمۂ شمشیر کیا نوشیرواں نے فوج کو حکم دیا کہ ہر دم کو گھیر کے مارو ہرگز جانے نہ دو جب لشکر نوشیرواں کا ہر دم پر آگرا ہر دم نے دو ہتڑ گرز مارنا شروع کیا سینکڑوں کافر مارے گئے آخر تاب نہ لا کر ہر دم کے سامنے سے بھاگے اور ایک پرتاب تیر کے فاصلے سے تیر مارنے لگے ہر دم کے گلے میں ہفت زرہ داؤدی تھی تیر کب اثر کرتا تھا اُنکا تیر مارنا اُسکو کب ضرر کرتا تھا آخر بختک بولا کہ یارو ہر دم ہفت زرہ داؤدی پہنے ہوئے ہے اُسکے بدنمیں تیر نہ لگے گا مگر ہاں پاؤنمیں تیر مارو تو ابھی گر پڑتا ہے تیر اندازوں نے ایسا ہی کیا ہر دم نے امیر کو آواز دی کہ یا امیر اسوقت مدد کا ہے جلد آئیے اور کافرونکے ہاتھ سے بچائیے امیر نے اشقر کی باگ لیکر زبان جنی میں کہا کہ اسدم میں نابینا ہوں تو جہاں کافرونکو دیکھتا اُسطرف جانا ان کافرونکو عاجز بنانا ہے امیر نے لشکر کفار میں گھسکر کشتوں سے پشتے باندھ دیے ہزاروں بیدین قتل کیے نوشیرواں نے لشکریوں سے کہا کہ حریف کیطرف سب اندھے ہیں کبتک لڑینگے آخر ٹھوکریں کھا کھا کر گر پڑینگے اسوقت تم لوگ ہمت کو نہ ہارنا ایک ایک کو چن چن کے مارنا ہر چند کفار نوشیرواں کے کہنے سے لڑے مگر آخر بھاگ کھڑے ہوئے امیر مظفر و منصور اپنے خیمے میں داخل ہوئے اور یاروں سے کہنے لگے کہ جبتک آنکھیں درست نہ ہوں تب تک یہاں رہنا اچھا نہیں ہے جو شہر کہ یہاں سے نزدیک ہو وہاں چلکر آنکھونکا علاج کیا چاہیے پھر سمجھ لیا جائیگا بعد اطمینان کے سامان جنگ کا کیا جاویگا چوب گرد ان پہلوان نے عرض کی کہ یہاں سے تین منزل پر میرا شہر ہے نام اُسکا آردبیل ہے اور قلعہ اُسکا بہت مستحکم ہے اگر مرضی مبارک ہو تو صحت تک وہاں چلکے تشریف رکھیے امیر نے فرمایا کہ اچھا تم پیش خیمہ مع لشکر لیکر روانہ ہو اور آگے سے جا کر قلعہ کو مستحکم کرو میں بھی آتا ہوں سب لوگونکو آرام سے اپنے ساتھ لاتا ہوں اُسیدن امیر کے لشکر نے وہاں سے کوچ کیا تمام فوج و لشکر کو اپنے ساتھ لیا اور آردبیل کیطرف راہی ہوئے نوشیرواں نے اندھا سمجھ کر اُنکا تعاقب کیا فوج کو اُنکے پیچھے جانیکا حکم دیا امیر جو چار پہلوانوں سے رہ گئے تھے لشکر کفار پر جا گرے اور اسقدر تیغ زنی کی اور کافر مارے کہ عالم بینائی میں بھی کبھی ایسا کشت و خون نہ کیا ہوگا آخر فوج کفار بھاگ کھڑی ہوئی ایک بھی نہ ٹھہرا سب فرار ہوئے بھاگنے میں بے اختیار ہوئے امیر بہ ظفر و فیروزی قلعہ آردبیل میں داخل ہوئے جب وہاں پہونچے تو سب طرح کے اطمینان حاصل ہوئے اور قلعہ کے دروازے کو مستحکم کر کے خندق کو پانی سے لبریز کر دیا حریف کے آنے جانیکا راستہ بالکل بند کر دیا اور جابجا فصیلوں پر مورچہ بندی کر کے آنکھونکی بینائی کیواسطے بارگاہ الٰہی میں مناجات کرنے لگے نوشیرواں نے جا کر پہلے تو قلعہ سے لڑائی ڈالی جب قلعگیوں نے اُسکے بہت سے لوگ مارے تب محاصرہ کر کے اُتر پڑا قلعہ کے لینے پر اڑا

آنا ہاشم بن حمزہ اور حارث بن سعد کا امیر کی ملازمت کیواسطے اور اچھا ہونا امیر کی آنکھ کا حضرت خضر کی مدد سے

راوی لکھتا ہے کہ ہردم کی بہن کے بطن سے امیر کا بیٹا ہوا تھا اُسنے نام ہاشم رکھا تھا اور سعد بن عمرو بن حمزہ کی منکوحہ بھی بیٹا جنی تھی اُسنے نام اُسکا حارث رکھا تھا دونوں دادا پوتے نو برس کے ہوئے تھے بسبب ہمسنی کے دونوں میں باہمدیگر بڑی محبت تھی یا خود باکمال الفت تھی شکار کھیلنے کو بھی دونوں ساتھ ہی جاتے تھے کھانا بھی ہر روز ساتھ ہی کھاتے تھے ہاشم بن حمزہ کا معمول تھا کہ جب شیر کا شکار کرتا اُسکا کلیجہ بھون کر کھاتا ہمیشہ یہی عمل میں لاتا اس سے ہاشم شیر خوار اُسکا لقب ہوگیا تھا جب امیر کے قلعہ بند ہونیکی خبر لشکر میں پہونچی دونوں دادا پوتے لشکر جرار لیکر آردبیل کیطرف روانہ ہوئے چندروز میں قلعہ آردبیل پر پہونچے دیکھا کہ کفار قلعہ کو محاصرہ کیے پڑے ہیں فوج کے نشان جابجا گڑے ہیں جسطرح شیر غران بکریوں کے گلے میں گھستا ہے ہاشم اور حارث تلواریں کھینچ کر لشکر کفار میں گھس پڑے اور اسقدر تیغ زنی کی ایسی داد شجاعت دی کہ کافروں کے حواس بجا نہ رہے ہزارہا کافر طعمۂ نہنگ شمشیر ہوئے آخر قلعہ کے نیچے سے بھاگ کر کئی پرتاب تیر کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے لشکر اسلام نے جانا کہ غیب سے ہماری مدد آئی قلعہ کا دروازہ کھول کر ہاشم و حارث کو قلعہ کے اندر لیا اُن دونوں کو داخل قلعہ کر لیا دونوں جاکر امیر کے قدموں پر گر پڑے اور اپنے نام و نشان سے امیر کو آگاہ کیا امیر کو عجیب طرح کی خوشی ہوئی کہ جسکا پایان نہیں دونوں کو دونوں زانوؤں پر بٹھلا کر پیار کرنے لگے اور لوگ اُن پر زر و جواہر نثار کرنے لگے ہاشم نے عرض کی کہ یہ مقام اچھا نہیں ہے ہمارے لشکر کو کمال تکلیف ہوگی اس سے بہتر ہے کہ بردع میں تشریف لیچلیے کہ وہاں لشکر کو آرام ملیگا امیر نے نقارہ کوچ کا بجوایا اور بردع کیطرف روانہ ہوئے لشکر کفار بھی پیچھے پیچھے چلا گیا جب امیر مع حالی و موالی قلعہ بردع میں داخل ہوئے لشکر کفار قلعہ کو محاصرہ کر کے اُتر پڑا امیر شب و روز اپنی آنکھوں کی بینائی کیواسطے رو رو کر مناجات کیا کرتے تھے درگاہ الٰہی میں بصارت کیلیے دعا کرتے تھے ایکدن خواجہ خضرؑ وارد ہوئے اور ایک پتا ملکے اپنے ہاتھ سے چند قطرے عرق کے امیر کی آنکھوں میں ڈالے امیر کی آنکھیں تارسی روشن ہوگئیں سب غبار اور اندھیرا دور ہوگیا خانۂ چشم پر نور ہوگیا امیر نے خواجہ خضر سے مشرف ہو کر کہا کہ میں تو آپکی بدولت اچھا ہوا لیکن میرے جتنے یار ہیں سب اندھے ہونیسے بیکار ہیں بینائی کے جانے سے سخت مجبور و لاچار ہیں اور ظاہر ہے کہ بے یار سردار بیچارہ ہے خواجہ خضر نے چند پتے دیکر فرمایا کہ انکا عرق سبکی آنکھوں میں ٹپکا دو بس یہی دوا کرو سب بینا ہو جاینگے اللہ کی عنایت سے بینائی پاینگے یہ کہکر غائب ہوگئے امیر نے سب یاروں کی آنکھوں میں اُن پتوں کا عرق ٹپکایا سب نابینا بینا ہوگئے حضرت خضر کی عنایت سے مقصود دلی پایا عمرو بن امیہ نے امیر سے کہا کہ معلوم ہوا یہ سب شرارت بختک کو رباطن کی تھی اگر حکم ہو تو اُسکو کچھ سزا دوں اُس سے اس حرکت کا انتقام لوں امیر نے فرمایا کہ وہ آپ اپنی سزا کو پہونچ رہیگا کسیکو رنج دینا کیا ضرور ہے عمرو تو اُسپر زہر کھائے ہوئے تھا اُسکو چین کہاں تھا اُسوقت تو چپ ہو رہا امیر کے خوف سے کچھ نہ کہا شب کو باورچی کی صورت بنکر بختک کے خیمے پر گیا دربانوں سے کہا کہ وزیر سے عرض کرو جلد اطلاع دو کہ ایک باورچی روم سے آیا ہے اگرچہ نمکین و شیرین خوب پکاتا ہے لیکن ہریسہ ایسا پکاتا ہے کہ دنیا میں

اُسکا جواب نہیں ہے بختک نے اُسکو خیمے میں تو بلا لیا اپنے پاس آنیکا حکم دیا مگر ڈرا کہ ایسا نہ ہو عمرو ہووے پھر دل میں سمجھا کہ عمرو تو نابینا ہے البتہ یہ باورچی ہی ہوگا مگر اُسپر بھی کئی عیار بھیجے کہ دیکھو عمرو حمزہ کے پاس ہے یا نہیں عیار خیمے سے نکلا بایکدیگر مشورہ کرنے لگے کہ اگر شاید یہ شخص عمرو ہی ہووے تو ہمارے ساتھ آیندہ کو عداوت کریگا یہ سوچکر تھوڑی دور جا کے پھر آئے اور بختک سے کہا کہ حمزہ کے پاس عمرو ہے بختک کو اطمینان ہوا عمرو کو ہریسہ پکانیکا حکم دیا سب سامان اُسکا فوراً مہیا کیا عمرو نے بہت عمدہ ہریسہ پکایا بختک نے نوشیرواں سے جا کر کمال صفت و ثنا اُسکی تعریف کی اور اُسکے کمالات سے اطلاع دی نوشیرواں نے اپنے باورچیخانہ کا اُسکو داروغہ کیا سب طرح کا اسکو اختیار دیا عمرو ہر روز نئی طرح کے کھانے پکا کر کھلانے لگا ایک شب کو سہ منی دیگ چولھے پر چڑھائی مگر سوائے ادہن کے اُسمیں گوشت وغیرہ کچھ نہ ڈالا جب نصف شب گذری باورچیوں کو بیہوش کر کے بختک کے خیمے میں گیا دیکھا کہ بختک کی نفیر خواب بلند ہے جوش خواب سے سب کی آنکھ بند ہے کئی مثقال عنبر بیہوشی اسکی ناک میں دیا چھینک مار کر وہ بیہوش ہوگیا عمرو اُسکو چادر میں لپیٹ کر باورچیخانہ میں لایا اور اُسی دیگ میں کہ پانی جوش کھا رہا تھا ڈالدیا جب وہ اولہ ہوگیا تب پوست و سر کو تو زمین میں گاڑ دیا حکمت عملی سے تہ خاک کیا باقی اعضا کا ہریسہ پکا کر صبح کو بادشاہ کے دسترخوان پر لگا دیا بادشاہ نے اکثر امرا کو اُسمیں سے عنایت کیا اور تعریفیں کر کے کھانے لگا اُسکی کاریگری کی تعریف سب کو سنانے لگا اتفاقاً ایک اُنگلی ہریسہ میں سے نکلی اور اُس اُنگلی میں انگوٹھی عنایتی بادشاہ کی تھی نوشیرواں نے اُس اُنگلی کو دیکھ کر ہاتھ کھانے سے کھینچا باورچی سے پوچھا کہ یہ اُنگلی کسکی ہے اس کھانے میں کہاں سے آئی ہے تو نے کیوں پکائی ہے باورچی تو کچھ نہ بولا مگر انگوٹھی سے پہچانا کہ بختک کی ہے حکم کیا کہ دیکھو تو بختک کیا کرتا ہے بلا لاؤ اُسکو میرے پاس جلد لاؤ لوگ بختک کے خیمے میں گئے تو بختک کا پلنگ خالی پایا معلوم نہیں کیا ہوا کس بلا میں مبتلا ہوا اِدھر اُدھر ڈھونڈھ کر عرض کی کہ بختک اپنے خیمے سے غائب ہے بادشاہ نے معلوم کیا کہ یہ ہریسہ بختک کے گوشت کا تیار ہوا تھا قے کرتے کرتے بیمار ہوگیا اس تکلیف شدید سے حال اُسکا زار ہوگیا اور عمرو وہاں سے اُڑنچھو ہو کے امیر کے پاس جا کے موجود ہوا اسمیں بزرجمہر آئے تو نوشیرواں نے اول بزرجمہر سے فرمایا کہ تمھارے حصے کا ہریسہ رکھا ہے اسے کھاؤ تم بھی اس غذائے لطیف سے مزہ اُٹھاؤ جب بزرجمہر نے عذر کیا کہ میں کھانا کھا کے آیا ہوں اور غذا پر غذا کھانے سے تداخل واقع ہوتا ہے تو نوشیرواں نے کہا کہ میں نے جانا جس سبب سے تم نہیں کھاتے ہو یقیناً تم نے از روئے رمل دریافت کیا ہوگا مگر مجھ سے اطلاع نہ کی کچھ سمجھ کے خبر نہ دی بزرجمہر نے کہا کہ حکما کا دستور نہیں ہے کہ بے پوچھے کچھ کہیں اور جب پوچھیں تو خاموش رہیں نہ کہ ایسی خبر دینا نوشیرواں جب واقف ہوا اور بزرجمہر کے اس کلام سے ثابت ہوا برہم ہو کر بزرجمہر کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اُسکی آنکھیں اندھی کروا دیں اور ہرمز کو اپنا قائم مقام کر کے خود مدائن کو چلا گیا بزرجمہر نے امیر سے آ کر کہا کہ اے فرزند میں نے سنا ہے کہ خاتم النبیین نے ظہور کیا ہے پس مجھ کو مکہ بھیجدو کہ زیارت حاصل کروں اُنکی قدمبوسی سے سعادت حاصل کروں امیر نے لوگ ہمراہ کر کے بڑے اہتمام سے بزرجمہر کو مکہ میں بھیجدیا بخوشی خاطر رخصت کیا خواجہ عبدالمطلب نے بزرجمہر سے ملاقات کر کے

بکمال تواضع و تکریم پیش آئے اور پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قدمبوس کیا جب بزرجمہر کو جمال باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نظر آیا بزرجمہر نے نعلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم سے خاک اٹھا کر اپنی آنکھوں میں لگائی فوراً بزرجمہر کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اُسکی برکت سے آنکھوں میں روشنی اور دل میں معرفت الٰہی بھی سما گئی اور یہ معجزہ پیغمبر صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ملک بملک مشہور ہوا اب ہرمز کا حال سنیے نوشیرواں ہرمز کو تخت پر بٹھلا کے آپ مدائن کیطرف گیا ہرمز نے سیاوخش بن بزرجمہر کو خلعت وزارت دیکر وزیر اول کیا اور اپنے دہنے کرسی بیٹھنے کو دی بہت سی عزت و توقیر کی اور بختیارک بن بختک کو کہ فریب و شیطنت میں اپنے باپ کا باپ تھا وزیر دوم کر کے بائیں طرف کرسی بیٹھنے کو عنایت کی بختیارک نے چند روز میں ایسا ہرمز کے مزاج میں دخل کیا کہ گویا خود بادشاہ ہو گیا بے اُسکی اجازت کے کوئی امر ہرمز ہرگز نہ کرتا تھا اتفاقاً ایک دن ہرمز نے بختیارک سے کہا کہ اے وزیر صاحب تدبیر ایسی فکر کیا چاہیے کہ حمزہ مع فرزندان و عزیزان و رفقا مارا جائے تب میرے دل کو قرار آئے اُسنے عرض کی کہ باخبری مشہور ہے کہ آدم خود ہیں اگر وہ لوگ یہاں آویں تو بلاشبہ مطلب حضور کا حاصل ہو یہ کہکر ایک نامہ بہ ہرمز کیطرف سے گاؤ لنگی بادشاہ رخام کو شکایت حمزہ کا لکھا اور اُسمیں درج کیا کہ یہاں تو ایسا ایسا اس عرب نے کیا ہے مگر آپکے ملک کو بھی تاخت و تاراج کیا چاہتا ہے ہرگاہ گاؤ لنگی نامہ کے مضمون سے آگاہ ہوا اپنے بیٹوں کی طرف دیکھ کر کہا کہ کوئی جا کر حمزہ کو میرے پاس پکڑ لائے اس مقدمہ میں اپنی دلاوری دکھائے مرزبان زردہشت نام گاؤ لنگی کا داماد اُٹھ کھڑا ہوا اور زمین ادب چوم کر بولا کہ یہ کام میرا ہے گاؤ لنگی نے تیس ہزار شیر سوار ہمراہ کر کے روانہ کیا جب مرزبان شہر یدع کے متصل پہونچا ہرمز استقبال کر کے اسکو اپنے لشکر میں لے آیا اور خلعت فاخرہ پہنا کر شرط مہمانداری بجا لایا اور لشکر میں شادیانے بجنے کا حکم دیا امیر نے عمرو سے پوچھا کہ آج لشکر کفار میں شادیانے کیسے بجتے ہیں اُسنے دریافت کر کے عرض کی کہ بختیارک نے نامہ بمضمون استعانت ہرمز کیطرف سے گاؤ لنگی بادشاہ رخام کو بھیجا تھا سو اُسنے مرزبان زردہشت نامی اپنے داماد کو ہرمز کی مدد کیواسطے بھیجا ہے اُسکے آنیکی خوشی لشکر کفار میں ہو رہی ہے امیر تبسم کر کے چپ ہو رہے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا اور ہرگز کچھ اندیشہ نہ کیا جب صبح کو لشکر کفار سے طبل جنگ کی آواز آئی سب بہادروں نے خبر پائی امیر نے بھی میدان میں جا کر اپنے لشکر کی صف آرائی کی مرزبان نے ایک شیر سوار میدان میں بھیجا اُسنے لشکر عرب کیطرف رخ کر کے آواز دی کہ جسکو روح قبض کروانی ہووے وہ خود ملک الموت کے سامنے آوے امیر سے یاروں نے کہا کہ گھوڑے ہمارے شیر کی بو سے بھڑکیں گے کبھی شیر کی صورت نہیں دیکھی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ ہم پیادہ ہو کر شیر سوار سے لڑیں امیر بولے کہ پیدل اور سوار کی لڑائی کیونکر بنیگی ہردم نے عرض کی کہ یا امیر آپ جانتے ہیں کہ میں ہمیشہ پیادہ ہو کر لڑتا ہوں مجھ کو حکم ہو کہ اس شیر سوار سے جا کر مقابلہ کروں پیادہ ہو کر لڑوں امیر نے فرمایا کہ جاؤ خدا کو سونپا ہردم نے شیر سوار سے جا کر مقابلہ کیا اُسنے ہردم پر حملہ کیا ہردم نے اُسکے حربے کو اپنے گرز کی زنجیر سے لپٹا کر چھین لیا چالاکی کر کے اپنے قبضے میں کیا اور گرز گھما کر اُسکے اس زور سے مارا کہ اُس کو

شیر سمیت پست کر دیا عمرو بن امیہ دوڑ کے شیر کی گردن کاٹ لایا اور گھوڑوں کو اُس کی بو سنگھانے لگا امیر نے کہا کہ یہ مسخرگی
کیا ہے اس حرکت سے کیا فائدہ ہے بولا کہ بو سنگھا کر گھوڑونکو ڈھیٹ کرتا ہوں کہ پھر شیر کی بو سے نڈر ہیں جرأت کر کے مقابلہ
کریں امیر ہنسنے لگے اُسمیں دوسرا شیر سوار ہردم سے لڑ کر پہلے شیر سوار کے پاس پہونچا اسی طرح سے ایک ایک کر کے
چالیس شیر سوار ہردم نے شام تک جہنم واصل کیے اپنی شجاعت و دلیری سے دوزخ میں داخل کیے شام کو دونوں
لشکروں نے طبل بازگشت بجایا ہر ایک لشکر اپنی اپنی جگہ پر آیا ہردم کو امیر نے گلے سے لگا کر بہت سی شاباشی دی
صبح پھر بدستور ہردم اور ایک شیر سوار سے مقابلہ ہوا وہ بھی ہردم کے ہاتھ سے مارا گیا پھر تو کسی شیر سوار نے جرأت نہ کی
ہرچند مرزبان نے حکم دیا لیکن کسی نے نہ سنا اور عذر کرنے لگے کہ جو اس پہلوان دیوانہ کے سامنے جاتا ہے وہ جیتا نہیں
پھرتا ہے بس ہمکو اپنی جان بھاری نہیں ہے کہ اس پہلوان سے مقابلہ کریں تو مرزبان خود کھسیانا ہو کر ہردم کے سامنے
آیا اور بقوت تمام ہردم پر حملہ کیا ہردم نے بدستور اول اُس کے حربے کو گرز کی زنجیر سے لپیٹ کر چاہا کہ حربہ
مرزبان کا چھین لے مگر چھین نہ سکا بلکہ اور لینے کے دینے پڑ گئے یعنی گرز ہردم کے ہاتھ سے چھوٹنے لگا بے اختیار امیر
کو پکارا کہ جلد آیئے مجھ تک اپنے تئیں پہونچایئے ورنہ گرز میرا میرے ہاتھ سے جاتا ہے حریف مجھ پر قابو پاتا ہے امیر
نے اشقر کی باگ لی اور متصل جا کر ایک نعرہ اس زور سے کیا کہ مرزبان فلک کو اس گمان سے دیکھنے لگا کہ شاید
ہفت فلک ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے اور ہاتھ مرزبان کا سست ہو گیا بلکہ ہر عضو اُس جوان کا سست ہو گیا ہردم
نے گرز اپنا اُسکے ہاتھ سے کھینچ لیا مرزبان امیر کیطرف مخاطب ہو کر بولا کہ اے جوان تو کون ہے کہ میرے شکار کو مجھ سے
چھڑا دیا یہ تو نے بڑا غضب کیا بھلا اب اُسکے بدلے تو ہی میرا صید ہے یہ کہکر امیر پر حربہ کیا اور بولا کہ اگر سد سکندری
ہوتی تو اس ضرب سے بیٹھ جاتی اس کوتاہ قد کی کیا حقیقت تھی کہ تاب لاتا ہرگز میرے ہاتھ سے نجات نہ پاتا امیر نے فرمایا
کہ اے مردک دو حربے اور بھی کر لے تب تجھ کو معلوم ہوگا کہ ضرب اسکو کہتے ہیں بہادر لوگ پہلوانوں کے حربے یوں سہتے
ہیں مرزبان نے پے در پے دو حربے اور کیے امیر جیسے کھڑے تھے ویسے ہی کھڑے رہے جس جگہ پر اڑے تھے اڑے
رہے بارے امیر کی باری آئی امیر نے گرز کھینچکر اس زور سے مرزبان پر مارا اور اس تو سے اس پہلوان پر مارا کہ اکثر آدمی
لشکر کفار کے اسکی دھمک سے بہرے ہو گئے اور مرزبان کے ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا اُسوقت مرزبان نے اپنے دل میں
اندیشہ کیا کہ حمزہ بڑا زبردست ہے گویا کہ ایک فیل مست ہے اسکا زبردست ہونا معلوم اور اپنے واسطے اُسکے ہاتھ سے
ضرر پہونچنا تعجب نہیں ہے پس غیرت کیواسطے اپنی جان شیریں دینا مطلق دانائی سے بعید ہے یہ سوچکر امیر کے سامنے سے
گھوڑا اُٹھا کر بھاگا اپنی جان بچا کر بھاگا امیر نے اپنے مرکب کو اُسکے مرکب کے پیچھے تک لیجا کر اس زور سے گرز مارا کہ مرزبان
کا بازو ٹوٹ گیا حربہ اُسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور ایک قدح بھر کر خون منھ سے نکل پڑا مرزبان اس ہیئت کذائی سے
ہردم کے پاس گیا اور کہا کہ اے شاہزادے حمزہ مجھ سے بہت زور آور ہے وہ شخص بڑا دلاور ہے میں اُس سے

لڑ نہیں سکتا اگر تم کو اُس سے اپنی نجات منظور ہے تو قضا و قدر میں سریال بن صلصال کے پاس جا کر پناہ لو اُس سے التجا کرو وہ البتہ حمزہ پر غالب آویگا یقین ہے کہ وہ اسیر قابو یا دیگا ہرمز نے پوچھا کہ قضا و قدر کہاں ہے مرزبان نے کہا کہ باختر کے نزدیک ہے اور وہاں کا بادشاہ سریال بن صلصال ہے بڑا زبردست پہلوان اور قد اُسکا ایک سو چالیس گز کا اور نہایت صاحب جاہ و جلال ہے اگر ارادہ آپکا ہو تو میں وہاں آپکو پہونچا دوں آپکا حال مفصل اُس سے کہوں ہرمز نے لوگوں سے شوری کیا سب نے بالاتفاق کہا کہ جسمیں حمزہ مارا جائے وہ کام کیجیے اس سے ضرور انتقام لیجیے سیاوُش بن بزرجمہر نے کہا کہ میری صلاح وہاں جانیکی نہیں ہے اور اگر جائیے گا تو پشیمان ہو جیے گا میں کہے دیتا ہوں بہت حیران ہو جیے گا بختیارک بولا کہ ہاں یہ تو کہا ہی چاہیں اپنے ہم مذہب کا سب کو پاس ہوتا ہے سیاوُش یہ سنکر چپکا ہو رہا دوسرے دن ہرمز نے وہاں سے کوچ کیا سب فوج کو ساتھ چلنے کا حکم دیا اور چند روز میں مسافت قطع کر کے قضا و قدر کی سرحد میں پہونچا مرزبان نے پہلے سے جا کر سریال سے ہرمز کی تعریف کی اسکی پریشان حالی کی اطلاع دی سریال ہرمز کو استقبال کر کے لیگیا شب کو جب کھانا کھانے بیٹھے ہرمز نے دیکھا کہ سموچہ سور کباب کیا ہوا سریال کے روبرو رکھا ہے سریال نے اپنے ہاتھ سے تھوڑا سا گوشت کا ٹکڑا ہرمز کو دیا ہرمز نے کچھ عذر کیا مرزبان نے ہرمز کے کان میں کہا کہ اگر نہ کھائیے گا تو سریال بہت ناراض ہوگا ہرمز نے مجبوراً ایک نوالہ اپنے منھ میں ڈالا مگر اُسیدم قے کی سریال کو بہت ناگوار ہوا اور اپنے ہمنشینوں کو حکم دیا کہ لات و منات نے یہ بکریاں تمھارے لیے بھیجی ہیں تم شوق سے ہرمز کے لشکر میں جا کر نوش کرو نرم غذاؤں سے طبیعت کو لذت دو لوگ اُسکے ہرمز کے لشکر میں جا کر آدمیوں کو پکڑ پکڑ کے کھانے لگے یہ آفت اُنکے سر پر لانے لگے ہرمز کمال خائف و عاجز ہوا اور ہزار ہزار لعنت بختیارک کی عقل پر کی بعد ازاں سیاوُش سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے خواجہ زادے نفس الامر میں اگر میں تمھارا کہنا مانتا تو یہ ذلت و خواری و انفعال نہ اُٹھاتا اپنے تمام لشکر کو اس بلا میں نہ پھنساتا مگر اب کسیطرح یہاں سے نکلنا چاہیے کوئی تدبیر یہاں سے چلنے کی کیا چاہیے سیاوُش بولا کہ بغیر از اعانت حمزہ آپکا نکلنا یہاں سے دشوار ہے بندہ اس امر میں مجبور و لاچار ہے ہرمز نے کہا کہ حمزہ کا ہیکو بھلا میری مدد کریگا وہ تو مجھ سے ناراض ہے البتہ اگر آپ کہیے گا تو عذر نہ کریگا سیاوُش نے عرض کی کہ حمزہ از بسکہ صاحب مروت ہے آپ جانتے ہیں کہ بڑا عالی ہمت ہے البتہ اگر آپ کہیے گا تو عذر نہ کریگا ہرمز نے کہا کہ اگر ایسا جانتے ہو تو تمھیں میری طرف سے جا کر کہو میری خرابی سے اُسکو اطلاع دو سیاوُش نے امیر سے جا کر بہت کچھ ہرمز کی سفارش کی امیر نے فرمایا کہ ایک شرط سے میں اُسکی اعانت کرتا ہوں کہ وہ بصدق دل مسلمان ہو دین اسلام کا تابع فرمان ہو سیاوُش نے ہرمز سے جو کچھ امیر نے کہا تھا بیان کیا ہرمز نصف شب کو امیر کے پاس گیا اور بہت سے زار و نالی کی شرح خستہ حالی کی امیر نے اُسکو کلمہ پڑھا کر تشفی تمام تخت پر بٹھلایا اور کھانا منگا کر بالاتفاق نوش جان فرمایا ہرمز نے کہا کہ یا امیر مجھکو مدائن پہونچا دیجیے اتنی مہربانی میرے حال پر کیجیے امیر نے فرمایا کہ تم کو اختیار ہے جہاں جی چاہے وہاں رہو جیسا مناسب جانو وہ کرو مگر دین اسلام سے نہ پھرنا نہیں تو پچھتاؤ گے بہت افسوس کھاؤ گے یہ کہکر ہرمز کو رخصت کیا سریال ہرمز کے

بے رخصت چلے جانے سے بہت برہم ہوا اب بات کا اسکو بہت بڑا غم ہوا اور اسی دم طبل جنگ بجوا کر میدان میں آیا سب لشکر کو معرکہ میں لایا امیر نے بھی اپنے لشکر کی صف بندی کی سرپال نے امیر کو دیکھ کر خود ہی گھوڑے کی باگ لی اور میدان میں کھڑے ہو کر للکارا کہ اے بربو جسکو ذبح ہونیکی اذیت منظور نہ ہو وہ میرے سامنے آوے میں بے ذبح کیے اسکو چبا چباؤں گا ہڈی چمڑا سب کھا جاؤنگا شیر شاہ سراندیپ تاجدار ہندوستان ملک لندھور بن سعدان امیر سے رخصت لیکر سرپال کے سامنے گیا سرپال نے اسکو دراز قامت دیکھ کر پوچھا کہ حمزہ تو ہی ہے لندھور نے کہا کہ میرا نام لندھور بن سعدان ہے میری جوانمردی سے واقف سارا جہان ہے سرپال نے گرز لندھور پر مارا لندھور نے بہزار محنت و مشقت اسکو رد کیا اسکا صدمہ اپنے اوپر آنے نہ دیا سرپال بولا کہ معلوم ہوا تو جوانمرد ہے لو کیا ضرب رکھتا ہے لندھور نے سرپال پر گرز چلایا اپنا زور دکھایا سرپال قہقہہ مار کے ہنسنے لگا اور کہنے لگا کہ اے لندھور تو اس قد و قامت کا آدمی ہو کر ایسا کم قوت ہے معلوم ہوا کہ تیرا جسم بالکل بے طاقت ہے۔ بارے دونوں کے گرز چلنے لگے شام تک کوئی کسی سے مجروح نہوا لشکروں نے بعد غروب آفتاب کے لشکر گاہ میں جاکر استراحت کی اپنے اپنے مقام پر پہونچکر اقامت کی دوسرے دن پھر صف آرائی ہوئی قیماز خاوری نے سرپال کا جا کر مقابلہ کیا اور سرپال کے گرز کی ضرب کو رد کر کے سرپال کے مرکب کے چاروں پاؤں تلوار مار کے قلم کیے وہ گھوڑے پر سے کود کر سرپال سے لپٹا سرپال نے قیماز کو اٹھا کر زمین پر دے مارا امیر نے نعرہ کر کے قیماز کو سرپال سے چھڑایا اس ظالم کے ہاتھ سے بچایا سرپال دوسرے گھوڑے پر سوار ہوکے امیر سے کہنے لگا کہ او کوتاہ قامت تو نے میرے شکار کو کیوں مجھ سے چھڑایا تو نے مجھ کو بڑا پیچ دکھایا اب واجب ہوا کہ تجھ کو صید کروں ہرگز زندہ نہ چھوڑوں جلد اپنا نام بتا کہ بے نام و نشان مارا نہ جاوے تیرے بے نشان مرنے پر کوئی تاسف نہ کھاوے امیر نے فرمایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب میرا ہی نام ہے سرپال نے گرز امیر پر چلایا امیر نے ڈھال کے جھٹکے سے اسکو رد کیا اور کہا کہ او کافر دو حربے اور کر پھر میری باری ہے سرپال نے دوسرا گرز امیر کو مارا امیر نے اسکو بھی خالی دیا جب تیسرا گرز چلایا امیر نے ہاتھ بڑھا کے اسکے گرز کے قبضے کو پکڑ لیا اور کمان کو گلے میں ڈالکر جو کھینچا سرپال زمین پر آرہا عمرو نے لپکے کمند کے امیر مار کے دست و بازو اسکے باندھ لیے امیر مظفر و منصور شادیانے بجاتے ہوے خیمے میں داخل ہوے فضل الٰہی سے سب طرح کے اطمینان حاصل ہوے اور سرپال سے کہا کہ اب کیا کہتا ہے وہ بولا کہ سلک غلامی میں منسلک کیجیے اپنی تابعداری میں مجھ کو لیجیے امیر نے اسکو مسلمان کر کے خلعت دیا اسکو فرقہ اسلام میں داخل کیا اور طلائی کرسی لندھور کے زیردست بچھوا کے بیٹھنے کو حکم کیا عمرو نے حلقہ غلامی کا اسکے کان میں ڈالدیا سرپال نے امیر کو اپنے شہر میں لیجا کر جشن ترتیب دیا امیر نے بعد جشن کے فرمایا کہ اے سرپال تیرے ملک میں کچھ عجائبات ہوں تو اسکا تماشا مجھ کو دکھلا نوادرات اس دیار کے میرے سامنے لا سرپال نے عرض کی کہ یہاں سے تین منزل پر طلسمات جمشیدی واقع ہے چلیے اسکی سیر کیجیے اس طلسم کے دیکھنے سے اپنی طبیعت کو مسرور کیجیے امیر نے کہا کہ اگر تو نے اس طلسم کو دیکھا ہو تو پہلے اسکی کیفیت بیان کر کسکا بنایا ہوا ہے اور کس نے

بنوایا ہے سب اُسکی حقیقت بیان کر وہ بولا کہ جمشید نے قریب بمرگ اپنے شہر کو رعایا سے خالی کر کے سوار پیادے چوبدار جمعدار
چوبی بنوا کر جا بجا قائم کیے اور قبریں کہ اپنے لیے اُسی جا بنوائی تھی جا کر سو رہا اس مکانیں تمام دنیا سے دل اُٹھا کر سو رہا اور دوسرا تماشا یہ ہے کہ جنگل میں جادوے جمشیدیہ
ہے کہ اُسکا دامنہ علم تام ہے وہ بھی عجیب ایک مقام ہے اور بھی اس بیابان میں ایک دیو سفید رہتا ہے کہ اُسکو ہر شخص ظالم
مردار خوار کہتا ہے امیر نے فرمایا کہ وہ دیو میری دہشت سے کوہ قاف سے بھاگا تھا معلوم ہوا کہ یہاں آکر چھپا ہے امیر نے
لشکر تو وہیں چھوڑا اور آپ عمرو و سریال سمیت جادوے جمشیدیہ کیطرف روانہ ہوے جب جمشیدیہ میں پہونچے ایک
آواز مہیب امیر کے کان میں آئی کہ سب سننے والوں نے دہشت کھائی پوچھا کہ یہ آواز کسکی ہے سریال نے کہا کہ یہ آواز طلسم
کی ہے جب دروازے پر پہونچے امیر نے چاہا کہ اس طلسم کے اندر جاویں اسکے عجائبات دیکھیں پائیں دروازے پر جو سپاہی
کھڑا تھا اُسنے امیر پر تلوار چلائی امیر کود کر الگ ہوے سریال نے کہا کہ میں نے اپنے دادا سے سنا ہے کہ اس شہر میں مطلق
آدمی طلسم کے ہیں اور اس گنبد پر جو سامنے دکھائی دیتا ہے ایک مرغ طلسم کا رہتا ہے جسکو دیکھتا ہے آواز دیتا ہے اگر اسکو
مار سکو تو تمام طلسم کا حال معلوم ہو جائے پھر تم پر کوئی صدمہ نہ آئے امیر نے گنبد پر جو نگاہ کی تو واقع میں ایک جانور خوش آواز
تمام بول رہا ہے امیر نے سوفار تیر کمان میں جوڑ کر ایسا نشانہ لگایا خوب شست جوڑ کے ہدف بنایا کہ وہ مرغ مر کر گنبد سے نیچے آرہا اُسکا گرنا تھا
اور طلسم کا ٹوٹنا تھا امیر دروازے کھولکر اندر گئے جن آدمیوں نے امیر پر حملہ کیا تھا اُنکو مع سلاح زمین پر گرا پایا بجمیع لوجوہ
اس طلسم پر قبضہ کیا امیر نے سریال کے روبرو خزانہ کی کوٹھریوں کو جو کھولا تو اسمیں لکھوکھا سانپ اور بچھو دیکھے امیر نے
بدستور مقفل کر دیا اُسکو بدستور بند کر دیا اور سریال سے کہا کہ تماشا جادوے جمشیدیہ کا دیکھا اب سفید دیو کو بتاؤ کہ کہاں
ہے اسکے رہنے کا کون مکان ہے سریال نے امیر کو بیابان اخضر میں لیجا کے ایک کنوئیں کو دکھا کر کہا کہ اسمیں دیو سفید
رہتا ہے امیر نے سریال سے فرمایا کہ اس کنوئیں کے منھ پر جو پتھر ہے اُسکو تو ہٹاؤ ذرا زور لگاؤ سریال نے
ہر چند زور کیا لیکن پتھر اپنی جگہ سے نہ ٹسکا امیر نے جو ٹھوکر ماری پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا سریال سے کہا کہ میں
اسکے اندر اُترتا ہوں تم اسی جگہ پر بہ ہوشیاری تمام حاضر رہنا اور اشقر سے زبان جنی میں کہا کہ خبردار یہاں سے
نہ ٹلنا اور کسی دیو کو اس کنوئیں کے اندر جانے نہ دینا ہرگز کسی کو آنے نہ دینا یہ کہکر کمند کے سہارے سے کنوئیں میں اُترے ایک دروازہ
دیکھا اسپر ایک تختہ سنگ کا لگا ہوا تھا اُس تختے کو جو ہٹایا یہ نظر آیا کہ سفید دیو ششدر و متحیر سر نیچے کیے ہوے مشوش تخت پر
بیٹھا ہوا ہے اور جس دیو نے امیر کے آنیکی خبر پہونچائی تھی اور امیر کے اس جگہ پہونچنے کی کیفیت سنائی تھی اُس سے پوچھتا ہے
کہ تو نے زلازل قاف کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور پہچانا اُسنے کہا کہ زلازل قاف گھوڑے پر سوار تھے اور آدمی پیادہ ہمراہ
تھے اور میں بخوبی زلازل قاف کو پہچانتا ہوں اُنکو خوب جانتا ہوں بولا کہ اس آدمی نے اٹھارہ برس قاف میں رہ کر تمام
دیوان قاف کا کھوج کھویا لاکھوں کو دریاے ہلاکت میں ڈبویا چنانچہ اُسی کی دہشت سے میں نے یہاں آکر سکونت اختیار کی
تھی سو بلاے آسمانی کیطرح سے یہاں بھی نازل ہوا اس جرأت کو تو دیکھو کہ کنوئیں کے اندر داخل ہوا معلوم ہوا کہ اپنی زندگی سے

ایام آخر ہوئے سب موت کے نشان ظاہر ہوئے یہ کہتا ہی تھا کہ صاحبقران نے نعرہ کیا سفید دیو بولا کہ اے
زلازل قاف میں تیرے خوف سے جلا وطن ہوا اور یہاں گوشے میں بیٹھنا اختیار کیا سب عزیز و اقربا کو چھوڑ دیا تو نے
یہاں بھی میرا پیچھا کیا اس گوشہ تنگ و تاریک میں گھیر لیا بہر حال مجھ سے بھی جہاں تک ہوسکیگا تقصیر نہ کرونگا حتی الامکان
بہت سی اذیت دونگا یہ کہکر سومن کا پتھر اُٹھا کے امیر کے سر پر مارا امیر کودکے الگ ہو بیٹھے زمین پر گرا پھر تو پتھر پھینکنے کو نیچے
پر جھکا امیر نے پیچھے سے ایک تلوار ایسی لگائی کہ سر پر سے کمر تک درآئی اور وہ دو ٹکڑے ہوکر گرا بولا کہ ایک ہاتھ اور بھی لگا دو اتنی
مہربانی فرماؤ کہ جلد اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو جاؤں ان زخموں کی اذیت نہ اٹھاؤں امیر نے فرمایا میں تیری غرض

پتھر اُٹھانے میں ایک ضرب شمشیر لگانا صاحبقران کا سفید دیو کو اور سر ٹپک کر مرنا اس کا

بخوبی واقف ہوں جو تیرا مطلب ہے سو نہ ہوگا سفید دیو مایوس ہوکے سر ٹپک کے مر گیا اور اپنی جان سے گذر گیا اور دیو
جو اُسکے ساتھ تھے اکثر مارے گئے بعضوں نے بھاگ کر اپنا راستہ لیا بعضے امان طلب ہوئے امیر نے اُنکو مسلمان کرکے
اپنا فرمانبردار بنایا اور فرمایا کہ تم قاف میں جاکر قریشہ کے پاس حاضر ہو وہاں جاکر اُسکی اطاعت کرو بعد ازاں سفید دیو
کا سر لیکر کنوئیں کے باہر آئے اور سر یال کو دکھا کر شکار بند میں لٹکا دیا دیوؤنکو اسطرح زیر کیا اور گھوڑے پر سوار ہوکے
وہاں سے روانہ ہوئے تھوڑی دور جاکے ایک مرغزار دیکھ کر شکار کھیلنے میں مصروف ہوئے سب کھٹکے دل سے موقوف ہو

شہید ہونا رستم پیلتن کا اہرمن شیر گردان والی باختر کی جنگ میں اور مارا جانا قندز شاہ و الجوش کا اہرمن کے ہاتھ سے

راویان سخن سنج اسطرح قصہ پرداز ہیں کہ رستم پیلتن نے دیکھا کہ امیر کو گئے ہوئے عرصہ ہوا اُنکی اب تک کچھ خبر نہ پائی کچھ اُنکی
کیفیت سننے میں نہ آئی بس ہم یہاں بیٹھ کر کیا کریں اس سے بہتر یہ ہے کہ جمشیدیہ میں جاکر طلسمات کی سیر کریں سر یال کے
بیٹونکو رہبر کرکے قضا و قدر سے مع فوج روانہ ہوا چند روز کے عرصہ میں طلسمات جمشیدیہ میں پہونچا اُسکو ٹوٹا دیکھ کر کہا کہ
معلوم ہوا کہ امیر اسکو توڑکر اور طرف گئے یہاں کے سب دیوؤنکا کام تمام کیا تب دوسرے ملک کا راستہ لیا مع فوج شہر کے

اندر جاکر گنبد کا جو دروازہ توڑا تو ایک تخت پر جمشید کی لاش دیکھی وہاں سے نکلکر خزانے کی کوٹھریاں کھولیں سانپ بچھوؤں کو مارا اور سریال کے بیٹوں سے کہا کہ باختر چلا چاہیے وہاں کی بھی سیر کیا چاہیے انھوں نے کہا کہ اہرمن شیر گرداں ناگے وہاں کا بادشاہ ہے بڑا صاحب حشمت و جاہ ہے اور ایک سو پچیس گز کا قد و قامت ہے اور تمام فوج و رعایا اسکی آدمخوار ہے وہ شہر گویا قہر پروردگار ہے وہاں جانا اچھا نہیں ہے وہاں سے کوئی زندہ پھرا نہیں ہے رستم نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے سریال کا وہ ہمزور ہے جب تو اسکا ایسا زور و شور ہے انھوں نے کہا کہ سریال سے کہیں زیادہ تر زورآور ہے وہ اس سے ہزار درجے بڑھکے دلاور ہے جب وہ ہمارے ملک میں آتا ہے باپ ہمارا اسکی دہشت سے پہاڑ پر بھاگ جاتا ہے رستم نے پوچھا کہ مرزبان زرد ہشت کہاں گیا وہ بولے کہ جب دن امیر نے سریال کو مسخر کیا اسدن وہ بھاگ کر اہرمن شیر گرداں کے پاس گیا وہیں اسنے قرار لیا رستم نے یاروں اور برادروں سے کہا کہ امیر تو سفید دیو کو مارنے گئے ہیں اور یقیناً پھرتے وقت باختر کو جاوینگے وہ اپنے تئیں اس شہر میں بھی ضرور پہونچا دینگے اگر امیر کے آنے تک ہم جاکر اہرمن شیر گرداں کو زیر کریں تو کیا نیکنامی حاصل ہو ہمارا نام بھی شجاعوں میں داخل ہو سبھوں نے کہا رضائے مولی از ہمہ اولی ہم تابعدار ہیں جیسا حکم ملیگا ویسا کرینگے آپکی اطاعت سے کبھی نہ پھرینگے رستم نے اسیدم کوچ کیا اور چند روز میں باختر کے متصل پہونچا مرزبان تو وہاں موجود ہی تھا اس نے رستم کے پہونچنے کی خبر اہرمن شیر گرداں کو دی اسکو انکے پہونچنے سے اطلاع کی وہ مردک بہت ہنسا اور مرزبان کو ہمراہ لیکر رستم کے لشکر کے قریب آکر للکارا کہ اے بکریو جسکو آرزو گلا کٹوانے کی ہے وہ میرے سامنے آوے اس میدان میں آکر اپنا گلا کٹوا دے قندز مرشبان رستم سے رخصت لیکر اس سے مقابل ہوا اور شہید ہوا آدمخواروں نے دوڑکر اسکی بوٹی بوٹی تقسیم کرلی ہڈی پسلی سب نوش کی الجوش نے جاکر اہرمن شیر گرداں کے شکم میں اس زور سے پیش قبض ماری کہ ہاتھ تک الجوش کا گھس گیا لیکن اسکو کچھ ضرر نہ ہوا اس صدمہ سے وہ ہرگز خبر نہ ہوا اہرمن شیر گرداں نے الجوش کو پکڑکے چاہا کہ اسکو بھی چبا ڈالے مگر وہ بہزار وقت اس سے الگ ہوا اور حربے کرنیلگا آخر لڑتے لڑتے اس آدمخوار نے الجوش کو پکڑکے کچا چبا ڈالا رستم نے دیکھا کہ دو پہلوان نامی شہید ہوئے جھنجھلا کر گھوڑے کی باگ لی اسکے مقابلہ کی جرأت کی اہرمن شیر گرداں نے گرز رستم کو مارا رستم نے اسکو ڈھال سے روکرکے ایک تلوار ایسی لگائی کہ اگر اسپر پڑتی تو وہ دو ٹکڑے ہو جاتا کہیں نشان تک نظر نہ آتا مگر اسنے خالی دی رستم نے گھوڑے سے کودکر اسکے دونوں بازو پکڑکے یہاں تک زور کیا کہ پردہ شکم پھٹ گیا قاسم خاوری نے دیکھا کہ رستم سست ہو گیا ہے ایسا نہ ہو کہ مارا جائے گھوڑا کودا کر ایک نعرہ مارا اور اپنے باپ کو پیچھے ہٹا کر آپ اس سے لڑنے لگا رستم کو لشکر میں لیگئے اہرمن شیر گرداں نے قاسم سے پوچھا کہ وہ کون تھا اور تو کون ہے قاسم نے کہا کہ وہ میرا باپ تھا اور حمزہ کا بیٹا تھا اہرمن بولا کہ باوجود رہنے حمزہ کے اسنے کیوں اپنی جان دی اسکے باپ نے مدد کیوں نہ کی قاسم بولا کہ امیر سفید دیو کے مارنے کو گئے ہیں لشکر میں نہیں ہیں اہرمن بولا کہ حمزہ لشکر میں نہیں ہے تو میں تم لڑکوں کے ساتھ کیا لڑوں مجھ کو لازم نہیں ہے کہ تمہارا مقابلہ کروں یہ کہکر اپنے گھر کو چلا گیا

وہ تو ادھر گیا قاسم مع سپاہ اپنے لشکر میں آیا دیکھا کہ رستم جان بحق تسلیم ہوا اسی صدمہ سے موتجیب عجرد کا لشکر اسلام میں ماتم پڑا کہ جسکی تحریر سے جگر خامہ شق ہوتا ہے سننے والونکا کثرت غم سے جگر شق ہوتا ہے القصہ رستم کو تجہیز و تکفین کر کے سب لوگ امیر کا انتظار کرنے لگے امیر جب شکار سے فارغ ہوکر جمشیدیہ کو آئے لشکر کے اندر بیکسی علامت دیکھ کر بحرروے فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے کہ رستم یہانتک آیا تھا یہ شبہہ اُسنے اپنے تئیں یہانتک پہونچایا تھا جمشیدیہ کو زیر و زبر کرکے باختر لیکر گیا خدا اُسکو چشم زخم دوزگار سے بچادے مجھ کو اُسے صحیح و سالم دکھادے کیونکہ میرا دل خود بخود بیٹھا جاتا ہے کچھ میرا منہ کو آتا ہے یہ کہکر امیر باختر کیطرف روانہ ہوئے جب قریب پہونچے جتنے یار و فرزند تھے سب سر و پا برہنہ روتے ہوئے امیر کے قدموں پر گرے امیر رستم و قند زوالجوش کی سنانی سنکر مرکب سے زمین پر گر پڑے اور خاک پر لوٹنے لگے نہایت بیقرار ہوئے بڑے غم و اندوہ میں گرفتار ہوئے یاروں نے دیکھا کہ امیر کا حال ابتر ہے بالاتفاق کہا کہ یا امیر اگرچہ قضاو قدر سے چارہ نہیں ہے اللہ کے حکم میں دم مارنیکا یارا نہیں ہے لیکن تمام یار و فرزند تمھارے رستم کے غم میں گرفتار ہیں اور سب سے زیادہ تر تمھارا حال دگرگوں ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ چندے جنگل کیطرف چل کے سیر و شکار سے غم غلط کیجیے اپنے دل بیقرار کو تسکین دیجیے آخر ہر طرح سے سمجھا کر امیر کو لوگ جنگل کیطرف لیگئے ناگہاں مرزبان زردہشت ہرمن سے رخصت ہوکر شہر رخام کو جاتا تھا اثنا راہ میں اُسنے سُنا کہ حمزہ مع یاران و فرزند شکار میں مشغول ہے بیٹے کے رنج میں اُسکو بڑی زحمت اور سب طرف سے غفلت ہے یہی وقت فرصت ہے ایک جادوگر کو بلاکر ایک گھوڑا جادو کا مع زین و سازہ مرصع تیار کروایا اور اُسکو صحرا میں ایک طرف کھڑا کر کے آپ کچھ لوگوں سے کمین گاہ میں بیٹھا جو اُن کے آنیکی راہ تھی اُسی راہ میں بیٹھا اتفاقاً سعد بن عمرو شکار کرتے کرتے اُس طرف کو جا نکلا گھوڑے کو دیکھتے ہی اچھل پڑا فوراً اپنے گھوڑے سے اُتر کر اُسپر سوار ہوکر ایک چابک لگایا وہ گھوڑا ہوا سے ہوا ہوا ہرچند سعد نے اُسکی لگام کو کھینچا لیکن گھوڑا نہ تھما سعد نے تلوار نکالکر اُس گھوڑے کی گردن پر ماری گھوڑا سوار سمیت زمین پر گر پڑا مرزبان نے دوڑ کر سعد کو باندھ لیا اُسکو قید کیا اور رخام کیطرف روانہ ہوا جسوقت گاؤلنگی کے پاس پہونچا سعد کو حاضر کر کے کہا کہ یہ پوتا حمزہ کا ہے اور لشکر اسلام کا بادشاہ ہے اُسکو زیر کر کے میں لایا ہوں سعد بولا کہ اے گاؤلنگی یہ جو کہتا ہے کہ میں زیر کر کے لایا ہوں اسکو حکم دے کہ تیرے سامنے یہ مجھ سے لڑے زیر کرنا معلوم ہو جائیگا جب میرا اس کا مقابلہ ہوگا تب تو جھوٹ سچ میں امتیاز ہوگا گاؤلنگی بولا کہ راست ہے مجھ کو منظور ہے جو کچھ تیری درخواست ہے سعد کے بند کھلوا دیے سعد نے یہ سب حال سبھوں سے بیان کیا مرزبان نے گرز اُٹھا کر سعد پر مارا سعد نے خالی دیکر مرزبان کے دونوں بازو پکڑ لیے اور نعرہ کر کے سر پر اُٹھا لیا کئی ہاتھ سر سے بلند کیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا مرزبان نے چاہا کہ اُٹھے گاؤلنگی نے کہ منصف مزاج تھا مرزبان کو گرز مار کر مار ڈالا اور سعد کو احسنت و آفرین کر کے گلے سے لگایا اور اپنے پہلو میں تخت پر بٹھلایا اور کہا کہ اے فرزند یہ تیرا گھر ہے خاطر جمعی سے رہ میں تجھ کو رخصت کرتا مگر اسواسطے رکھتا ہوں کہ حمزہ تیرے واسطے یہاں ضرور آویگا تیرے دیکھنے کے لیے وہ یہاں آنیکی مشقت ضرور اُٹھاویگا اور میں مدت سے

حمزہ کا مشتاق ہوں پس تیرے سبب سے حمزہ سے ملاقات ہوگی بہت خوش ہونگا جب مجھ سے اُس سے بات ہوگی سعد
گاؤلنگی کی اُلفت ومحبت دیکھکر بخوشی رہنے لگا اُسکے التفات کا شکر ہردم کرنے لگا بدیع الزمان نے جو سعد کے گھوڑے کو
خالی اور جادو کے گھوڑے کو مُوا دیکھا حیران ہوا اس حال کو دیکھکر بہت پریشان ہوا کہ سعد کہاں گیا ادھر اُدھر خوب سی
تلاش کی مگر کہیں ٹھکانا نہ لگا دست پاچہ ہوکر یاروں سے کہا کہ بڑا غضب ہوا سعد غائب ہے مجھکو اُسکی تلاش واجب ہے امیر
ہنوز رستم کے ماتم سے فارغ نہیں ہوے ہیں سعد کے گم ہونیکی جو خبر سن لینگے تو اور بھی حال اپنا زبوں کرینگے فرط غم والم سے جگر
اپنا خون کرینگے چلیے سعد کو تلاش کر کے لے آیا چاہیے قیاس چاہتا ہے کہ یہ بدذاتی مرزبان کی ہے خیر کیا مضائقہ ہے اگر اللہ
چاہے تو وہ میرے ہاتھ سے بڑی ذلت اور خفت اُٹھائے یہ کہکر سعد کی تلاش میں نکلا کئی دن کے بعد ایک شہر نظر آیا معلوم ہوا
کہ یہاں کا حاکم طاؤس باختری داماد دوم گاؤلنگی ہے یاروں سے کہا کہ سعد کو یہاں دریافت کرنا ضروری ہے شاید مرزبان
نے یہاں لاکر رکھا ہو یہ سوچکر ایک نامہ طاؤس باختری کو لکھا کہ اے طاؤس باختری آگاہ ہو کہ سعد نامے میرے بھتیجے کو مرزبان
فریب کر کے لے آیا ہے میرے گمان میں ہے کہ اُسکو یہاں چھپایا ہے اگر تیرے پاس لاکر رکھا ہو تو اُسکو میرے پاس بھیجدے اور
مرزبان کو بھی باندھ کر میرے یاروں کے حوالے کر نہیں تو تیرے ملک کو بے چراغ کر دونگا اور تجھ کو بھی ذلیل کرونگا فقط ہردم
بردعی نے جاکر طاؤس باختری کے ہاتھ میں نامہ دیا اُسنے پڑھکر پھاڑ ڈالا ہردم نے گرز گھماکر اس زور سے طاؤس باختری
کو مارا کہ تخت اسکا تختہ تابوت ہوگیا کفار نے ایک ہنگامہ برپا کیا اور ہردم کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہردم نے گرز گھمانا
اور کفار کو مارنا شروع کیا بدیع الزمان یہ خبر سنکر یاروں سمیت ہردم کی مدد کو دوڑے اور کفار کو طعمۂ نہنگ شمشیر کرنے لگے
جب صدہا کافر مارا گیا بقیۃ السیف نے امان مانگی بدیع الزمان نے انکو امان دی اور کفار کے سرونکو یکجا پر ڈھیر کر دیا اور سب کے
اوپر طاؤس باختری کا سر رکھا اور وہاں سے آگے کو چلے دو دن کے بعد تیسرے شہر میں پہونچے وہاں تیسرا داماد گاؤلنگی کا حکومت
کرتا تھا اُسکو بھی بدیع الزمان نے بمضمون سابق خط لکھکر ہردم بردعی کے ہاتھ بھیجا اور وہ بھی بقصور بے اعتدالی ہردم
کے ہاتھ سے مارا گیا اور بدیع الزمان نے جاکر اس شہر کے سکنہ کو زیروزبر کیا اور بقیۃ السیف کو امان دیکر آگے کو روانہ ہوا
چند روز میں شہر رخام میں پہونچا اور نامہ بمضمون بالا گاؤلنگی کے نام لکھکر ہردم کے ہاتھ بھیجا اور زبانی پیام دیا کہ اگر میرے
کہنے پر عمل نہ کریگا تو میرے ہاتھ سے بے موت مریگا ہردم نے دیکھا کہ ایک ہی تخت پر گاؤلنگی وسعد بیٹھے ہوے ہیں ہردم
گاؤلنگی کا قد وقامت دیکھکر متحیر ہوا کہ اس قد کا آدمی بھی خدا نے پیدا کیا ہے کہ جسکے دیکھنے سے خوف آتا ہے گاؤلنگی نے
ہردم کو سہما دیکھکر بکمال نرمی واخلاق کہا کہ ہردم خوش آمدی بیا خانۂ تست یہ کہکر بملائمت اُس سے کہا کہ اگرچہ بدیع الزمان
نے میرے دو داماد ونکو مارا ہے مگر میں بپاس حمزہ اُنکے خون سے درگذرا باوجود قدرت کے اُس سے انتقام نہ لیا ہردم اخلاق
گاؤلنگی کا دیکھکر بکمال خجل ہوا کہ اسکا یہ اخلاق اور نامہ کا وہ مضمون مگر مجبور نامہ بغیر دیے نہ بنتا تھا کہ نامہ بر ہوکے گیا تھا نامہ گاؤلنگی
کے ہاتھ میں دیا اور پیام زبانی بھی ادا کیا گاؤلنگی نامہ پڑھکر سعد سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے سعد میں نے تمھارے ساتھ

کیا برائی کی ایسی کیا اذیت دی کہ جسکے عوض میں تمہارے چچا نے اسطرح کا نامہ لکھا ہے کہ اُسکے پڑھنے سے مجھ کو ملال ہوا سعد نے کہا کہ وہ تو واقف نہیں ہیں کہ تم نے اس لطف و کرم سے مجھ کو رکھا ہے اگر ایسا جانتے تو ہرگز ایسا نہ لکھتے گاؤ لنگی بولا کہ البتہ یہ بات بھی سچ ہے ہردم کو خلعت دیکر کہا کہ اچھا تم جاؤ اور میری طرف سے بدیع الزمان کو بعد سلام کے یہ پیغام سناؤ کہ فی الحقیقت سعد کو مرزبان دغا سے لایا تھا میں نے اُسکو اُس قصور پر جہنم واصل کیا اور سعد کو تا آنے حمزہ کے اپنا مہمان کیا اور کہا آپ یہاں آرام فرمایئے ہرگز نہ گھبرایئے کہ مجھ کو حمزہ سے ضرورت داعی ہے پس تم بھی تا آنے حمزہ کے سیر و شکار میں مصروف رہو رسد تمہارے واسطے پہونچا کریگی اور اگر مجھ سے لڑنیکا قصد کروگے تو انجام اُسکا پشیمانی ہے بدیع الزمان نے پیام گاؤ لنگی کا سنکر کہا کہ نقارہ کوچ کا بجایا جائے میدان میں پر افوج کا جمایا جائے میں بھی کھڑے کھڑے سعد کو اُس سے لونگا کوئی عذر اُسکا نہ سنونگا ہرگاہ بدیع الزمان مع فوج قلعہ کے متصل پہونچے گاؤ لنگی نے سعد سے کہا کہ معلوم ہوا کہ بدیع الزمان محض نادان ہے بہرحال تم قلعہ کے برج میں بیٹھکر تماشا دیکھو میں تنہا جاکر بدیع الزمان کو گوشمالی دے آتا ہوں یہ کہکر گاؤ لنگی زرگاؤ پر سوار ہوکے قلعہ سے نکلا تمام یاروں نے بدیع الزمان کو منع کیا کہ آپ گاؤ لنگی سے نہ لڑیں مگر بدیع الزمان نے نہ مانا گھوڑیکی باگ اُٹھائی لندھور نے گھوڑے کی باگ پکڑ کے کہا کہ آخر ہم کس دن کے لیے ہیں ہرچند بدیع الزمان نے انکار کیا لیکن لندھور نے نہ مانا خود جاکر گاؤ لنگی سے مقابلہ کیا گاؤ لنگی نے پوچھا کہ اے جوان اپنا نام و نشان بتا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے اور تیرا کہاں مقام ہے بولا کہ خسرو ہندوستان ملک لندھور بن سعدان گرد میرا نام ہے ہرچند اٹھارہ ہزار جزیرے کا بادشاہ ہوں لیکن امیر حمزہ کا غلام ہوں گاؤ لنگی بولا کہ آوازہ تیرا میرے کان تک پہونچا تھا اچھا لا کیا حربہ رکھتا ہے لندھور نے کہا کہ حمزہ کے آئین و مذہب میں پیشدستی منع ہے پہلے تو حربہ کر پیچھے میں سمجھ لونگا جو کچھ مجھ سے بن آئیگا کرونگا یہ سنکر گاؤ لنگی نے ایک گرز بقوت تمام لندھور کے سر پر مارا لندھور نے بمشقت تمام اُسکے گرز کو رد کیا اور اپنی جگہ پر قائم رہا گاؤ لنگی نے کہا کہ اب تو وار کر لندھور نے کہا کہ ابھی دو حملے تو اور کرلے تو میں جواب دونگا گاؤ لنگی نے تعریف کر کے کہا کہ اے لندھور سچ ہے کہ تو بڑا بہادر ہے نہیں تو آج تک کوئی میرا گرز کھا کر سامنے میرے قائم نہیں رہا اچھا تو جا کر اپنے خیمے میں آرام کر دوسرے پہلوان کو بھیج لندھور نے کہا کہ میں بے پھیرے تیرے خیمے کیطرف منہ نہیں پھیر سکتا گاؤ لنگی نے قبول کیا اور میدان سے پھر گیا ملک لندھور اپنے خیمے میں آیا یہ حال سب کو سنایا ہرگاہ پھر گاؤ لنگی میدان میں آکر للکارا مالک اشتر اُس سے مقابل ہوا اور گرز کھا کر سست ہوا گاؤ لنگی نے دوسرا پہلوان طلب کیا سر برہنہ تیغشی میدان میں آیا نہایت دلاوری سے گھوڑا کودایا گاؤ لنگی نے کہا کہ اے پہلوان سپر سر کی پناہ کر میں گرز مارتا ہوں سر برہنہ تیغشی بولا کہ میں سر ہی پر گرز کو روکا کرتا ہوں ایسے حربوں سے نہیں ڈرتا ہوں تو حربہ کر گاؤ لنگی نے گرز کھا کر جو مارا سینہ سر برہنہ تیغشی کا صندوق سر ہو گیا دیوانہ تیغشی نے جاکر مقابلہ کیا گاؤ لنگی نے ضرب گرز سے اُسکو بھی مع اسپ پست کیا اُسکو بھی زیردست کیا اور زین پر سے اُتر کر دونوں

لاشیں لیجا کر بدیع الزمان کے سامنے رکھ کر بولا کہ اے شاہزادے تو نے یہ دو پہلوان قوی ہیکل عبث میرے ہاتھوں برباد
کروائے مفت میں جان سے مروائے اور مجھکو اپنے باپ سے شرمندہ کیا بہر حال جو ہوا سو ہوا اب بھی لڑنے سے باز آ اور
جنگ کا ارادہ ہرگز اپنے دلمیں نہ لا اور اگر تجھ کو میرا قتل کرنا منظور ہے تو میں اسیواسطے تنہا آیا ہوں لے مجھکو مار شوق سے
میرا سر میری گردن سے اُتار بدیع الزمان نے کہا کہ میں جلاد تو ہوں نہیں کہ بے بس کر کے ماروں تو ہتھیار باندھ کر میرے
سامنے آ تا میرا بھی جوہر تجھے معلوم ہوگا گاؤلنگی مجبور مسلح ہو کر اپنے بیل پر سوار ہوا اُسکے مقابلہ کو تیار ہوا اور شاہزادے
کے سامنے آ کر بہت عذر کرنے لگا کہ امیر کے غائبانہ جنگ کرنا اچھا نہیں ہے حمزہ کے روبرو ارمان نکال لینا بدیع الزمان کب مانتا تھا
آخر گاؤلنگی نے گرز بدیع الزمان کو مارا بدیع الزمان نے اُسکو رد کیا اور کہا کہ دو حملے اور کر گاؤلنگی نے دو حملے اور کیے
شاہزادے نے اُنکو بھی رد کیا تب تو گاؤلنگی برسر حساب ہو کر شاہزادے کی تعریف کرنے لگا اور کہا کہ دعوئی جنگ کا غلط
نہ تھا بدیع الزمان نے گرز اُٹھا کر گاؤلنگی پر اس زور سے مارا کہ اُسکے صدمہ سے گاؤلنگی کا بیل مر گیا اور گاؤلنگی کے
ہر بن مو سے عرق ٹپکنے لگا شاہزادہ اپنے مرکب سے کود کر شام تک گاؤلنگی سے گرز بگرز تیغ بہ تیغ نیزہ بہ نیزہ لڑا کیا معرکہ
قتال میں داد شجاعت دیا کیا یہ خبر امیر کو ہوئی کہ مرزبان سعد کو دغا سے پکڑ لیگیا اور بدیع الزمان اُسکے تعاقب میں تا رخام
پہونچا امیر نے عمرو سے فرمایا کہ میں تو جب تک ہرمن شیر گرداں کی مہم سر نہ کرونگا تب تک یہاں سے نہ ٹلونگا لیکن تم جا کر
میرے فرزندوں اور یاروں کی خبر لاؤ عمرو بن امیہ ہوا کے مانند وہاں سے ہوا ہوا اور بہت جلد رخام میں پہونچا دیکھا کہ بدیع الزمان
اور گاؤلنگی سے لڑائی ہو رہی ہے باخود ہا تیغ آزمائی ہو رہی ہے سرداران لشکر دوڑ کر عمرو سے بغلگیر ہوئے گاؤلنگی نے عمرو
کو دیکھا ہاتھ لڑائی سے کھینچا اور عمرو سے باتیں کرنے لگا عمرو نے کہا کہ فضل الٰہی سے آپ کوتاہ قامت ہیں اس سے
بات سنائی نہیں دیتی آپکے پاس آ کر بیٹھوں تو آپکے کلام سے محظوظ ہوں یہ کہکر ایک جست کر کے گاؤلنگی کے ہاتھ پر جا بیٹھا
اور کہنے لگا کہ میں نے تیری جوانمردی کا شہرہ جب سے سنا تھا تب سے تیرے دیکھنے کا مشتاق تھا مگر بڑا تعجب ہے کہ تو امیر کے
غائبانہ امیر کے فرزند سے لڑتا ہے اور امیر کے پہلوانوں کو شہید کرتا ہے گاؤلنگی بولا کہ میرا اسمیں کچھ قصور نہیں ہے کوئی
بات امیر کے خلاف کروں یہ ہرگز میرا مقدور نہیں ہے جو کچھ کیا شاہزادے کے اصرار سے کیا ورنہ میں نے کیا کیا غدر
نہیں کیا اور نہایت عجز کرتا رہا کہ میرے کلام کا تمام لشکر امیر کا گواہ ہے اب تم آئے ہو خدا کے لیے شاہزادہ کو منع کر دو
مجھکو امیر سے خجالت نہ ہووے عمرو نے بدیع الزمان کو سمجھا کر رزمگاہ سے پھیرا اور آپ گاؤلنگی کے ساتھ قلعہ میں
گیا ہر چند عمرو نے رخصت طلب کی مگر گاؤلنگی نے نہ مانا اُس شب کو اپنے یہاں مہمان رکھ کر کہا کہ میں آج تمہارا تماشا
دیکھا چاہتا ہوں مجھ سے لوگوں نے تمہاری تعریف زیادہ از حد بیان کی ہے یہ کہکر کھانا منگوا کے مع سعد و عمرو
نوشجان کیا اور شراب و کباب کھا پی کے کہا کہ اور تو تجھ میں سب خوبیاں ہیں مگر ایک عیب ہے کہ تو داڑھی منڈواتا ہے اپنے
اس فعل قبیح سے مردوں کے سامنے نہیں شرماتا ہے عمرو بولا کہ سات سو درم اپنی داڑھی کا بھی خراج دلوائیے اس دن

واجب الادا کے دینے میں ہرگز دیر نہ لگائیے ورنہ یہ داڑھی رہنے نہ پائیگی گاؤ لنگی نے کہا تب ہی میں تجھ کو مرد جانونگا جب تو میری داڑھی مونڈیگا اور میں ہرگز آزردہ نہ ہونگا عمرو بولا کہ تمکی ذرا داڑھی مونڈنی کچھ مشکل نہیں ہے بہت اچھا آج میں رات کو آپ کی داڑھی مونڈونگا خبردار رہیے گا اس بات سے بہت ہشیار رہیے گا گاؤ لنگی ارکان دولت کو رخصت کرکے تنہا تخت پر بیٹھ کر شراب پینے لگا غرض یہ تھی کہ جاگ کر سحر کر دیجیے کسی طرح سے غفلت نہ کیجیے ایسا نہ ہو کہ عمرو غافل پاکر اپنے کیے پر عمل کرے عمرو کی سنیے اُسنے دیکھا کہ گاؤ لنگی تنہا تخت پر بیٹھا ہے اور شراب پی رہا ہے تاج سر پر رکھکر اُسکے قریب آیا اور باتوں میں بہلایا پھر چند مثقال داروے بیہوشی صراحی میں ڈالدی دانشمندی سے ایسی چالاکی کی گاؤ لنگی نے تین چار جام پیے تھے کہ بیہوش ہوکر تخت پر گر پڑا عمرو نے نصف داڑھی مونڈ کر گاؤ لنگی کو ہوش میں لاکے دور سے سلام کیا اور کہا کہ ذرا آئینہ دیکھیے گاؤ لنگی نے جو آئینہ دیکھا تو نصف داڑھی منڈی پائی عمرو کی تعریف کرکے بولا کہ حقیقت میں تو شاہ عیاران روزگار ہے جیسا میں نے سنا تھا اُس سے زیادہ پایا مگر اب کوئی تدبیر ایسی کیا چاہیے کہ داڑھی بدستور میرے منہ پر ہو جائے کوئی اس بات سے اطلاع نہ پائے نہیں تو ارکان سلطنت کے روبرو سخت مجھ کو خجالت ہوگی عمرو نے وہ نصف بھی مونڈ ڈالی اور داڑھی جعلی زنبیل سے نکالکر اُسکے چہرے پر لگادی مثل اصلی داڑھی کے بنادی اور کہا کہ جبتک گرم پانی سے نہ دھوئیگا یہ داڑھی قائم رہیگی مخلوق اسکو ہرگز داڑھی جعلی نہ کہیگی گاؤ لنگی نے جو آئینہ دیکھا تو واقعی داڑھی بدستور چہرے پر موجود ہے جب صبح ہوئی گاؤ لنگی نے سرو بار رسات سو تمن خلعت پر اضافہ کرکے عمرو کو دیے اور رخصت کیا عمرو نے وہاں سے آکر بدیع الزمان کو بخوبی سمجھا دیا کہ جب تک امیر نہ آویں یہاں تشریف نہ لاویں خبردار خبردار گاؤ لنگی سے نہ لڑنا یہ کہکر امیر کے پاس روانہ ہوا کئی دن میں پہونچکر تمام کیفیت مفصل بیان کی یہاں کے حال سے اُنکو خبر دی امیر نے دیوانہ حبشی سر برہنہ حبشی کے لیے بہت غم کیا اُن دونوں کا بڑا ماتم کیا صبح کو اہرمن شیر گردان کوس جنگ بجا کر میدان میں آیا بہت سے کلمے فخر کے زبان پر لایا امیر بھی صف آرائی کرکے اہرمن شیر گردان سے مقابل ہوے امیر پر اُسنے گرز چلایا امیر نے اُسکو خالی دیکر فرمایا کہ اور دو حملے کر لے اُسنے جھنجھلا کر اس زور سے گرز مارا کہ اشقر فریاد کرنے لگا الغرض تیسرا حملہ بھی جب کر چکا امیر نے پہلے ہی اُسکے مرکب کو بیجان کیا اور خود اشقر پر سے کود کر اُسکے مقابل ہوے تھوڑی دیر تلک گرز چلا بعد ازاں تلوار چلی پھر نیزہ بازی کرکے کمند کے پیچھے ایک نے دوسرے پر پھینکے لیکن کسی سے باندھا نہ گیا شام ہوتے سے دونوں لشکر اپنے اپنے خیمہ گاہ کیطرف پھرے دوسرے دن بھی لڑتے لڑتے شام ہوگئی اور کوئی کسی پر غالب نہ ہوا تیسرے دن بھی علی ہذا القیاس چوتھے دن امیر نے نعرہ کرکے اُسکو سر پر اٹھالیا اور چرخ دیکر زمین پر دے مارا اور عمرو سے کہا کہ باندھ لے عمرو اہرمن کو باندھ کر لے گیا اور امیر تلوار کھینچکر اُسکے لشکر میں گھسے جو مسلمان ہوا اُسکو امان ملی باقیماندہ تہ تیغ بیدریغ کیے گئے یاروں نے عمرو سے کہا کہ امیر اہرمن کو بھی نہ مارینگے تو رستم کے خون کا قصاص کر عمرو نے اُسیدم سیسہ گرم کرکے اُسکے کانوں میں ڈال دیا

وہ مردک واصل جہنم ہوا امیر نے آکر عمرو سے فرمایا کہ اہرمن کو میرے سامنے لاؤ عمرو نے کہا کہ اُس سے خون رستم کا قصاص لیا گیا امیر چپکے ہو رہے دوسرے دن امیر نے فرمایا کہ آدم خورے جو قلعہ بند ہوئے ہیں انکو مع قلعہ سرنگ لگا کر اُڑا دو عمرو نے فی الفور سرنگ کھدوا باروت بچھا قلعہ کو اُڑا دیا امیر کے کہنے پر عمل کیا جتنے آدم خورے تھے سب فی النار والسقر ہوئے امیر نے اہرمن شیر گردان کی لڑائی فتح کر کے کوچ کیا چند روز میں رخام کے متصل پہونچے گاؤ لنگی نے امیر کے آنیکی خبر سنکر سعد کو لباس فاخرہ پہنا کے باتحائف و سوغات امیر کے پاس بھیجدیا اور اُنکے ہمراہیوں کو بھی نقد و جنس دیکے بہت خوش کیا امیر نے سعد کو گلے سے لگایا اور گاؤ لنگی کے سلوکات سنکر بہت راضی و شاکر ہوئے صبح کو گاؤ لنگی کوس حربی بجا کر میدان میں آیا معرکہ قتال میں اپنی فوج کا پرا جمایا امیر بھی مسلح ہو کر رزمگاہ میں گئے گاؤ لنگی نے امیر کو کوتاہ قامت دیکھ کر گمان دوسرے پہلوان کا کیا کہنے لگا کہ اے پہلوان مجھ کو کام حمزہ سے ہے تجھ سے سروکار نہیں ہے ایسے ایسے پہلوانوں سے لڑنا میرا شعار نہیں ہے تو جا حمزہ کو بھیجدے کہ وہ آکر میرا مقابلہ کرے امیر نے فرمایا کہ حمزہ بن عبد المطلب میں ہی ہوں گاؤ لنگی بولا کہ یا امیر میں سمجھا تھا کہ تم مجھ سے طویل القامت و قوی ہیکل ہو گے اسی قد و قامت پر تم نے ہزاروں پہلوان گردنکش کو خستہ و مطیع اور قاف میں دیوان زبردست کو زیر دست کیا ہے امیر نے فرمایا کہ اگر میں ضعیف الجثہ ہوں تو کیا ہوا میرا یاور تو بہت بڑا توانا ہے جسکے سامنے آسمان و زمین کا وجود کچھ اصل نہیں رکھتا ہے ہاں کیا حربہ رکھتا ہے لا میرے سامنے آکر ذرا اپنی جوانمردی دکھا گاؤ لنگی نے کہا کہ پہلے تم حربہ کرو میں تمھاری قوت کو دیکھوں کہ کیسی ہے امیر بولے کہ ہم خدا پرستوں میں سبقت کرنیکا دستور نہیں ہے گاؤ لنگی نے متواتر متوالی تین حربے امیر پر کیے امیر کے ہر بن مو سے عرق تو نکل آیا مگر مردانہ وار سامنے اُسکے قائم رہے پیچھے پاؤں نہ ہٹایا گاؤ لنگی بکمال متعجب ہوا کہ اسقدر قوت ہے اللہ کی قدرت ہے بارے امیر نے گیارہ سومنی گرز گاؤ لنگی پر اس زور سے لگایا کہ اُسکی دھمک سے گاؤ لنگی کی سواری کا بیل مر گیا اور اُسپر بھی صدمہ آیا گاؤ لنگی نے چاہا کہ امیر کے مرکب کو بھی پے کرے امیر کود کر اُسکے سامنے ہوئے گاؤ لنگی نے دو تلواریں امیر کو ماریں اگرچہ چار انگل سپر امیر کی کٹ گئی مگر اُسکی بھی تلوار ٹوٹ گئی شمشیر اُسکے قبضے سے چھوٹ گئی گاؤ لنگی نے قبضہ پھینک کر امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا امیر نے اُسکی دوال کمر تھامی شام تک بایکدیگر زور ہوا گاؤ لنگی نے کہا کہ یا امیر شب استراحت کے لیے ہے اسوقت آرام کیجیے اب مجھ کو مہلت دیجیے صبح کو جو ہونی ہوگی سو ہوگی امیر نے فرمایا کہ بے یکسوئی کیے میں نہیں پھرنیکا دونوں کے مطبخ سے کھانا آیا بایکدیگر بیٹھ کر کھانا کھایا اور چند شراب کے ساغر پیکر مشعلوں کی روشنی میں پھر زور کرنے لگے راوی لکھتا ہے کہ اکیس شبانہ روز برابر امیر و گاؤ لنگی لڑے دونوں شخص خوب میدان میں اٹے کوئی فن سپاہگری کا ایسا نہ تھا کہ طرفین سے باقی رہگیا ہو آخر بائیسویں دن امیر نے گاؤ لنگی سے فرمایا کہ کوئی فن سپاہگری کا باقی نہیں رہا اب تم ہمارا لنگر اُٹھا دو اور ہم تمھارا جس سے جسکا لنگر اُٹھ جائے وہ حلقۂ اطاعت میں در آئے گاؤ لنگی نے بخوشی تمام قبول کیا اور ہنسکر امیر کو

جواب دیا اور کہا کہ یا امیر اس شرط سے تم چوکے اور بڑی خطا کی جو یہ شرط درمیان میں دی بڑے بڑے عظیم الشان درخت جڑ سے اکھیڑ کر پھینک دیتا ہوں تنکے کیطرح جڑ سے اکھیڑ لیتا ہوں آپکا لنگر ان درختوں سے زیادہ نہیں ہے امیر نے فرمایا کہ اچھا کیا مضائقہ ہے ابھی معلوم ہوا جاتا ہے گاڈ لنگی نے اسقدر زور کیا کہ انگلیاں پھٹ کر خون نکل آیا ادہ ناک و کان سے بھی خون جاری ہوا غش اُسکے اوپر طاری ہوا لیکن امیر کا لنگر اُٹھ نہ سکا امیر تا کمر زمین میں دھنس گئے گاڈ لنگی سُست ہوکر بولا کہ یا امیر مجھ میں جہانتک زور تھا کر چکا امیر نے فرمایا کہ ہوشیار ہو جا میں نعرہ کرتا ہوں وہ بولا کہ جتنا جی چاہے اُتنا شور و غل کیجیے میں لڑکا تو ہوں نہیں کہ دہل جاؤنگا تمھاری آواز سے خوف کھاؤنگا امیر نے نعرہ اللہ اکبر جو کیا سولہ کوس تک دشت کانپ گیا اور گاڈ لنگی کو سر پر اُٹھا کے چرخ دے کے بسہولت زمین پر رکھ دیا اُسکا سب دعویٰ باطل کر دیا پھر عمرو سے فرمایا کہ اسکو باندھ لے اب اسکو ذرا مہلت نہ دے گاڈ لنگی بولا کہ امیر مجھے باندھتے کسواسطے ہو میں تو آپکے رشتۂ اطاعت میں بندھا ہوا ہوں امیر نے فرمایا کہ تو پھر اسلام قبول کر اُسنے اُسیدم بصدق دل کلمہ پڑھا امیر نے اُسکو گلے سے لگایا اور سب کو اُسکے مسلمان ہونیکا مژدہ سنایا اور خیمے میں لیجا کر تمام پہلوانوں سے ملوایا گاڈ لنگی امیر کو مع یاروں کے اپنے شہر میں لے گیا اور چالیس دن امیر کو جشن میں مشغول رکھا

روانہ ہونا امیر کا باختر کیطرف اور قتل کرنا کاخ باختر نامی وہانکے بادشاہ کو

راوی لکھتا ہے کہ بعد جشن کے امیر نے گاڈ لنگی سے پوچھا کہ اب یہاں سے آگے کون شہر ہے اُسنے کہا کہ کاخ باختر شہر ہے اور باختر اُس شہر کا نام ہے بہت اچھا مقام ہے مگر کاخ باختر وہانکا بادشاہ آدمخوار اور ایک سو ساٹھ گز کا قد اور پہلوانی میں ضرب المثل ہے جرأت اور بہادری میں بھی بے بدل ہے ہرگاہ وہ میرے شہر میں آتا ہے میں اُسکے خوف سے لڑکے بالے لیکر پہاڑ پر بھاگ جاتا ہوں اُسکے ظلم سے اپنی جان بچاتا ہوں کہ وہ مجھ سے کہیں زبردست ہے گویا وہ ایک فیل مست ہے اور علاوہ اسکے خود بھی جادوگر ہے اور رفیق بھی اُسکے جادوگر ہیں اس فن میں بڑے ہنرور ہیں امیر نے فرمایا کہ میں جادوگروں اور آدمخواروں اور کافروں کا دشمن ہوں ان سب کافروں کا غرور شکن ہوں جبتک اُسکا قلع قمع نہ کرونگا چین مجھ کو نہ آویگا بے قتل کیے میرا دل تسکین نہ پائیگا بقول بزرجمہر فراش دین میرا لقب ہے یہ کہکر امیر نے گاڈ لنگی سے فرمایا کہ اچھا خدا حافظ ہے میں رخصت ہوتا ہوں گاڈ لنگی نے عرض کی کہ یا امیر جیتے جی تو آپکے قدموں سے میں جدا نہیں ہوتا مجھ کو آپ چھوڑ کے کہاں جاتے ہیں امیر نے کہا کہ اگر یہی مرضی ہے تو بسم اللہ میرے ساتھ ہو گاڈ لنگی نے اپنے بڑے بیٹے کو کہ نام اُسکا ریل گاڈ لنگی تھا اپنا ولیعہد کیا اپنے سب کاروبار کا اُسکو اختیار دیا اور خود امیر کے ہمراہ ہوا چند عرصے میں باختر کی سرحد میں پہونچے اور چار کوس کے فاصلے پر اُترکے کاخ باختر

کو نامہ لکھا کہ اے کاخ باختر یہاں حاضر ہو کر مسلمان ہو میرا تابع فرمان ہو نہیں تو اس خرابی سے تجھ کو مارونگا ایسا ذلیل و خوار کرونگا کہ چرند و پرند تیرے حال پر نالہ و فریاد کرینگے جب عمرو بن امیہ نامہ لیکر گیا اور اسکو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے خدا پرست نے نامہ بھیجا ہے حکم کیا کہ نامہ لے آؤ مجھ کو لاکر دکھاؤ عمرو نے کہا کہ اُس سے کہو کہ اپنی عقل کے ناخن لیوے یہ نامہ کسی ایسے ویسے دبڑ و گھسڑو کا نہیں ہے کہ تیرے پاس بھیجدوں اور خود لیکر نہ آؤں کاخ باختر نے کہا اچھا حاضر ہونے دو عمرو نے بارگاہ میں جا کر کاخ باختر کے قد و قامت کو دیکھ کر خدا کی قدرت پر عش عش کیا اور نامہ کاخ باختر کے ہاتھ میں دیا اُسنے تھوڑا ہی سا پڑھا تھا کہ مارے غیظ کے منھ اُسکا تمتما گیا حکم دیا کہ ہاں اس نامہ بر کو پکڑ لو اس کو جانے نہ دو عمرو نے ٹوپی جھاڑ کر سر پر رکھی اور سب کی نظروں سے غائب ہوا چلتے وقت ایک دھول مار کے کاخ باختر کے سر سے تاج اُتار کے زنبیل کے حوالہ کیا وہ تاج اپنی چالاکی سے لیا اور بآواز بلند کہا کہ مجبور ہوں میرے آقا کا حکم نہیں ہے نہیں تو قرار واقعی تجھ کو سزا دیتا جتنے لوگ حاضر تھے سبھوں نے بالاتفاق کہا کہ ہم نے ایسا آدمی نہیں دیکھا جیسا یہ نامہ بر تھا یہ فرشتہ تھا یا بشر تھا کاخ باختر بولا کہ کل اس نامہ بر کے آقا سے اسکا عوض لونگا عمرو نے آکر امیر سے تمام سرگذشت بیان کی اس حال سے انکو اطلاع دی رات تو امیر نے عبادت میں کاٹی جب صبح ہوئی اور کاخ باختر طبل جنگ بجوا کر میدان میں آیا اپنی فوج کو معرکہ میں لایا امیر بھی مسلح ہو کر رزمگاہ میں گئے کاخ باختر نے امیر سے کہا کہ اے ضعیف القوی میں نے تجھ کو نہیں بلایا ہے تو میرے سامنے کیوں آیا ہے میں حمزہ کا طالب ہوں امیر نے فرمایا کہ حمزہ میرا نام ہے بولا کہ تو نے اس ضعیف جثہ پر تمام عالم کو مسخر کیا ہے مگر تو جادوگر ہے امیر بولے کہ میں جادوگر اور جادو پر لعنت کرتا ہوں میرا خدا بہت قوی اور توانا ہے جو مجھ کو مظفر اور منصور کرتا ہے لا کیا حربہ رکھتا ہے اُسنے گرز گھما کر امیر کے اوپر چلایا امیر جہاں کھڑے تھے وہاں سے ہٹ کھڑے ہوئے گرز زمین پر گر گئی بیگہ زمین اُسکے صدمے سے دھنس گئی اور پانی نکل آیا اُسنے دوسرا گرز مارا امیر نے اُسکو بھی خالی دیا کچھ اُسکے حربے نے ضرر نہ کیا جب تیسرا گرز مارا امیر نے اُسکو ڈھال پر روکا اُسکے صدمے سے تا بزانو امیر زمین میں دھنس گئے کاخ باختر بولا کہ مارا اور پست کیا ایسے زبردست کو زیردست کیا امیر نے گرد میں سے نکلکر فرمایا کہ او حرامخور کسکو مارا اور پست کیا میں تو تیرا حریف موجود ہوں یہ کہکر ایک ہاتھ حمائل کا مار کے اُسکو زمین پر گرا دیا کاخ باختر سر ٹپک کر مر گیا کاخ باختر کی فوج امیر پر آ گری امیر نے دونوں ہاتھوں سے تلواریں مارنی شروع کیں جب قلیل سی فوج باقی رہ گئی بھاگ کر قلعہ بند ہوئی عمرو نے بموجب حکم امیر سرنگ دوڑا کر قلعہ کو اُڑا دیا دم بھر میں خاک سیاہ کیا جتنے آدمخوار تھے طعمۂ آتش فنا ہوئے راہی ملک بقا ہوئے بعد ازاں امیر وہاں سے کوچ کر کے ارعاش کے شہر میں آئے وہاں کی سیر کر کے ارعاش کے شہر میں تشریف لائے ارعاش امیر کے آنیکی خبر سنکر قلعہ سے نکلا امیر نے دیکھا کہ ایک سو اسی گز کا قد اور بڑا ہی قوی ہیکل ہے ہرگاہ اُسنے امیر پر گرز چلایا امیر کود کر دوسری طرف جا کھڑے ہوئے گرز اُسکا زمین پر گرا اتنا قطعہ زمین کا دھنس گیا اُس نے جھک کر چاہا کہ گرز اٹھا وے پھر اسی گرز کو اُٹھا کر امیر پر چلا وے امیر نے

بسم اللہ کر کے ایک ہاتھ تلوار کا ایسا مارا کہ ارعاش دو ٹکڑے ہوگیا فوراً جان سے گذر گیا فوج اُسکی یہ سانحہ دیکھ کر قلعہ بند ہوئی ہر طرح سے عاجز اور مستمند ہوئی عمرو بن امیہ نے بارود سرنگ میں بچھا کر اس قلعہ کو بھی اُڑا دیا سب ملک و مال ارعاش کا برباد کیا جتنے آدمخوار تھے سب جہنم واصل ہوئے

روانہ ہونا امیر کا نیستان کیطرف اور قتل کرنا نیستان سنگ انداز خونخوار وہاں کے حاکم کو

راوی کہتا ہے کہ امیر نے بعد استیصال ارعاش گاؤلنگی سے پوچھا کہ اب اسکے آگے کون شہر ہے اُسنے عرض کی کہ نیستان ہے اور وہ بڑا ایک شہر عظیم الشان ہے اور وہاں کے حاکم کا نام سنگ انداز خونخوار نیستان ہے اور فوج بھی اُسکی بہت جرار اور دلاور ہے اور قد اسکا ایک سو بیس گز کا گرز بھی دو آنکھیں اُسکی مثل تنور روشن ہیں اور لشکر بھی اُسکے پاس بیحساب ہے اور راہ ایسی تنگ ہے کہ دو آدمی برابر جا نہیں سکتے ہیں جانور وہاں دخل نہیں پا سکتے ہیں اور دو رویہ زمین سے شعلے آگ کے نکلتے ہیں جسکی گرمی سے پہاڑ تک پگھلتے ہیں امیر نے ان باتوں کا خیال نہ کیا اور نیستان کیطرف روانہ ہوئے جب امیر اُس مقام پر پہونچے لشکر امیر کا تاب نہ لا سکا وہ شدت نہ اُٹھا سکا آگ کی گرمی سے لوگ مرنے لگے اسوقت امیر نے کمند خواجہ خضر کی زمین پر ڈالی اور فرمایا کہ اُسکے سرے کو پکڑ کے چلے آؤ اب کچھ اپنے دلمیں وسوسہ نہ لاؤ راوی لکھتا ہے کہ تمام سپاہ امیر کی مع مرکب جل گئی ایک شتر پر ایک پہلوان اور تین سو سپاہی کمند کو پکڑ کے اس دریائے آتش سے پار ہوئے باقی سب راہی ملک عدم ہوئے بارے بہزار خرابی امیر متصل شہر کے پہونچے نیستان سنگ انداز خونخوار جو وہاں کا بادشاہ تھا امیر کے آنیکی خبر سنکر مع سپاہ شہر سے باہر آیا اپنا تمام لشکر مقابلے کے لیے لایا امیر نے دیکھا کہ ہر سپاہی کے گلے میں ایک توبڑا پتھروں سے بھرا ہوا بندھا ہے امیر کو دیکھ کر ایک سرے سے سب پتھر مارنے لگے امیر کے ہمراہیوں میں سے اکھتر آدمی بچے باقی سب حریف کے ہاتھوں سے سنگسار ہوئے امیر اس حال کو دیکھ کر سخت مجبور و ناچار ہوئے امیر تلوار کھینچکر اس طرح سے اُسکی فوج میں گھسے جیسے شیر بکریوں کے گلے میں گھستا ہے اور دونوں ہاتھوں سے تلواریں مارنے لگے سر اُنکے گردنوں سے اُتارنے لگے یہانتک خونخوار مارے گئے کہ اُنکے خون سے ایک دریا بہنے لگا آخر الامر نیستان سنگ انداز خونخوار نے آکر امیر کے سر پر تلوار ماری امیر نے اُسکو خالی دیا جب وہ گرز اُٹھانے لگا امیر نے جست کر کے ایک تلوار ایسی لگائی کہ اُسکے دونوں پاؤں زانووں سے کٹ کر گر پڑے وہ زمین میں در آئے امیر نے دوسرا ہاتھ اور لگا کر اُسکو جہنم واصل کیا اور بقیۃ السیف جو قلعہ بند ہوئے تھے اُنکو آگ لگا کر جلا دیا سب کو خاک کیا اور فرمایا کہ میں نے بزرجمہر سے سنا ہے کہ ستر یاروں سمیت ظلمات سے باہر نکلونگا اُن سب دشمنوں کو زیر و زبر کرونگا اب اکھتر آدمی میرے ساتھ ہیں دیکھا چاہیے کہ انمیں سے کسکی قضا ہے کسکا نام صفحہ ہستی سے مٹتا ہے یہ کہکر بہت مغموم ہوئے راوی کہتا ہے کہ امیر نے گاؤلنگی سے کہا کہ اے دوست لاکھ سوار پیدل میرے ساتھ تھے منجملہ اُنکے یہ اکھتر آدمی بچے ہیں باقی سب کام آئے

ہیں نے اُن کے مرجانے سے بڑے رنج اُٹھائے اب بتاؤ کہ آگے اسکے کون شہر ہے گاؤ لنگی نے کہا کہ یہاں سے چند منزل آردبیل ہے اور اُسکے حاکم دو بھائی ہیں آردبیل پیل دندان و مرزبان پیل دندان اور اُسکے آگے زردہشت جادو کا طلسمات ہے وہاں کی ہر شئے عجائبات ہے امیر آردبیل کی طرف روانہ ہوے چند روز کے عرصہ میں منزل مقصود پر پہونچے آردبیل پیل دندان و مرزبان پیل دندان کو خبر ہوئی کہ حمزہ نامے پہلوان کسی ملک سے آیا ہے دونوں بھائی لشکر لیکر میدان میں آئے اور رجز خوانی کرنے لگے امیر مسلح ہوکر اُسکے سامنے گئے آردبیل نے چھوٹتے ہی امیر پر حملہ کیا اور چاہا کہ دانتوں سے امیر کو زخمی کرے امیر نے تلوار کھینچکر اُسکی گردن پر ماری سر اُسکا بھٹا سا تن سے اُڑ گیا مرزبان پیل دندان اپنے بھائی کو موا دیکھ کر امیر پر دوڑا امیر نے اُسکو بھی ایک ہی وار میں ٹھنڈا کیا جہنم میں اُسکو مقام دیا اور اُنکی فوج کو قتل کرکے وہاں سے کوچ کیا کئی دنمیں زردہشت جادوگر کے طلسمات میں پہونچے ایک چاردیواری بے در نظر آئی وہاں کی عمارت نئے طرز کی پائی اندر اُسکے ایک گنبد تھا بلند کہ باہر سے دکھائی دیتا تھا اور اُس گنبد سے آواز رقص و سرود کی آتی تھی صدا گانے بجانیکی دور تک جاتی تھی امیر نے گاؤ لنگی سے فرمایا کہ اس کے اندر کچھ آدمی معلوم ہوتے ہیں کہ آواز گانے بجانے کی آتی ہے گاؤ لنگی نے عرض کی کہ یہاں آدمی کا کیا ذکر ہے یہ طلسمات ہے اسمیں سے اسی طرح آواز آیا کرتی ہے امیر نے فرمایا کہ ہم سب میں تم طویل القامت ہو دیکھو تو یہ معاملہ کیا ہے تحقیق کرو کہ یہ ماجرا کیا ہے گاؤ لنگی نے جو دیوار سے جھانک کر دیکھا بے اختیار نعرہ مار کے کود پڑا امیر نے لندھور سے کہا کہ ذرا تم تو دیکھو گاؤ لنگی کس شئے کو دیکھ کر نعرہ مار کے چاردیواری کے اندر کود پڑا لندھور نے جو جھانکا وہ بھی ہنستے ہنستے چاردیواری کے اندر کودا الغرض جو گیا وہ کھیت رہا کسی نے وہاں کا حال کچھ نہ کہا عمرو اور امیر رہگئے عمرو نے کہا کہ اگر حکم ہو تو میں منھ پر کپڑا لپیٹ کر جھانکوں دیکھوں کہ اسکے اندر کیا ہے کہ دیکھنے والا بے اختیار ہوکر احاطہ کے اندر کود پڑتا ہے امیر نے کہا کہ اچھا دیکھو مگر بہت ہوشیاری سے ایسا نہ ہو کہ تم بھی یاروں کے پاس پہونچو سب کی طرح تم بھی اُسی بلا میں پھنسو عمرو بولا کہ گمان ہے کوئی معشوقہ احاطہ کے اندر ہوگی یار لوگ اسکو دیکھ کے کود پڑے میں تو کچھ عاشق تن نہیں ہوں کہ اسپر شیفتہ ہوکر کود پڑوں گا اُسکے حسن پر فریفتہ ہوکر دیوار پر چڑھا اور بدستور یاران دیگر قہقہہ مار کر کود پڑا امیر تنہا رہ گئے بے اختیار یاروں کے لیے روئے اور مناجات کرنے لگے اتفاقاً اُسی عالم میں آنکھ لگ گئی دیکھتے کیا ہیں کہ آسمان پر سے ایک تخت اُترا اور اُسپر ایک بزرگ بیٹھے ہوے ہیں امیر سلام کرکے رونے لگے اُن بزرگ نے کہا کہ اے فرزند روتا کیوں ہے مرغ سفید جو گنبد پر بیٹھا ہے اُسکو تیر سے مار طلسم فتح ہوجائیگا تو اس بلا سے نجات پائیگا یہ کہکر تخت تو آسمان کیطرف اُڑ گیا دفعۃً اُنکی نظر سے غائب ہوا اور امیر کی آنکھ کھل گئی دیکھا تو واقعی گنبد پر ایک مرغ سفید بیٹھا ہوا ہے امیر نے جو اُسکو ہدف تیر کیا وہ مرغ زمین پر گرا طلسم ٹوٹ گیا یار لوگ جو اُسکے اندر تھے خود رفتگی سے آپ میں آئے اُس بیہوشی سے افاقے پائے اور امیر کے قدموں پر گر پڑے امیر نے سب کو چھاتی سے لگایا اور خدائے عزوجل کا شکر ادا کیا یاروں سے جو سبب کودنے کا اُس احاطے میں پوچھا سبھوں نے کہا کہ ایک ایسی پاکیزہ صورت

دکھائی دیتی تھی کہ اسکو دیکھکر ہم باسوا سے تحیر ہو جاتے تھے اور احاطے میں کود پڑتے تھے امیر نے فرمایا گنبد کے دروازے کو کھولو دیکھوں تو کہ اُسکے اندر کیا ہے دریافت کروں کہ اسمیں معاملہ کیا ہے ہر چند عیاروں نے زور کیا مگر گنبد کا دروازہ نہ کھلا کسی کا کچھ قابو نہ چلا آخر امیر نے اُس دروازے کو توڑا اندر جا کر دیکھا کہ چھت میں ایک تابوت لٹکتا ہے تابوت کو اُتار کر دیکھا کہ زر دہشت جادوگر کی لاش اُسمیں نہایت احتیاط سے رکھی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ابھی سویا ہے امیر نے فرمایا کہ تابوت میں اُسکے پاس اور بھی کچھ ہوگا بغور دیکھنا چاہیے اس مقدمے میں خوب تامل کیا چاہیے عمرو نے جو تلاش کیا تو ایک کتاب جادو کی ملی امیر نے اُسکو مع کتاب جلا دیا نام و نشان اُسکا بالکل مٹا دیا عمرو نے کئی ورق اُسکے نکال رکھے کہ وہی جادو اب تک دنیا میں پھیلا ہوا ہے ہر شخص اُسی پر عمل کر رہا ہے القصہ جب امیر زر دہشت جادوگر کی لاش کو مع کتاب جلا چکے اُس طرف سے اطمینان کلی پا چکے ظلمات کے کنارے آئے اور یاروں سے فرمایا کہ یہ مقام بہت خطرناک ہے ہمکو اس جگہ خوف ہلاکت ہے سب کے سب یکجا رہنگے سو چوکی دینا ضرور ہے یہ کہکر پہلی چوکی عمرو معدیکرب کی دوسری چوکی مالک اشتر تیسری چوکی ملک لندھور کی چوتھی چوکی اپنی امیر نے مقرر کی ایسطرح جاگنے اور ہوشیار رہنے کی جا دی عمرو معدیکرب جو چوکی دینے بیٹھا ایک ہرن سامنے سے نظر آیا اُسنے اُسکو شکار کیا اور صاف کر کے گوشت اُس کا پکانے لگا جب گوشت تیار ہوا ایک ضعیفہ پیدا ہوئی معدیکرب پر دانت پیسنے لگی معدیکرب نے کہا کہ او بڑھیا سچ کہہ تو کون ہے یہاں کیوں آئی ہے تو نے اس سفر کی اذیت اُٹھائی اور مجھ پر دانت کیوں پیستی ہے نہیں تو ابھی تجھکو قتل کرونگا اپنا حال سچ سچ بتا نہیں ابھی سزا دونگا تب وہ بعاجزی کہنے لگی کہ اے فرزند میں ایک سوداگر کی جورو ہوں اُسکو تو شیر نے مارا میں اس جنگل میں حیران پریشان پھرتی ہوں بے یار و یاور سراسیمہ و سرگرداں پھرتی ہوں آج چار روز ہوئے ہیں کہ ایک دانہ اناج کا آنکھوں سے نہیں دیکھا اگر تھوڑا سا گوشت مجھکو دیدے تو میں کھا کر تیرے حق میں دعا کروں جان و دل سے تیری شکر گزار ہوں عمرو معدیکرب کو اُسپر رحم آیا گوشت اُسکے دینے کے لیے دیگچی سے نکالنے لگا اُس بڑھیا نے کود کر ایسا طمانچہ معدیکرب کو مارا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا بعد ایک ساعت کے ہوش آیا اس صدمے سے جب افاقہ پایا دیکھا کہ دیگچی خالی پڑی ہے اسمیں پہر رات گذری معدیکرب مالک اشتر کو جگا کر سو رہا مالک اشتر نے خالی دیگچی دیکھکر کہا کہ او بزرگ شکم تو نے گوشت پکا کر تنہا خوری کی مجھکو شریک کیا وہ بولا کہ میں بھوکا تھا اسلیے میں نے کھا لیا اگر تجھکو بھی بھوک ہو تو شکار کر کے تو بھی پکا کر کھا بھوک کی تکلیف نہ اُٹھا تھوڑی دیر کے بعد مالک اشتر کے سامنے بھی ایک ہرن آیا مالک اشتر نے شکار کر کے گوشت اسکا پکایا ہر گاہ وہ گوشت پک چکا وہی بڑھیا پھر آئی اور زار و نالی کر کے گوشت مانگنے لگی مالک اشتر نے بھی رحم کھا کر چاہا کہ گوشت اُسکو دیگچی سے نکالکر دیوے بھوکے کو کھانا دیکر ثواب لیوے اُس بڑھیا نے لپک کر طمانچہ مارا وہ بیہوش ہو کر گر پڑا بڑھیا گوشت کھا کر چلتی ہوئی مالک اشتر ہوش میں آیا ملک لندھور کو جگایا لندھور نے خالی دیگچی چولھے پر دیکھکر کہا کہ کیوں مالک اشتر تو نے گوشت پکایا اور آپ ہی آپ کھایا ہمکو ایک پارچہ بھی نہ دیا مالک نے کہا کہ یار گوشت تھوڑا تھا میرا ہی

پیٹ نہیں بھرا میں تجھ کو کیا شریک کرتا شکار یہاں کثرت سے ہے تو بھی شکار کر کے گوشت پکا کر کھا اس جنگل کے ہرن گوشت بہت
لذیذ رکھتے ہیں تو بھی مزہ اُٹھا لندھور نے بھی ایک ہرن شکار کر کے گوشت اُسکا پکایا پھر اُس بڑھیا نے آکر لندھور کو طمانچہ
مار کے بیہوش بنایا اور وہ گوشت نکالکر کھا کے چلی گئی جب لندھور کو ہوش آیا اور اسنے افاقہ پایا معدیکرب اور مالک اشتر
نے کہا کہ ایسی ہی تنہا خوری ہم نے بھی کی تھی جیسی تم نے کی لندھور بولا کہ تم اگر مجھ سے کہدیتے تو میں کیوں فریب کھاتا
کوئی تدبیر عمل میں لاتا معدیکرب و مالک بولے کہ جو ہونی تھی سو ہوئی اب چپکے ہو رہو ہرگز زبان سے کچھ نہ کہو امیر کو جگا دو
دیکھو تو امیر سے اور بڑھیا سے کیسی بنتی ہے لندھور نے کہا کہ امیر کا دغا کھانا گوارا نہیں ہے معدیکرب بولا کہ امیر کبھی دغا
میں نہ آئینگے آپسمیں یہ باتیں کر کے امیر کو جگا دیا امیر نے بھی اپنی چوکی میں شکار کیا اور گوشت پکانے لگے بڑھیا کو تو مزہ پڑا ہوا تھا
جسوقت گوشت پک چکا امیر کے ۔ وہ بڑھیا آنکر وہی راگ گانے لگی وہی سخن زبان پر لانے لگی امیر کو جو اُسکے منہ سے گوشت کی بو
محسوس ہوئی دلمیں سوچے کہ یہ طلسمات ہے خدا جانے کہ یہ بڑھیا کون بدبلا ہی بیشک یہ چڑیل ہے اس سے اپنے تئیں بچانا ضرور
ہے ایک ہاتھ میں تلوار لیکر دوسرے ہاتھ سے گوشت نکالنے لگے بڑھیا نے امیر کو بھی طمانچہ مارنیکا قصد کیا امیر نے ایک تلوار
جو ماری سر اُسکا تن سے جدا ہو کر زمین پر گرتے ہی ایک طرف کو دوڑا امیر نے اُسکا تعاقب کیا دیکھا کہ وہ سر لوٹتے لوٹتے
ایک کنوئیں میں اُتر گیا امیر اس کنوئیں کے اوپر کھڑے ہو گئے یار بھی امیر کے پاس پہونچے امیر نے فرمایا کہ مجھ کو کمند میں باندھو کہ
میں اسکے اندر اتروں عمرو بن امیہ بولا کہ اپنے ہوتے آپکو کاہیکو کنوئیں کے اندر اترنے دونگا میں اس کام میں تامل نہ کرونگا
آپ کنوئیں کی جگت پر کھڑے رہیے میں اندر جا کر خبر لاتا ہوں آپکے بدلے میں جاتا ہوں یہ کہکر عمرو کمند کے سہارے سے کنوئیں میں
اُتر گیا دیکھا کہ وہ سر سونیکے طباق میں ایک معشوقہ چہاردہ سالہ کے سامنے رکھا ہوا ہے اور وہ معشوقہ رو رو کر کہہ رہی ہے کہ
میں نے منع کیا تھا کہ تو امیر کے نزدیک نہ جانا آخر تو نے میرا کہنا نہ مانا اور جان اپنی گنوائی مجھ کو بھی مصیبت دکھائی عمرو نے یہ
سنکر کمال چالاکی چار حلقہ کمند کے اُسپر ڈالکے باندھ لیا اور کنوئیں سے نکلکر مع سر اُسکو امیر کے سامنے حاضر لایا اور جو کچھ اُس معشوقہ
سے سنا تھا وہ بھی بیان فرمایا امیر نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے اور یہ بڑھیا کون تھی وہ بولی کہ میں زردہشت کی بیٹی ہوں اور
یہ بڑھیا اُسکی ماں تھی امیر نے پھر پوچھا کہ تو اکیلی ہے یا تیرے اور بھی کوئی ہے اُسنے کہا کہ دو بہنیں میری اور بھی ہیں وہ طلسمات
میں مع لشکر رہتی ہیں وہ بھی اُس بڑھیا کے مرنیکی خبر پاکر آوینگی اور مقدور بھر عرصہ زندگی کا تم پر تنگ کرینگی امیر نے اُسکو عمرو کے حوالے
کر کے فرمایا کہ اسکو حفاظت سے رکھو اور اس سے کسی طرح سے غافل نہ رہو وہ رات تو گذر گئی فجر کو جوق جوق لشکر جادوگر نکلا
اُسی کنوئیں کے اندر سے نکلکر میدان میں اُترا اور اُس لشکر کی سردار زردہشت کی دو بیٹیاں تھیں ایک کا نام گلرخ اور دوسری
کو فرخ کہتے تھے اور انکی ایک دایہ جادوگری میں ضرب المثل تھی انھوں نے اُسی دایہ کو جادو کرنے کیواسطے حکم دیا اُسکو
جادو کرنے پر مستعد کیا ایک دن امیر نے اُسی لڑکی کو جو عمرو کی قید میں تھی طلب کر کے پوچھا کہ بہنیں تیری مجھ سے کیا لڑینگی
میرے مقابلے میں کیا اڑینگی وہ بولی کہ آپ سے لڑنے کی طاقت انھیں کہاں ہے مگر جادو البتہ کرینگی اور بزور سحر بلا شبہہ

آپ پر قادر ہونگی اُسوقت اُن کی کارستانیاں تم پر ظاہر ہونگی امیر نے عمرو سے فرمایا کہ تم اس سے بجائے خود دریافت کرو اس سے اچھی طرح سے پوچھو کہ جادو کیا شے ہے اور کیونکر کرتے ہیں عمرو اُسکو اپنے مکان پر لے آیا اور ہر چند پھسلا پھسلا کر پوچھا مگر اُسنے کچھ نہ بتایا آخرش عمرو نے تنگ ہوکر اسکو مار ڈالا اور امیر سے آکر کہا کہ میں نے ہر چند دم دلاسا دیکر اُس سے پوچھا لیکن اُسنے کچھ نہ بتایا اُسکا حال مجھ سے مطلق چھپایا تب میں نے ناچار ہوکر اُسے مار ڈالا امیر نے کہا کہ ناحق تو نے اسکو مارا شاید فقرے میں آکر بتا دیتی اُسکی حقیقت سب سنا دیتی عمرو نے عرض کیا کہ یا امیر وہ بڑی تمام پارہ تھی میں نے اُسکو کس کس طرح نہیں دم دیا مگر اُسنے نہ بتانا تھا نہ بتایا اسلیے میں نے اُسکو مار ڈالا کہ مبادا اُس سے بھی کوئی ضرر پہونچے باقی رہا حال کا دریافت کرنا میں ابھی آپ کو دریافت کیے دیتا ہوں اُسکے ہمراہیوں سے اس بات کا سراغ لیتا ہوں یہ کہکر جادوگروں کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں ایک سوار جادوگروں کے لشکر کا ملا اُسنے چاہا کہ عمرو کو پکڑ لیوے کسی طرح کی اذیت پہونچاوے عمرو کود کر اُسکے شانے پر چڑھ بیٹھا اور حلق کو اُسکے فشار دیکر مار ڈالا اور آپ اسکی صورت بنکر جادوگروں کے لشکر میں گیا کہ موقع پاکے اپنا مطلب حاصل کرے کسی خیمہ کے اندر اپنے کو داخل کرے جب رات ہوئی تب چوکی کے لوگوں کے ساتھ فرخ کے پلنگ کی چوکی دینے کیواسطے گیا اتفاقاً ایک جادوگر نے فرخ سے آکر کہا مضطرب ہوکر جلد جاکر کہا کہ آج کئی دن ہوئے ہیں دایہ حمزہ کے لشکر پر جادو کرنے گئی ہے مگر ابتک اُسکا کچھ اثر معلوم نہ ہوا کہ وہ کیا ہوئی کس بلا میں مبتلا ہوئی فرخ بولی کہ کل شام تک جادو تیار ہوگا دیکھو گے کہ حمزہ کے لشکر میں کیسی تباہی پڑیگی کہ ایک آدمی نظر نہ آئیگا کوئی نجات نہ پائیگا عمرو نے صبح کو آکر امیر سے بیان کیا امیر نے فرمایا کہ کوئی ایسی تدبیر ہوتی کہ اُسی کے لشکر پر اُسکا جادو اُلٹ جاتا اُسکا وبال اُسی پر آتا عمرو نے عرض کی کہ وہ مردار آپکے لشکر کے پیچھے سحر تیار کر رہی ہے کل شام تک تیار ہوگا میں جاکر اُس قحبہ کو پکڑ لونگا اور اُسکا جادو اُسی کے لشکر پر اُلٹ دونگا بارے وہ دن تو گزرا دوسرے دن عمرو عصر کے وقت جادوگرون کا لباس پہنکر ایک صراحی شراب بیہوشی آمیختہ کی لیکر دایہ کے پاس گیا اور کہا کہ فرخ نے مجھکو بھیجا ہے کہ تین دن سے تم کیا کرتی ہو ہنوز کچھ جادو کا اثر حمزہ کے لشکر پر نہیں ہوا ان لوگوں کا ذرا بھی ضرر نہیں ہوا اور یہ صراحی شراب کی آپ کیواسطے بھیجی ہے وہ بولی کہ بیضہ جادو کا تیار ہو چکا ہے آفتاب جسدم غروب ہوگا اُس دم تماشا دکھائی دیگا کہ حمزہ کے لشکر کا کیا حال ہوا اُن پر کیسی آفت پڑی اور ہر شخص کس طرح سے گرفتار وبال ہوا یہ کہکر صراحی منھ سے لگاکر غٹ غٹ پی گئی بے تامل جھٹ پٹ پی گئی شراب کا نیچے حلق کے اُترنا تھا اور دایہ کا بیہوش ہونا تھا عمرو بن امیہ نے اُسکو تو جیتا ایک گڑھے میں گاڑ دیا اُس قحبہ کو واصل جہنم کیا اور بیضہ و شیشہ لیکر امیر کے پاس آیا اور کہا کہ اسی بیضہ و شیشہ میں جادو بھرا ہے سو اب میں جاکر گلرخ و فرخ کے لشکر پر مارتا ہوں اس جادو کو اُنھیں پر اُتارتا ہوں امیر نے فرمایا کہ جلدی کرو اس کام کے کرنے میں دیر نہ لگاؤ عمرو نے جادوگروں کے لشکر میں جاکر پہلے تو بیضہ کا مواد انکے لشکر پر چھوڑ کر تمام خیمہ و خرگاہ کو جلا دیا دم بھر میں سب کو خاک سیاہ کیا بعد ازاں شیشہ میں جو کچھ بھرا تھا اُسکو انڈیلا اسقدر بارش ہوئی

کہ تمام لشکر جادوگروں کا مع گلرخ و فرخ تہ آب ہوا اسباب لشکر انکا تباہ و خراب ہوا تام کوئی زندہ نہ رہا چندروز امیر اُس نواح میں مشغول بہ سیر و شکار رہے ایک دن گاؤ لنگی سے پوچھا کہ اب جو اور بلا باقی ہو اسکو بھی بتایا چاہیے کوئی تازہ خبر سنایا چاہیے وہ بولا کہ یا حضرت سے ظلمات تک جتنا فتنہ و فساد تھا سب دفع ہوا اب رخام میں چلکر چندے استراحت فرمایئے میرے ساتھ تشریف لایئے وہاں سے کوچ کرکے رخام میں آئے اُس شہر تا الیمقام میں آئے گاؤ لنگی نے بکمال تکلف امیر کیواسطے جشن مرتب کیا تیاری سامان دعوت کا کارپردازان کو حکم دیا بعد انفراغ جشن شکار کیلیے شہر سے نکلے کہ ناگہاں ایک ہرن بدیع الزمان نے دیکھا چاہا کہ اُسکو صید کریں ہرن چوکڑیاں بھرتا ہوا آگے کو چلا بدیع الزمان نے اُسکے پیچھے گھوڑا ڈالا اُسکے مارنے کے لیے بندوق کو سنبھالا تھوڑی دور جاکر ایک حوض میں ہرن کود پڑا بدیع الزمان نے بھی اپنے گھوڑے کو اُس حوض میں ڈالا امیر بھی یاروں سمیت اسی حوض میں کود پڑے آنکھ کھولکر جو دیکھا ایک میدان وسیع نظر آیا عجب طرح کا جنگل پایا ہر چند ادھر اُدھر بدیع الزمان کو تلاش کیا لیکن ٹھکانا نہ لگا امیر نے آبدیدہ ہوکر یاروں سے فرمایا بہت بہت رنج ملال سے یہ سخن انکو سنایا کہ ستر آدمی رہ گئے اکثر وہی بدیع الزمان تھے جو غائب ہوئے حیف ہے کہ تازہ سوراخ میرے کلیجے میں اور ہوا اس غم سے میرا بُرا طور ہوا یاروں نے بجائے خود امیر کو سمجھا کر کہا کہ یا امیر تقدیر سے کوئی ستیزہ نہیں کرسکتا ہے سوائے مرہم صبر کے اس زخم کاری کا علاج نہیں ہے امیر نے سوائے صبر و شکر کے دم نہ مارا اسوائے خاموشی کے چارہ نہ دیکھا

روانہ ہونا امیر کا مکہ معظمہ کیطرف اور شہید ہونا رکاب ظفر انتساب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم میں اور اختتام داستان

راویان سخن سنج اس داستان دلچسپ کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب امیر کو کسی قدر صبر آیا اور اُنکے قلب نے ضطراب سے قرار پایا گاؤ لنگی نے کہا کہ آپنے فرمایا تھا کہ تجھ کو پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا قدمبوس کراؤنگا اُنکا جمال مبارک ضرور دکھاؤنگا پس اب مکے کیطرف تشریف لے چلیے امیر گاؤ لنگی اور یاروں کو ہمراہ لیکر مکے کیطرف روانہ ہوئے قضا و قدر میں پہونچے سریال بن وبال استقبال کرکے امیر کو اپنے مکان پر لے گئے اور حق مہمانداری ادا کیا کئی دن کے بعد سریال کے باپ نے رحلت کی امیر نے اُسکی تجہیز و تکفین کرکے سریال کی تشفی کی اور تخت پر اُس کو بٹھلا کے مکے کیطرف راہی ہوئے چند روز میں مسافت طے کرکے مکے کے متصل پہونچے گاؤ لنگی اور تمام یاران حمزہ جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے قدمبوس ہوکر مشرف باسلام ہوئے سب میں نیکنام ہوئے ایک دن جناب پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک اعرابی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصر و روم و شام کے کفار جمع ہوکر بارادۂ فساد آئے ہیں لشکر کثیر اپنے ساتھ لائے ہیں حضرت نے پہلے امیر حمزہ کو

مع دیگر اصحابؓ کوہ بوقبیس پر بھیجا بعد ازاں خود تشریف لیگئے کفار نے صف آرائی کی امیر نے گاؤ لنگی کو میدان کی رخصت دی ایک کافر قوی ہیکل گاؤ لنگی کے سامنے بہت سے کلمے غرور کے زبان پر لایا گاؤ لنگی نے اُسکو زمین سے اٹھا کر اسقدر چرخ دیئے کہ وہ نیمجان ہوگیا نہایت عاجز و حیران ہوگیا جب زمین پر دے مارا رمقے جان جو باقی تھی وہ بھی بدن سے نکل گئی دوسرا کافر آیا اُسکا بھی یہی حال ہوا اسی طرح سے چند کافر گاؤ لنگی کے ہاتھ سے مارے گئے لشکر کفار کمال خائف ہوا کہ کوئی گاؤ لنگی کے سامنے نہ آیا سب کے دلمیں خوف سمایا آخر شاہزادہ ہند کے پور ہندی اُسکا نام تھا گھوڑا اپنا میدان میں نکالا اور گاؤ لنگی کے مقابل آکر ایسا نیزہ سینہ پر مارا کہ گاؤ لنگی کی پشت سے نکل گیا اور اُسی ضرب سے گاؤ لنگی جاں بحق تسلیم ہوا امیر اُسکے واسطے بہت متاسف ہوئے اور طیش کھا کر خود اُسکے مقابل ہوئے پور ہندی بولا کہ اے بوڑھے تو کیوں اپنی جان دینے آیا ہے یہ کیا خیال خام تیرے دل میں سمایا ہے یہاں نوجوان کا تو حوصلہ مجھ سے مقابل ہونیکا ہوتا نہیں ہے بہرحال نام اپنا بتا کہ بے نام و نشان مارا نہ جائے امیر نے فرمایا کہ اے بیہودہ گو نام میرا حمزہ بن عبدالمطلب ہے وہ بولا کہ میں نے سُنا تھا کہ حمزہ باختر کی طرف گیا ہے امیر نے فرمایا کہ سچ ہے وہاں سے آتے ہوئے چند روز مجھکو ہوئے ہاں لا کیا حربہ رکھتا ہے پور ہندی نے نیزہ امیر پر راست کیا امیر نے قبضہ پکڑ کے نیزہ چھین لیا اور اُسکو عاجز کیا اور وہی نیزہ اُسکے جگر پر مارا کہ پشت سے نکل گیا اور پور ہندی گھوڑے سے گر کر مرگیا دفعۃً اپنی جان سے گذر گیا امیر نعرہ کر کے اُسکے لشکر پر گرے اور بہت سے کفار مارے ہزاروں نابکار مارے کفار نے امیر سے عاجز ہو کر راہ فرار کی سبھوں نے برابر پیٹھ دی جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر کو لے کر مظفر و منصور مکے میں آئے اس فتح سے خدا کا شکر بجالائے راوی لکھتا ہے کہ پور ہندی کی ماں اپنے بیٹے کی سنانی سنکر شاہان ہند و روم و شام و چین و حبش و زنگبار و ترکستان کو مع فوج جرار لیکر مدائن میں آئی اور ہرمز سے داد بیداد کی ہرمز بھی مع لشکر اُسکے ساتھ ہوا ہرگاہ یہ سب فوجیں مکے کے متصل پہنچیں جناب رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنکر فرمایا حمزہ میرا چچا ان فوجوں کے قلع قمع کرنے کے واسطے اکیلا کافی ہے چونکہ آنحضرت نے پہلے کلمہ انشاء اللہ تعالے آشنائے زبان نہ کیا تھا جناب احدیت کو ناگوار ہوا جب آنحضرت اصحابؓ کو لیکر کفار سے مقابل ہوئے ہرمز نے اپنے لشکر سے کہا کہ ایک ایک کر کے ان عربوں سے نہ لڑو بالاتفاق اُن پر گرو اور ہاتھوں ہاتھ مار لو والا ان پر غالب نہ ہوگے ہرمز کا لشکر ایکبارگی اہل اسلام پر ٹوٹ پڑا الندھور و سعد بن عمرو بن حمزہ و معدیکرب وغیرہ جتنے یار امیر حمزہ کے تھے سب کے سب شہید ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ پر کفار تیر برسانے لگے چاروں طرف سے اُن پر تیر آنے لگے اور ایک کافر نے پتھر مار کے ایک دانت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم کا شہید کیا یہ خبر عمرو بن امیہ ضمری نے امیر حمزہ کو دی اس مصیبت جانکاہ سے اُن کو خبر کی امیر مسلح ہو کر گھوڑے پر سوار ہوئے قتل کفار پر تیار ہوئے اور کافروں کو قتل کرتے ہوئے ہرمز تک پہنچے ہرمز امیر حمزہ کو

دیکھ کر تخت پر سے اُتر بھاگا اور لشکر بھی اُسکا مفرور ہوا کسی کو ٹھہرنے کا یارا نہ ہوا چار کوس تک امیر حمزہ نے اُن کا تعاقب کیا اور جا بجا کشتوں کے پشتے باندھ دیے ہر گاہ مظفر و منصور کمے کیطرف پھرے اثنا ء راہ میں ہندہ مادر پور ہندی نے کہ کمینگاہ میں فوج لیے بیٹھی تھی پیچھے سے آنکر ایک تلوار اشقر کے ایسی لگائی کہ چاروں پاؤں اُسکے قلم ہو گئے امیر حمزہ تو غافل تھے مرکب کے گرتے ہی زمین پر آرہے اُس خانہ خراب نے تلوار خون آشام زہر آلودہ امیر حمزہ کے سر مبارک پر ایسی لگائی کہ امیر کا سر تن سے جدا ہو گیا اور امیر کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال کر کھا گئی اور جسم مبارک کے ستر ٹکڑے کیے بعد ازاں اُسکا نشہ غفلت جو اُترا متردد ہوئی کہ قریشہ دختر امیر حمزہ جب اپنے باپ کی شہادت کی خبر سنے گی تو مع فوج دیوان و جنات آکر مجھ سے بدلا لیوے گی یہ سوچکر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر پناہ لی اور حضرت جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بہت منت و زاری کی اور اسلام قبول کیا حضرت نے فرمایا کہ میرے عم بزرگوار کی نعش مجھ کو دکھلا کہ وہ شیر خدا کہاں ہے ہندہ نے حضرت کو ہمراہ لیکر نعش امیر کی دکھلائی اپنے ساتھ آنحضرت کو امیر حمزہ کی لاش پر لائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیر کے جسم کے ٹکڑے جمع کر کے ہر ٹکڑے پر جداگانہ نماز پڑھی اور اُسوقت انگوٹھوں کے بھل حضرت کھڑے تھے بعد دفن کرنے کے لوگوں نے انگوٹھے کے بھل کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کا سبب پوچھا آنحضرت نے فرمایا کہ بلحاظ اسکے میں اس طرح سے کھڑا تھا کہ فرشتوں کی کثرت سے میدان میں جگہ نہ تھی اور ملائکہ نے ہر ٹکڑے پر ستر ستر مرتبہ نماز ادا کی امیر حمزہ کی اس مرتبہ دیدہ رگی کی سب کو خوشخبری دی بالآخر حضرت جب امیر کو دفن کر کے پھرے ہندہ حضرت جناب رسالت پناہی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئی آنحضرت نے منھ اُسکی طرف سے پھیر لیا اُسکی طرف مطلق التفات نہ کیا اُسی وقت وحی نازل ہوئی اے حبیب میرے حمزہ تو شہید ہوا مگر آسمان کیطرف تو نظر کر حضرت نے سر اُٹھا کر دیکھا کہ امیر حمزہ تخت مرصع پر بہشت میں بیٹھے ہوے ہیں اور حور و غلمان دست بستہ سامنے کھڑے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کر کے دوگانہ شکر یہ ادا کیا کئی دن کے بعد قریشہ مع لشکر بیشمار آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے باپ کے قاتل کو طلب کیا آنحضرت نے مراتب امیر المومنین حمزہ رضی اللہ عنہ کے دکھلا کر فرمایا کہ تو بہت خوش ہوا اور سپاس خدا کا کر اے قریشہ اگر تیرا باپ شہید نہ ہوتا تو یہ مرتبہ نہ پاتا اللہ تعالے اسکو ایسے درجے پر کیونکر پہونچاتا پس اب تو انتقام سے باز آ راوی لکھتا ہے کہ اُسیوقت سورہ حج نازل ہوئی قریشہ کو تسکین قلب حاصل ہوئی بارے قریشہ بموجب حکم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم انتقام سے باز آئی پھر حرف قصاص کا زبان پر نہ لائی اور رخصت ہو کر اپنے ملک کو روانہ ہوئی ایک قول تو یہ ہے کہ آنحضرت نے جو کلمہ بے انشاء اللہ تعالے کہے فرمایا تھا کہ اس فوج کے قلع قمع کرنے کے واسطے میرا چچا اکیلا کافی ہے لاکھوں کفار کے قتل کے لیے یہ جوان تنہا کافی ہے جناب باری تعالے کو یہ کلمہ ناپسند ہوا اسی سبب سے امیر حمزہ کے جسم مبارک کے

ستر ٹکڑے ہوئے اور آنحضرت کا دندان مبارک شہید ہوا اور دوسری روایت یہ ہے کہ ایک شب کو عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اپنے پیراہن میں پیوند لگارہی تھیں اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں کو سی کر درست بنا رہی تھیں کہ آنحضرت وارد ہوئے اور اتفاقاً چراغ گل ہوگیا اور سوئی کے ناکے سے تاگا نکل گیا ام المومنین کو کمال تردد ہوا حضرت نے تبسم کیا دانتوں کی روشنی میں حضرت عائشہؓ نے تاگا سوئی میں پرو دیا حضرت نے فرمایا کہ دیکھا تم نے دانت میرے ایسے روشن ہیں جن کی روشنی میں تم نے تاگا سوئی میں پرو لیا میرے دانت نے کام شمع کا کیا یہ بات جناب باری کو پسند نہ آئی اور اس سے دانت آنحضرت کے شہید ہوئے اور اسی لڑائی میں حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پاؤں میں پیکان ٹوٹ کر رہ گیا ہر چند جراح نے چاہا کہ پیکان کو زخم سے نکالے مگر نکال نہ سکا ہر گاہ حضرت نماز کے سجدۂ آخر میں گئے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت علیؓ کے پاؤں سے پیکان نکال لو کہ اُن کے جسم کو اذیت نہ ہو چند پہلوانوں نے اُس پیکان کو زنبور سے پکڑ کے نکالا اور آنحضرت کو مطلق خبر نہ ہوئی جب نماز سے فارغ ہوئے لہو دیکھ کر پوچھا کہ یہ لہو کیسا ہے یہ پیکان میرے زخم سے کس وقت نکالا ہے اصحاب نے حقیقت حال عرض کرکے پوچھا کہ یا حضرت آپ کو کیا خبر نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ لا واللہ لا یعنی قسم خدا کی کہ ہرگز مجھ کو معلوم نہیں ہوا کہ پیکان کس وقت نکالا گیا۔ خداوندا بحق شہادت دندان مبارک محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم وتصدق زخم پائے مبارک ونماز ونیاز علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ اس مترجم ومحرر کی عاقبت بخیر کر اور دنیا میں کسی کا محتاج نہ کرکے اپنے خزانۂ غیب سے حسب دلخواہ سرفراز کر

اور راست و دروغ اس قصہ کا راویان موجد سے متعلق کر۔

خاتمۃ الطبع

قدرت صانع بیہمال قابل سپاس لاکلام ہے اور سب سے زیادہ ثنا رب بے منتہا کا یہ مقام ہے کہ فصحا اور بلغا کو قوت تصنیف عطا کرکے طریقہ تالیف سیر و تاریخ بنا دیا داستان گوئی وایجاد قصص کا ملکہ دیا اگر نظر غور سے دیکھا جائے تو انکار اور پریشانی مٹانے کا کوئی طریقہ ملاحظہ تاریخ و معائنہ قصص سے بہتر پیدا نہیں حالت رنج وغم میں کوئی مونس اور رفیق ایسا نہیں اگرچہ ہر داستان کو یہی مرتبہ حاصل ہے مگر خاصۃً داستان نادر بیان امیر حمزہ کا رتبہ سب داستانوں میں اعلیٰ و کامل ہے اُسکے مؤلف نے عجب سحرکاری فرمائی ہے کہ ہر شخص اسکا دل و جان سے خریدار ہے جو بصرف توجہ و زر کثیر جناب معلی القاب مجسم فیض و نوال مظہر جود و افضال عالی ہمت والا مرتبت جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ مرحوم بمعاوضہ عطیۂ گرانبہا سر دفتر فصحائے عصر مولوی حافظ سید عبداللہ صاحب بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ نے آراستہ فرماکر اور تعقید عبارت دفع کرکے اس قصہ کی عبارت کو

اُردوے معلی بنا دیا اُسی زمانہ میں غایت اہتمام سے یہ کتاب اسی مطبع میں حلل انطباع سے آراستہ ہوئی اس کی بھی خریداری کی اسقدر نوبت پہونچی کہ تھوڑی مدت میں ایک جلد بھی نظر نہ پڑی بعدہ بار چہارم صاحب فہم وذکا ماہر زبان روزمرہ اردوے معلے مولوی سید تصدق حسین صاحب مرحوم مصحح مطبع نے بتعمق نظر نظر ثانی فرما کر طرز مناسب پر عبارت قصہ کو آراستہ کیا اس مرتبہ مصدر مولوی عبدالباری صاحب آسی نے ترتیب دیا اور بار ۱۹ ہم مطبع نامی وگرامی منشی بیجکمار واقع لکھنؤ میں حسب ایمائے جناب منشی تیج کمار صاحب مالک مطبع موصوف اور باہتمام بنّالال بھارگو سپرنٹنڈنٹ مطبع مذکور ماہ دسمبر ۱۹۵۳ء مطابق ماہ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ میں بہزار زیب وتزئین حلیۂ طبع سے آراستہ ہو کر کحل البصر دیدۂ ارباب انتظار ہوئی

تمت

اعلان

تہذیب وترتیب اس کی عبارات ومحاورات کی بصرف زر خطیر مطبع ہوئی اور جناب مولوی حافظ سید محمد عبداللہ صاحب بلگرامی نے یہ دماغ سوزی بایماے جناب منشی نولکشور صاحب سی آئی۔ای۔ مرحوم مالک مطبع گوارا فرمائی ہے اور بعد ازاں بار چہارم میں ماہر زبان مولوی سید تصدق حسین صاحب رضوی مصحح مطبع نے کمال سعی وعرق ریزی کے ساتھ آخرین نظر سے اس کو زیادہ آراستہ کیا ہے۔ پس اول یہ داستان امیر حمزہ اُردو نثر سابق ماہ جون ۱۸۸۷ء طبع ہوئی اور بتاریخ ۲۵۔ اگست ۱۸۸۷ء بہ نمبر ۵ و ۶ رجسٹری ہوئی تھی لہٰذا حق تالیف اس کتاب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے کوئی صاحب بغیر اجازت تحریری مالک مطبع کے قصد طبع کا نہ فرمائیں

فقط